غیبتِ صغریٰ میں

نائبینِ امامؑ

۲۶۰ھ تا ۳۲۹ھ

نوابِ اربعہ

عثمان بن سعید

محمّد بن عثمان

حُسین بن روح نوبختی

علی بن محمّد سمری

تالیف عباس راسخی نجفی

بسمہٖ تعالیٰ

3225
5033
ACC No. 3225 Date
Section C-3/13 Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

غیبتِ صغریٰ میں نائبینِ امامؑ

(حالاتِ زندگی)

مصنف

الحاج عباس راسخی نجفی

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No. 11, M.L. Heights,
Mirza Kaleej Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

مترجم

سید افسر عباس زیدی

ناشر

امامیہ پبلیکیشنز ۳۵ حیدر روڈ لاہور
فون نمبر ۷۲۳۱۶۴۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: چار نائب
مصنف: الحاج عباس راسخی نجفی
مترجم: سید افسر عباس زیدی
ناشر: امامیہ پبلیکیشنز
طابع: حق برادرز انار کلی لاہور
کمپوزر:
بار اول: ستمبر ۱۹۹۳ء
تعداد:
قیمت:

ملنے کا پتہ

العصر اسلامک بک سنٹر

۳۵- حیدر روڈ لاہور- فون ۷۲۴۸۶۴۲

3225

فہرست

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No 11, M. Heights
Mirza Kaleej
Baig Road,
Soldier Bazar
Karachi.
MASOOMEEN WELFARE TRUST (R)

موضوعات		صفحہ نمبر
عرض ناشر		
مقدمہ		۱
پہلا باب	امام زمانہ سے توسل	۷
عریضہ لکھنے کا طریقہ		۱۳
دوسرا باب	نواب اربعہ کا مختصر تعارف اور ان کی زیارت کی کیفیت	۱۸
نائبین کی زیارت کی کیفیت		۲۴
تیسرا باب	نواب اربعہ کے مخصوص اعمال	۲۷
نیابت خاصہ کا مختلف طریقوں سے اثبات		۲۷
صاحب الامر علیہ السلام کا مقام دکھانے سے قطعی طور پر احتراز		۳۵
اس توقیع مبارک پر توجہ دی جائے		۳۸
چوتھا باب	نائب اول کے حالات اور فضائل	۴۰
کرامت کا ایک نمونہ		۴۸
نص امام حسن عسکری علیہ السلام		۴۸
اول نائب خاص کے حال کی تشریح		۵۰
امام حسن عسکری علیہ السلام کا اپنے وکیل کی حیثیت سے تعارف		۵۱
احمد بن اسحاق کا ابو عمرو سے سوال		۵۲
امام حسن عسکری علیہ السلام کا عثمان بن سعید کو وکیل مقرر کرنا		۵۴
عثمان بن سعید کا امام علیہ السلام سے سوال		۵۴
عثمان بن سعید کی قبر		۵۵

موضوعات	صفحہ نمبر
ان توقیعات پر توجہ کی جائے	۵۶
امام کے جملوں پر توجہ	۵۷
محمد ابن عثمان کی اپنے والد کی تجہیز و تکفین	۵۸
عثمان بن سعید کے زمانہ میں صادر ہونے والی توقیعات	۵۹
توقیع مبارک کا متن	۶۱
علامہ قاضی نور اللہ شوشتری کی گفتار کی نقل	۶۵
پانچواں باب ---------- نائب دوم کے حالات اور فضائل	۶۷
محمد بن عثمان کے لئے توقیع	۶۸
چند معجزات	۷۰
کرامت کا دوسرا نمونہ	۷۱
نائب دوم کے احوال کی شرح	۷۲
محمد بن عثمان اپنی موت کی اطلاع دیتے ہیں	۷۶
دوسرے نائب کے زمانہ میں صادر ہونے والی توقیعات	۷۸
چھٹا باب ---------- توقیع اور اس کے معانی	۸۰
محمد بن حمیری کے جواب میں توقیع	۸۰
اسحاق بن یعقوب کے جواب میں توقیع	۸۳
غیبت کی وجہ	۸۴
جعفر کذاب کے بارے میں توقیع	۸۵
امر ولائت و امامت حضرت علی علیہ السلام	۸۷
ابوالحسن اسری کے جواب میں توقیع	۹۱
آئمہ کے لئے تفویض خلق کے بارے میں توقیع	۹۱
محمد بن عثمان کا غیبت کی خبر دینا	۹۳
امام زمانہ علیہ السلام کا ابو طاہر کو حکم	۹۴
ایک اور کرامت	۹۵

3225

موضوعات	صفحہ نمبر
ساتواں باب ----- تیسرے نائب جناب حسین بن روح کے حالات اور فضائل	۹۷
امام زمانہ علیہ السلام کا حسین بن روح کا تعارف کروانا	۹۷
حسین بن روح غیب کی خبر دیتے ہیں	۹۸
حسین بن روح کا حسن سلوک	۹۹
حسین بن روح کا ایمان واطمینان	۱۰۰
آئندہ کی خبر دینا	۱۰۰
آٹھواں باب ---------- قرامطہ اور اس کے معنی	۱۰۲
قرامطہ کے بارے میں تحقیق و تجزیہ	۱۰۳
قرامطہ اور ان کی داستان	۱۰۵
عمر ابن خطاب کا استبداد	۱۰۹
حسین ابن روح کی کرامت	۱۰۹
حسین ابن روح کی مختلف زبانوں میں گفتگو کا معجزہ	۱۱۱
حسین ابن روح کا شلمغانی پر لعنت کرنا	۱۱۲
شلمغانی اور اس کی کفریات	۱۱۲
حسین ابن روح کی کرامت کا ایک نمونہ	۱۱۵
حسین ابن روح کی ایک اور کرامت	۱۱۷
شیخ صدوق بھی صاحب کرامت ہیں	۱۱۹
تیسرے نائب کے احوال کی تشریح	۱۲۰
حسین ابن روح کا دارلنیابت میں بیٹھنا	۱۲۲
ابو سہل کا اقرار	۱۲۳
حسین ابن روح کا احترام	۱۲۴
حسین ابن روح کی حیثیت	۱۲۵
حسین ابن روح اور شلمغانی	۱۲۶
عقائد شلمغانی	۱۲۸

موضوعات	صفحہ نمبر
شلمغانی پر لعنت کے سلسلہ میں توقیع	۱۳۱
شلمغانی کا حشر	۱۳۲
نواں باب ------------- نائب چہارم کے حالات اور فضائل	۱۳۵
صدوق کے والد کی وفات کی خبر	۱۳۸
علی بن محمد سمری کی وفات کے بارے میں توقیع	۱۳۹
دسواں باب ---------------- امام زمانہ علیہ السلام کی نظارت	۱۴۲
امام زمانہ علیہ السلام کا بندوں کے اعمال کو دیکھنا	۱۴۳
آیۃ اللہ صدر کے نظریات	۱۴۴
بغیر الہام کے زمانے کی پیشوائی محال ہے	۱۴۶
گیارھواں باب ----------- امام علیہ السلام کے سامنے اعمال کا پیش ہونا	۱۴۸
شب قدر میں اعمال کا امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہونا	۱۵۷
شب قدر میں ملائکہ اور روح کا نزول دو امور کے لئے ہے	۱۶۲
شب قدر میں پروردگار عالم کا لطف خاص	۱۶۳
علامہ مجلسی کا قول	۱۶۷
اعمال کے پیش ہونے کے مواقع	۱۶۷
بارھواں باب ------------ پیغمبرؐ اور آئمہؑ کا وسیلہ فیض ہونا	۱۷۳
امام محمد باقر علیہ السلام کے اقوال و حدیث	۱۷۴
امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک اور ارشاد گرامی	۱۷۵
آئمہ کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول	۱۷۷
امام حسن عسکری علیہ السلام کی آئمہ کے بارے میں حدیث	۱۷۸
قد صعد نادری کے بارے میں تحقیق	۱۸۰
امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا	۱۸۴
آئمہ ہدیٰ کا شیعوں کے جنازوں پر تشریف لانا	۱۸۵
امام زمانہ علیہ السلام کا خط شیخ مفید کے نام	۱۸۶

موضوعات	صفحہ نمبر
امام زمانہ علیہ السلام کا ایک اور خط شیخ مفید کے نام	۱۹۰
تیرھواں باب ---------- استغاثہ اور غوث و قطب کے معنی	۱۹۴
استغاثہ اور اسی قسم کی دوسری کیفیت	۱۹۸
الغوث کے معنی	۲۰۱
غوث قطب عالم کا خاص نام ہے	۲۰۲
قابل توجہ نکتہ	۲۰۴
اصطلاحی معنی	۲۰۶
امام زمانہ علیہ السلام کو قطب کہنے کا سبب	۲۰۸
امام زماں علیہ السلام سے استغاثہ	۲۱۲
الغیاث کا ورد	۲۱۸
چودھواں باب ---------- امام زمانہ علیہ السلام کی خصوصیتیں	۲۱۹
زیارت جامعہ پر توجہ	۲۲۲
عید غدیر کے سلسلہ میں امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات	۲۲۶
حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا قرآن و قیام	۲۳۱
ہندی عالم کا قول	۲۳۲
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجود کی اصل ہیں	۲۳۶
فہرست منابع و ماخذ	۲۴۳
حواشی	۲۵۱

عرضِ ناشر

امام آخرالزمان عجل اللہ فرجہٗ شریف کی شخصیت اور ان کی غیبت و طول عمری پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کے جوابات میں دو کتب "بہار انقلاب" (انقلاب مہدی علیہ السلام) اور "منبع عدل" پہلے ہی منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ تقاضائے وقت یہ ہے کہ امام علیہ السلام کے ان مخصوص معتمدین کے حالات زندگی منظر عام پر لائے جائیں کہ جن پر امام علیہ السلام نے اعتماد کرتے ہوئے غیبت صغریٰ میں ملاقاتیں جاری رکھیں۔ اور ان ہی کے ذریعہ سے عوام الناس تک اپنا پیغام پہنچاتے رہے۔ ۲۶۰ھ سے لے کر ۳۲۹ھ تک ۶۹ سال کا عرصہ غیبت صغریٰ کہلاتا ہے اور اس کے بعد غیبت کبریٰ کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ غیبت آپ علیہ السلام کے ظہور پر نور تک جاری رہے گی۔

زیر نظر کتاب میں ان چاروں نائبین کے حالات زندگی، ان کے کمالات اور مقام عظمت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کی عظمت کے لئے کیا اتنا کافی نہیں ہے؟ کہ امام علیہ السلام لوگوں کو اپنے جملہ مسائل کے حل کے لئے ان ہی حضرات کی طرف رجوع کرنے کا حکم صادر فرمائیں۔ اور اپنی توقیعات کے ذریعہ سے ان کے اقوال و افعال کی توثیق فرمائیں۔ انھیں ثقہ، امانتدار اور ان کے نوشتہ کو اپنا نوشتہ قرار دیں۔

مزید برآں اس کتاب میں غیبت صغریٰ کے دوران پیش آمدہ تمام اہم واقعات کا تذکرہ ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ قارئین اس کتاب سے کما حقہ فیضیاب ہوں گے۔

یہ امر مخفی نہ رہے کہ ایک محرک تھا جو راقم الحروف کو اس بات پر آمادہ رکھتا تھا کہ میں اپنی کاوش کو "نواب اربعہ" یعنی امام زمانہؑ کے چاروں نائبین کو متعارف کرانے اور ان میں سے ہر ایک کے مرتبہ کی اہمیت کو ظاہر کرنے پر مبذول رکھوں اس وجہ سے میں ہمیشہ پروردگار عالم سے اس بات کا خواستگار اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے دامن عنایت سے متمسک رہا اور انشا اللہ آخری عمر تک متمسک رہوں گا تاکہ ان چند حقیر برسوں کے محرک کی توفیق میری رفیق رہے اور عمر کے اس آخری حصے میں جس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ وہ کتنے دن باقی رہے گا میں اپنی خواہش کو نائبین اربعہ کی معقول شخصیات کے متعارف کرانے میں بسر کروں گا۔ وہ اس لئے کہ یہ بات بغیر کہے واضح ہے کہ یہ عظیم افراد امام عصرؑ کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ امام حسن عسکریؑ نے نائب اول عثمان بن سعید (اللہ ان کے مزار کو نورانی کرے) کے بارے میں فرمایا کہ تو میری زندگی میں اور میری وفات کے بعد ثقہ و امین اور مرکز اطمینان رہے گا اور میرا عزیز فرزند (قطب عالم امکاں روحی و ارواح العالمین لہ الفدا) تجھے اپنے نائب خاص کی حیثیت سے منتخب کرے گا۔ نیز تیرے نائب حسین ابن روحؒ کے منتخب ہونے کے وقت جب ایک شخص نے ابو سھل نوبختی سے سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ محمد ابن عثمان نے، باوجود اس کے کہ آپ تمام لوگوں کی نظر میں نمایاں اور قابل اعتبار و اطمینان رہے ہیں آپ کو نیابت خاص کے لیے منتخب نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے جواب کو تین مختصر جملوں میں پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ پہلی بات تو یہ کہ میں انتخاب سے متعلق کوئی حق گفتگو نہیں رکھتا۔ مناسب یہی تھا کہ امامؑ خود انتخاب فرماتے۔ دوسرے یہ کہ وہ اطمینان جو حسین ابن روحؒ کی شخصیت سے متعلق تھا اور ہے وہ غالباً" میری شخصیت میں نظر نہیں آتا۔ تیسرے یہ کہ ممکن ہے کہ اگر کوئی مجھ سے کہے کہ امامؑ زمانہ موجود نہیں ہیں تو میرے وجود میں اتنی بے چینی پیدا ہو کہ میں پوچھنے والے کو اپنے ساتھ لے جاؤں اور امامؑ کے قیام کی خاص جگہ اس کو دکھا دوں۔ اور یہ عمل حسین ابن روحؒ کے طرز عمل کے بالکل برعکس ہو گا۔

نعوذ باللہ اگر امامؑ زمانہ ان کی چادر میں بھی مخفی ہوں اور ان سے سوال کیا جائے تو خواہ اسلحہ سے ان کے بدن کے ٹکڑے بھی اڑا دیئے جائیں تو پھر بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی چادر ہٹا کر امامؑ کو دکھا دیں یہ محرک اور وہ تمام امور جو مخصوص نائبین سے متعلق ہیں اور اسی طرح دوسرے اہم مطالب ہیں جن میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ مامون کے زمانہ سے معتمد عباسی تک بغداد کا دارالخلافہ زمانے بھر کے مسلمانوں کی آمد و رفت کا مرکز رہا ہے اور ہر مذہب و مسلک کے ہر طبقے اور گروہ کی مختلف قسم کی آمد و رفت کے نتیجے میں لوگ اسلام اور اوصاف آئمہ علیہم السلام کے بارے میں جو تعلق اس سے رکھتے تھے اس کے پیش نظر وہ شخص جو امامؑ زمانہ کے نائب خاص کی حیثیت سے معین ہوتا اسے اس عہد سے متعلق تمام امور کے بارے میں جواب دہی کے قابل ہونا چاہئے تھا۔ جیسا کہ حسین ابن روحؒ نے فقہ کی کتاب تحریر کرکے قدر و قیمت کے تعین کی غرض سے علمائے قم کے پاس بھیجی تھی۔ مزید برآں حسین ابن روح کی وہ گفتگو جو "آبہ" کی مقامی زبان میں تھی اور اس عورت سے ہوئی تھی جو اپنی رقم امامؑ تک پہنچانے کی غرض سے لائی تھی اور ایک مترجم بھی اس کے ہمراہ تھا لیکن جناب حسین ابن روحؒ نے براہ راست اس عورت کو مخاطب کرکے اسی کی زبان میں فرمایا: کیا حال ہے تیرے بچے کس طرح ہیں۔ اس قسم کی صورت حال صدر اسلام سے آج تک علما میں نہیں دیکھی گئی اور ایسے فرد کا سراغ بہت کم ملتا ہے جو مختلف زبانوں میں گفتگو کرے لیکن نائبین اربعہ میں ایسا ہوا ہے۔

ایسے معاملات جو ہر اعتبار سے اہمیت رکھتے تھے اور غیبت صغریٰ کے زمانے میں پیش آتے تھے وہ اور وہ لوگ جو مہدویت یا نیابت خاص کے مدعی ہوئے ہیں مثال کے طور پر شلمغانی، حلاج اور ہلالی وغیرہ اور نیابت خاص کا مرتبہ، یہ باتیں اس قدر اہم تھیں کہ شلمغانی جس نے مختلف علوم اور فلسفہ پر مبنی کئی کتابیں تحریر کی تھیں اور وہ اس حیثیت سے لوگوں کے درمیان مشہور و معروف تھا۔ اس نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ خود کو نائب خاص کی حیثیت سے معروف کیا۔ اس وقت حسین ابن روح حکام

وقت کی قید میں تھے۔ انہوں نے ایک لعنت نامہ جاری کیا اور حضرت امامؑ نے بھی اسے صحیح قرار دیا اور ایک توقیع شلمغانی کے بارے میں حسین ابن روحؒ کی معرفت ارسال کی۔

یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ نیابت خاصہ یا نائب خاص ہونا اتنا بلند مرتبہ ہے کہ شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان میں ایسے افراد کے بارے میں معصوم ہونے کا اظہار کیا ہے۔ یہ لوگ اس قدر اہمیت کے حامل ہیں کہ اگر آج بھی ہم کوئی عریضہ حاجت یا فریاد نامہ امام عصرؑ کی خدمت میں بھیجنا چاہیں تو ہمیں چاہیے کہ نائبین میں سے کسی ایک کے ذریعہ اسی طرح امامؑ کی خدمت میں بھیجیں جس طرح ان کو ان کی زندگی میں امامؑ اور شیعوں کے درمیان وسیلہ بناتے تھے۔ ظاہری موت کے باوجود صورت حال وہی ہے جو کچھ بیان ہوا اور جتنے امور زیر بحث آئیں گے وہ اس کتاب کی تالیف کا سبب بنے ہیں اور **مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ** کی رو سے میرا یہ ایمان ہے کہ میں اس کام کو باحسن وجوہ انجام نہیں دے سکوں گا لیکن مجھے امید ہے کہ ان مطالب کے بارے میں جو اس کتاب میں آئیں گے تو قارئین کرام اگر ان میں کوئی غلطی یا نقص ہو گا تو اس سے درگزر فرمائیں گے اور اس سلسلہ میں جو ان کا نقطہ نظر ہو گا وہ مجھ پر احسان فرما کر مجھے ارسال فرمائیں گے۔

یہ بات واضح طور پر کہنی چاہیے کہ ایسا نہیں ہے کہ غیبت صغریٰ کے زمانہ سے لے کر آج تک (۱۴۰۷ھ) ایسے مصنف اور علما موجود نہ تھے جو نائبین کے بارے میں علیحدہ کتاب تحریر کرتے اور راقم کو اس سلسلہ میں پہلا شخص سمجھ لیا جائے نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ شیعہ اہل دانش اور علما کی امام زمانہ **روحی و ارواح العالمین لہ الفدا** کی طرف خصوصی توجہ رہی ہے اور ان کی کوشش رہی ہے کہ وہ امام زمانہؑ کے حالات تحریر کرنے کے لیے ایسے تمام آثار جمع کریں جو ہر زمانے سے اقصائے عالم میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور وہ اس جملہ کے پیش نظر کہ' **بیمنہ رزق الوریٰ و بوجودہ ثبت الارض و السماء** وہ لوگوں کی توجہ خاص کو اپنے امامؑ زمانہ کی طرف مبذول

کراتے رہیں اور اس سلسلہ میں امامؑ کے نائبین کا ذکر بھی مختصرا" کریں۔ اور اس میں یہ اشارہ کرنا بھی مقصود تھا کہ غیبت صغریٰ کے زمانہ میں لوگوں کو یہ معلوم رہے کہ امامؑ زمانہ موجود ہیں اور لوگوں کے احوال و کوائف سے واقف ہیں اور اپنے شیعوں اور دوستوں کا خیال رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اس خط میں جو شیخ مفیدؒ کو تحریر کیا ہے اس میں فرمایا ہے: ہم تمہاری مراعات سے بے پرواہ نہیں ہیں اور نہ تمہیں ہم نے فراموش کیا ہے اسی طرح ایک توقیع جو اسحاق بن یعقوب کے جواب میں تحریر فرمائی ہے اس میں آپ فرماتے ہیں: فرج کی تعجیل کے لیے کثرت سے دعا کرو اس لئے کہ اس میں تمہارے لئے بھی کشائش ہے۔

راقم کو اپنی کوتاہی کا اعتراف ہے کہ وہ ایک ایسی جگہ مقیم ہے جہاں ضروری کتابوں تک دسترس نہیں ہے۔ میں پھر بھی ایک معمولی سی پونجی یعنی "نواب اربعہ" کے عنوان سے کتاب تحریر کرکے امامؑ زمانہ کے حضور میں بطور عقیدت پیش کر رہا ہوں تاکہ ان کے نائبین خاص کی شخصیتوں کا تعارف ہو۔ اس ذرہ ناچیز نے جس کام کی ذمہ داری لی تھی اس فرمودہ کے مطابق کہ **علم ینتفع به الناس** (وہ علم جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے) اس سے عہدہ برآ ہو گیا ہے۔

در محفلے کہ خورشید اندر شما ذرہ است
خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد

پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بندہ ناچیز کی یہ مختصر تحریر خاتون دو جہاں دختر پیغمبرؐ اسلام انسیہ حوراء صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمۃ الزھرا سلام اللہ علیھا کی ولادت با سعادت کے دن پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ سیدہ عالمؑ کی بلندی ذات کے بارے میں یہ کہنا کافی ہے کہ جس وقت پروردگار عالم جبرائیل سے اس عظیم خاتون کی عظمت کو بیان کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے: **ھم فاطمۃ و ابوھا و بعلھا و بنوھا** اس جملہ میں نام کی تکرار اس فرد کی عظمت کی وجہ سے ہے جس کا نام لیا جا رہا ہے۔ یا پھر وہ توسل جو

آئمہؑ سے مذکور ہے کہ جو فرد خدا سے اس طرح توسل کرے کہ ۱۳۵ مرتبہ کہے **اللھم صل فاطمہ و ابیھا بعلھا و بنیھا بعدد ما احاطہ بہ علمک** تو بلاشبہ اس متوسل کی مراد پوری ہو گی۔ واضح رہے کہ ۱۳۵ یا فاطمۃ کے اعداد ہیں۔

حقیر گنہگار جو علی ابن ابی طالبؑ اور ان کے عظیم فرزندوں کی حبل عقیدت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے سیدہ طاہرہؑ سے قیامت کے دن شفاعت کی امید رکھتا ہے اور خود کو خوش قسمت اور سعادت مند محسوس کرتا ہے کہ کتاب ھذا بیس جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق تیس بہمن ۱۳۶۵ کو تکمیل پذیر ہوئی۔

حقیر عاصی۔ حاج عباس راسخی نجفی

پہلا باب

امامؑ زمانہ کی مقدس بارگاہ سے توسل

امامؑ زمانہ سے حاجت براری کے لیے جہاں کہیں بھی ضروت پڑے

"نجم الثاقب" نامی کتاب مولفہ مرحوم حاجی میرزا حسن طبرسی نوری کے صفحہ ۲۱۵ پر تحریر ہے کہ شیخ طبرسی صاحب تفسیر کتاب "کنوز النجاح" نامی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ احمد بن الدربی سے خدامہ ابی عبداللہ الحسین ابن محمد بزوفری نے کہا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ الصلوۃ و السلام کی بارگاہ سے بروز جمعہ یہ بات باہر آئی ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو اللہ سے کوئی حاجت رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ آدھی رات کے بعد غسل کرے اور جانماز پر جائے اور دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورہ حمد پڑھے اور جب **ایاک نعبد و ایاک نستعین** پر پہنچے تو اسے سو مرتبہ دھرائے اور جب اسے سو مرتبہ کہہ چکے تو باقی سورہ حمد کو تمام کرے اس کی تکمیل کے بعد ایک مرتبہ سورہ توحید کی تلاوت کرے اور رکوع اور دونوں سجدے بجا لائے۔ اور رکوع میں **سبحان ربی العظیم وبحمدہ** سات مرتبہ کہے اور دونوں سجدوں میں **سبحان ربی الاعلی وبحمدہ** سات مرتبہ کہے۔ پھر اس کے بعد دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھے اور نماز کے

اس وقت ایک سانس میں کہے یا کریم یا کریم اور اس کے بعد کہے یَا آمِنًا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ مِنکَ خَائِفٌ حَذِرٌ اَسْئَلُکَ بِاَمْنِکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَ خَوْفِ کُلِّ شَیْءٍ مِنْکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ اَمَانًا لِنَفْسِیْ وَ اَهْلِیْ وَ وُلْدِیْ وَ سَائِرِ مَا اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَیَّ حَتّٰی لَا اَخَافُ وَ لَا اَحْذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَبَدًا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ یَا کَافِیَ اِبْرَاهِیْمَ نَمْرُوْدَ وَ یَا کَافِیَ مُوْسٰی فِرْعَوْنَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ فُلَانَ بْنِ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ اس کا نام لے جس سے خائف ہے اس کے باپ کا نام بھی لے اور خدا سے چاہے کہ اس کے ضرر کو دفع کر دے اور کفایت کرے۔

ترجمہ : اے وہ ذات جس سے ہر خوف زدہ اور احتیاط کرنے والا شخص تیری وجہ سے ہر شے سے امن میں ہے۔ اس لئے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ہر شے سے تیرا امن مل جائے اور تیری ہر بات سے میں خائف رہوں اور تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود و سلام بھیج اور مجھے میرے نفس کے لئے، میرے اہل و عیال کے لئے اور ہر اس چیز کے لئے جو تو نے مجھے نعمت کے طور پر دی ہے، قائم رکھ تاکہ میں نہ کسی شے سے خوف کھاؤں اور نہ کسی شے سے حذر کروں۔ تو ہر شے پر قادر ہے۔ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔ اے ابراہیمؑ کو نمرود سے اور موسیٰؑ کو فرعون سے بچانے والے! تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور مجھے فلاں فلاں شخص کے شر سے بچا۔

یقیناً پروردگار عالم اس کے ضرر کو دفع کر دے گا۔ اس کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور حاجت عرض کرے اور گریہ کر کے اللہ سے رجوع کرے پس یقیناً کوئی مرد مومن یا مومنہ ایسی نہیں ہے کہ اس نماز کو پڑھے اور یہ دعا خلوص سے پڑھے اور اس کی حاجت براری کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھلیں اور دعا قبول نہ ہو۔)

اختتام کے بعد درج ذیل دعا پڑھے تو پروردگار عالم اس کی دعا یقیناً قبول کرے گا اور اس کی حاجت پوری ہو گی۔ وہ حاجت چاہے جس نوعیت کی ہو۔ ہاں البتہ صلہ رحم کے قطع کرنے سے متعلق نہ ہو۔

دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَطَعْتُکَ فَالْمَحْمَدَۃُ لَکَ وَ اِنْ عَصَیْتُکَ فَالْحُجَّۃُ لَکَ مِنْکَ الرَّوْحُ وَ مِنْکَ الْفَرَجُ سُبْحَانَ مَنْ اَنْعَمَ وَ شَکَرَ سُبْحَانَ مَنْ قَدَرَ وَ غَفَرَ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ عَصَیْتُکَ فَاِنِّیْ اَطَعْتُکَ فِیْ اَحَبِّ الْاَشْیَاءِ اِلَیْکَ وَ ھُوَ الْاِیْمَانُ بِکَ۔ لَمْ اَتَّخِذْ لَکَ وَلَدًا وَ لَمْ اَدْعُ لَکَ شَرِیْکًا مَنًّا" مِنْکَ بِہٖ عَلَیَّ لَا مَنًّا مِنِّیْ بِہٖ عَلَیْکَ وَ قَدْ عَصَیْتُکَ یَا اِلٰھِیْ عَلٰی غَیْرِ وَجْہِ الْمُکَابَرَۃِ وَ لَا الْخُرُوْجِ عَنْ عُبُوْدِیَّتِکَ وَلَا لِجُحُوْدٍ لِرُبُوْبِیَّتِکَ وَ لٰکِنْ اَطَعْتُ ھَوَایَ وَ اَزَلَّنِی الشَّیْطَانُ فَلَکَ الْحُجَّۃُ عَلَیَّ وَ الْبَیَانُ فَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَبِذُنُوْبِیْ غَیْرُ ظَالِمٍ لِیْ وَ اِنْ تَغْفِرْلِیْ وَ تَرْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ جَوَادٌ کَرِیْمٌ۔

ترجمہ: خداوندا! اگر میں نے تیری اطاعت کی، تو شکر گذاری تیرے لئے ہے اور اگر تیری نافرمانی کی تو حجت بھی تیرے لئے ہے۔ تجھ ہی سے روح ملتی ہے اور تجھ ہی سے آسائش پاک ہے۔ وہ ذات جس نے نعمتیں دیں اور ادا شکر کے طریقے بتائے۔ وہ ذات جس نے اندازہ کیا اور اس کے بعد مغفرت کی۔ خداوندا! اگر مجھ سے تیری نافرمانی ہوئی ہے تو اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ میں نے اس شے میں تیری اطاعت کی جو تجھے بہت محبوب ہے اور وہ تجھ پر میرا ایمان ہے۔ میں نے تیرے لئے نہ تو کسی کو بیٹا قرار دیا اور نہ کسی کو تیرا شریک بنایا ہے۔ مجھ پر تیرا احسان ہے۔ تو نے مجھ پر اور بھی احسان کئے ہیں اور اے میرے پالنے والے! اگر میں نے تیری نافرمانی کی تو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ جان بوجھ کر کی اور نہ یہ تھا کہ تیری عبودیت سے نکل جاؤں اور نہ تیری ربوبیت سے کوئی جھگڑا کرنے کی نسبت ہے بلکہ میں نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور شیطان نے مجھے گمراہ کیا۔ اب تیری حجت مجھ پر ہے اور اگر تو مجھے میرے گناہوں پر سزا دے تو مجھ پر ظلم کرنے والا نہ ہو گا اور اگر انہیں ڈھانپ دے اور مجھ پر رحم کرے تو تو صاحب جود و سخا ہے۔

توسل دیگر

(نجم الثاقب صفحہ ۳۳۴)

یہ کتاب سعادات کی نقل ہے جسے ابن طاؤس نے اپنی کتاب میں ہر کام اور ہر حاجت کے لیے تحریر کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم توسلت الیک یا ابا لقاسم محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ النباء العظیم و الصراط المستقیم و عصمۃ الالاجین بامک سیدۃ نساء العالمین و بآبائک الطاہرین و بامھاتک الطاہرین یٰسں و القران الحیکم و الجبروت العظیم و حقیقتہ الایمان و نور النور و کتاب مسطور ان تکون سفیری الی اللہ تعالی فی الحاجتہ لفلاں (او ہلاک فلاں بن فلاں)

اس رقعہ کو پاک مٹی میں لپیٹے اور آب جاری یا کنویں میں ڈالے دے۔ جس وقت ڈالے تو یہ پڑھے **یا عثمان بن سعید و یا محمد بن عثمان او صلاقضیتی الی صاحب الزمان صلواۃ اللہ علیہ۔**

توسل دیگر

جوان فرد اور دعائے فرج

محمد بن جریر طبری نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ ابو جعفر محمد بن ہارون بن موسی تلعکبری نے ہمارے لئے نقل کیا ہے کہ میں نے ابو منصور بن صالحان کا ایک کام اپنے ذمہ لیا ہے لیکن میرے اور اس کے درمیان ایک ایسا اتفاق ہوا کہ جو میرے

چھپ جانے کا باعث بنا۔ اس نے مجھے دھمکیاں دیں اور بلایا لیکن میں اسی طرح چھپ کر زندگی گزارتا رہا اور اپنے بارے میں خوفزدہ رہا یہاں تک کہ میں ایک شب جمعہ مقابر قریش کی طرف گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ ایک شب جمعہ کا ظمین کے حرم مطہر میں گزاروں۔ اسی رات دوبار بارش ہوئی لہذا میں نے ابو جعفر قیم کلید بردار سے کہا کہ دروازے بند کر دے اور کوشش کرے کہ کچھ دیر تنہا رہوں تاکہ میں خلوت میں اللہ سے دعا و سوال میں مصروف رہوں اور کسی ایسے آدمی کے داخل ہونے سے محفوظ رہوں جس سے مجھے ضرر کا اندیشہ ہو اور میں اس بات سے خائف ہوں کہ کہیں وہ مجھے نہ دیکھ لے۔ ابو جعفر کلید بردار نے یہ بات مان لی اور دروازے بند کر دیئے۔ یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی اور باد و باراں نے حرم مطہر تک آنے کا راستہ روک دیا۔ اور میں بڑی فراغت سے دعا و زیارت میں مشغول ہو گیا۔ اسی وقت کہ جب میں اپنے کام میں مصروف تھا میں نے حضرت موسیٰ کاظمؑ کی قبر مبارک کی جانب سے پاؤں کی آہٹ سنی۔ میں نے جب نظر ڈالی تو دیکھا کہ ایک شخص زیارت میں مصروف ہے اور حضرت آدم اور اولی العزم پیغمبروں پر درود بھیج رہا ہے اس کے بعد اس نے ایک ایک امام پر درود بھیجا یہاں تک کہ وہ حضرت صاحب الزمانؑ تک پہنچا لیکن اس نے ان کا نام نامی نہ لیا مجھے حیرانی ہوئی اور میں نے کہا کہ شاید بھول گیا یا پھر یہ کہ بارھویں امامؑ کو نہیں جانتا یا پھر اس کا یہی مذہب ہے کہ وہ بارھویں امامؑ کو نہیں مانتا۔ اس نے زیارت کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد امام محمد تقیؑ کی قبر مطہر کی طرف آیا اسی طرح زیارت پڑھی اور انبیا و آئمہؑ پر درود بھیجا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ مجھے اس سے وحشت ہوئی اس لئے کہ میں اس کو نہیں جانتا تھا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسا جوان ہے کہ مردانہ شان اس میں کامل طور پر موجود ہے۔ اس نے سفید لباس پہن رکھا ہے۔ حنک دار عمامہ باندھ رکھا ہے اور کاندھے پر ردا ڈال رکھی ہے۔ اس وقت اس جوان نے مجھے مخاطب کیا اور کہا یا ابا الحسن بن ابی البغل دعائے فرج کیونکر ------ پڑھتا۔ میں نے کہا میرے آقا دعائے فرج کیونکر

پڑھتا۔ کہنے لگے دو رکعت نماز پڑھ اور پھر کہہ **یا من اظہر الجمیل و ستر القبیح یا من لم یواخذ یا الجریرۃ و لم یھتک الستر یا عظیم المن یا کریم الصفح یا حسن التجاوز یا باسط الیدین بالرحمتہ یا منتھی کل نجوی یا غایتہ کل شکوی یا عون کل مبتلائنا بالنعم قبل استحقا قھا** اس کے بعد دس مرتبہ کہہ یا رب۔ اور دس مرتبہ یا سیداہ اور دس مرتبہ یا مولاؔ اور دس مرتبہ **یا منتھی غایتہ رغبتاہ** پھر کہہ **اسئلک بحق ھذا الاسماء و بحق محمد و الہ الطاھرین علیھم السلام الا ما کشفت کربی و نفست ھمی و فرجت غمی و اصلحت حالی** اس وقت جو حاجت خدا سے چاہتا ہے اسے مانگ۔ اس کے بعد سیدھا زمین پر منہ رکھ دے اور سو مرتبہ کہہ **یا محمد یا علی یا علی محمد اکفیانی فانکما کافیای وانصرانی فانکما ناصرای** پھر اسی طرح سیدھا رخ زمین پر رکھ اور سو مرتبہ کہہ ادرکنی اور اس کی بہت تکرار کر اور پھر ایک سانس میں کہہ الغوث الغوث پھر سر اٹھا تو پروردگار اپنے کرم کے نتیجے میں تیری حاجت پوری کر دے گا۔

جس وقت میں نماز اور دعا میں مشغول ہوا وہ حرم سے باہر چلا گیا جب میں فارغ ہوا اور میں نے چاہا کہ ابو جعفر کلید بردار سے اس کے بارے میں معلومات کروں تو میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ شاید حرم کا کوئی اور بھی دروازہ ہے جو مجھے معلوم نہیں۔ میں ابو جعفر کلید بردار کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس کمرہ سے جس میں چراغ کا تیل رکھتے ہیں باہر آ رہا ہے۔ میں نے مذکورہ آدمی کے بارے میں اس سے پوچھا کہ وہ حرم میں کس طرح داخل ہوا۔ ابو جعفر نے کہا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے دروازے بند ہیں اور میں نے ابھی کھولے بھی نہیں ہیں۔ میں نے تمام واقعہ اس سے بیان کیا۔ ابو جعفر نے کہا یہ امام زمانہ علیہ السلام تھے مین نے ایسی ہی راتوں میں کہ حرم خالی تھا انہیں کئی بار دیکھا ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے جو کچھ کھو دیا تھا اس پر تاسف کیا۔ اس وقت صبح ہونے کو تھی۔ میں حرم سے باہر آ گیا اور محلّہ کرخ کی جانب جس جگہ رہتا تھا وہاں چلا گیا۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا جو میں نے دیکھا کہ ابن صالحان

کے اصحاب میرا سراغ لگا رہے ہیں اور میرے دوستوں سے میرا ٹھکانہ پوچھ رہے ہیں۔ وہ وزیر سے میرے لئے امان نامہ لے کر آئے تھے اور ایک خط اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ان کے پاس تھا جس میں تحریر تھا "سب ٹھیک ہے۔" میں اپنے ایک معتمد دوست کے ساتھ ابن صالحان کے پاس گیا۔ وہ میری تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا اور مجھ سے ایسا عمدہ سلوک کیا جو بے مثال تھا پس اس نے مجھ سے کہا کہ اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ تو نے میری شکایت حضرت صاحب الامرؑ سے کر دی۔ میں نے کہا کہ میں نے تو دعا مانگ کر ان سے حاجت طلب کی تھی۔ اس نے کہا: "تو صاحب نصیب ہے۔ کل رات شب جمعہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے نیک کاموں کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ پر اتنا دباؤ ڈالا کہ میں ڈر گیا۔" اس پر میں نے اس سے کہا لا الہ الا اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ برحق ہیں اور ہر حق ان سے ملحق ہے۔ ہوا یہ کہ میں نے کل بیداری کی حالت میں امام زمانہؑ کی زیارت کی۔ انہوں نے مجھ سے یہ فرمایا۔ پھر میں نے حرم مطہر میں رونما ہونے والا سارا واقعہ سنایا۔ اس کو اس پر تعجب ہوا اس کے بعد اس نے بڑے عظیم اور نیک کام کئے اور مجھے بھی امام زمانہؑ کے وجود ذی جود کی برکت سے اس کا اتنا تقرب حاصل ہوا کہ جس کے متعلق میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

مولف (کتاب بحار الانوار کا تحریر کرنے والا) کہتا ہے کہ یہ روایت جسے میں نے طبری سے نقل کیا ہے اس کی اصل عبارت کو کتاب طبری میں جس طرح بیان ہوئی ہے میں نے اسی طرح دیکھا ہے۔

امام عصرؑ حجتہ بن الحسن روحی فداہ کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھنے کا طریقہ

عریضہ لکھنے کا طریقہ مرحوم فیض کاشانی کی التحفتہ المہدیہ اور صحیفتہ الہادیہ

سے نقل کیا ہے:

"تکتب ما ستذکرہ فی رقعہ و تطر حھا علی قبر من قبور الائمہ علیھم السلام او فشدھا و اختمھا و اعجن طینا نظیفا و اجعلھا فیہ و اطرحھا فی نھرو بئر عمیقہ او غدیر ماء فانھا یصل الی صاحب الامرؑ و ھو یتول قضاء حاجتک بنفسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کتبت یا مولای صلوات اللہ علیک مستغیثا و شکوت ما نزل بی مستجیرا باللہ عزوجل ثم بک من امر قداھمنی و اشغل قلبی و اطال فکری و سلبنی بعض لبی و غیر خطیر نعمتہ اللہ عندی اسلمنی عند تخیل ورود الخیل و تبرء عنی عند ترائی اقبالہ الی الحمیم و عجزت عن دفاعہ حیلتی و خانتی فی تجملہ صبری و قوتی فلجاء ت فیہ الیک فی دفاعہ عنی علما بمکانک من اللہ رب العالمین و لی التدبیر و مالک الامور و اثقاء بک فی المسارعہ فی الشفاعہ الیہ جل ثناء وہ فی امری متیقنا لاجابتہ تبارک و تعالی ایاک با عطاء سئوالی و انت یا مولای جدیر بتحقیق ظنی و تصدیق اُملی لیک فی امر کذا و کذا (کذا و کذا کے بجائے اپنی حاجت عریضہ میں لکھے) فیما لا طاقتہ لی بحملہ و لا صبر لی علیہ و ان کنت مستحقالہ و لہ ضعافہ بقبح العالی و تفریطی فی الواجبات التی عزوجل فاغثنی یا مولای صلوات اللہ علیک عند للھف و قدم المسئلتہ للہ عزوجل فی امری قبل حلول التلف و شماتتہ الاعداء و بک بسطت النعمتہ علی و اسئل اللہ جل جلالہ نصرا" عزیزا" و فتحا" قریبا" فیہ بلوغ امالی (بلوغ الامال) و خیر العبادی و خواتیم الاعمال و الا من من الدخاوف کلھا فی کل حال جل ثناوہ لما یشاء فعال و ھو حسبی و نعم الوکیل فی العبداء و المالَ۔

ثم تصعد النھر و الغدیر و تقصد بعض النواب اما عثمان بن سعید العمروی او ولدہ محمد بن عثمان او الحسین ابن روح او علی بن محمد سمری فھولاء کانوا نواب القائمؑ فتنادی احد ھم و تقول یا فلان بن فلان سلام علیک اشھد ان و فاتک فی سبیل اللہ و انت حی عند اللہ مرزوق و قد خاطبتک فی حیاتک التی لک عند

اللہ عزوجل و ھذہ رقعتی و حاجتی الی مولایؑ علیہ السلام فسلمھا الیہ فانت الثقتہ الامین ثم ارقھا فی النھر تقضی حاجتک ان شاء اللہ تعالی۔

ترجمہ : اس عریضہ میں جس چیز کا تو ذکر کرنا چاہے اسے لکھ لے اور پھر اس کو آئمہ علیہ السلام کی قبروں میں سے کسی قبر پر رکھ دے اور اس پر مہر لگا دے اور پھر پاک مٹی لے کر اسے آٹے کی طرح گوندھ لے اور اس رقعہ کو اس کے اندر بند کر دے پھر اسے کسی دریا میں یا گہرے کنویں میں یا کسی جوہڑ میں پھینک دے۔ وہ انشاء اللہ صاحب الامر علیہ السلام تک پہنچ جائے گا اور وہ تیری حاجت پوری کرنے کو اپنے ذمہ لے لیں گے۔

ترجمہ عریضہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔ اے میرے آقا و مولا۔ خداوند کریم کا درود و سلام آپ پر ہو۔ میں نے آپ کے لئے یہ عرضیہ ایک مدد طلب کرنے والے کے طور پر لکھا ہے۔ اور اس بات کی شکایت کی ہے جو مصیبت کی طرح مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں اللہ سے اور اس کے بعد آپ سے مدد کا طالب ہوں۔ یہ معاملہ میرے لئے بہت اہم ہو گیا ہے اس نے میرے دل کو مشغول کر رکھا ہے اور میری فکر کو طوالت دی ہے۔ اس نے مجھ سے سوچ کا مادہ بھی چھین لیا ہے اور اس کے ساتھ اس نے اللہ کی نعمتوں کا بہت سا حصہ بھی بدل ڈالا ہے۔ مجھے اس سے سلامتی دیجئے جس قدر جلد ممکن ہو اور اس کو مجھ سے دور کیجئے جب آپ یہ دیکھیں کہ یہ چیز مجھے جہنم کی طرف لئے جا رہی ہے اور میں اس سے اپنا دفاع کرنے سے عاجز ہوں میرے تمام حیلے ختم ہو گئے ہیں میری صبر کی قوت آخری حد تک پہنچ چکی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کے در دولت پر التجا کی ہے اور مدد مانگی ہے کہ آپ میری حمایت فرمائیں ، اور آپ میرا دفاع کریں۔ یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اللہ

رب العالمین کے نزدیک جو آپ کا مرتبہ ہے۔ اس سے واقف ہوں۔ آپ تدابیر کے والی ہیں اور امور کے مالک ہیں۔ مجھے اس امر کا یقین ہے کہ آپ اللہ تعالی سے میری شفاعت فرمانے میں عجلت سے کام لیں گے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ خداوند عالم آپ کی بات سن کر اس کا جواب دے گا اور مجھے میری طلب حاصل ہو جائے گی۔ اے میرے آقا! آپ ہی اس قابل ہیں کہ میرے گمان کو عملی شکل دے دیں اور آپ سے جو میری تمنائیں وابستہ ہیں ان سے میری تصدیق کر دیں۔ (اس کے بعد اپنی حاجت کو رقعہ میں لکھے) اس امر کو برداشت کرنے کی نہ مجھ میں طاقت ہے اور نہ مجھ میں صبر کا مادہ ہے۔ ہر چند کہ میں اپنے افعال کی برائی اور واجبات الہٰی کو ادا نہ کرنے میں تقصیر کی بنا پر اس سزا کا مستحق ہوں بلکہ اس سے بھی بڑی سزا کا مستحق ہوں تاہم میرے آقا! خداوند عالم کا درود و سلام آپؑ پر ہو' میری مدد فرمایئے' اور اللہ تعالی کے سامنے میرا یہ مسئلہ پیش فرمایئے۔ پیشتر اس کے کہ نقصان مجھے آ لے اور دشمن مجھے طعنہ دیں۔ میں نے آپ ہی کے وسیلے سے نعمتیں حاصل کی ہیں اور اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے نصرت عطا فرمائے' طاقت بخشے اور میری آرزوؤں کے راستے کو میرے لئے کھول دے' مجھے بہترین بندوں میں شامل ہونے کی توفیق دے' میرے اعمال کو مکمل کرے اور میرے خوف کو امن میں بدل دے۔ بہرحال حمد اسی کے لئے ہے وہ جو کچھ چاہتا ہے وہی میرا سہارا ہے اور وہی میرے اعمال کے نتائج میں میرا وکیل ہے۔

اس کے بعد تم کسی دریا یا جوہڑ کی طرف بڑھو اور صاحب الا عصر عجل اللہ فرجہ کے نائبین میں سے کسی ایک کا قصد کرو' یا عثمان بن سعید یا ان کے بیٹے محمد بن عثمان یا حسین بن روح یا علی بن محمد سمری کا کیونکہ یہ سب کے سب حضرت قائم عجل اللہ فرجہ کے نائبین تھے۔ قصد کرنے کے بعد ان میں سے کسی ایک کو پکارو۔ فلاں ابن فلاں تم پر میرا سلام ہو۔ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ تمہاری وفات اللہ کے راستے میں ہوئی ہے۔ اور تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو وہ تمہیں رزق دیتا ہے میں آپ

سے اس زندگی میں مخاطب ہو رہا ہوں جو اللہ تعالی کے نزدیک آپ کو عطا ہوئی ہے۔ یہ میرا رقعہ ہے جس میں میری حاجت درج ہے۔ جسے میرے آقا و مولا علیہ السلام کی خدمت میں پیش فرما دیجئے کیونکہ آپ پر بھروسہ کیا جاتا ہے کیونکہ آپ امانت دار بھی ہیں۔

اس کے بعد اس عریضہ کو دریا یا جوہڑ میں ڈال دو اگر اللہ نے چاہا تو تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔

قاعدہ یہ ہے کہ عریضہ لکھ کر اگر ڈال سکتا ہے تو کسی امام کی قبر پر براہ راست ڈال دے اور اگر اس کا مقدور نہ ہو تو اسے ایک پاک کپڑے میں لپیٹ دے اور اس کپڑے کو پاک مٹی میں لپیٹ دے پھر اس کو کسی آب جاری میں ڈال دے اور ڈالتے وقت چاروں نائبین میں سے کسی ایک کو (عثمان بن سعید یا محمد بن عثمان) مخاطب کر کے کہہ سلام علیک اشهد ان و فاتک فی سبیل اللہ و انت حی عند اللہ مرزوق و قد خاطبتک فی حیاتک التی لک عند اللہ عزوجل و هذه رقعتی و حاجتی الی مولائیؑ فسلمها الیه فانت ثقته الامین۔ پھر اس عریضہ کو پانی مین ڈال دے۔ انشا اللہ تعالی حاجت پوری ہو جائے گی۔

(دعائے خیر کا ملتمس ہوں)

دوسرا باب

نواب اربعہ کا مختصر تعارف
اور ان کی زیارت کی کیفیت

نواب کی مختصر شرح۔ منتھی الامال ج دوم ص ۵۰۳ فصل ششم سے نقل کیا ہے۔ جو امام زمانہؑ کے نواب اربعہ کے بارے میں ہے۔ اور ہم یہاں صرف اس پر اکتفا کریں گے جو کتاب کفایتہ الموحدین میں تحریر ہے۔ فرمایا: ان میں کے اول عثمان بن سعید عمروی ہیں۔ امام زمانہؑ ان کو بہت قابل اعتماد سمجھتے تھے اور انہیں امانت دار قرار دیتے تھے وہ امام حسن عسکریؑ اور امام علی نقیؑ کے بھی معتمد تھے۔ اور ان کی زندگیوں میں ان کے امور کے وکیل تھے اور گروہ اسدی کے جد اعلی جعفر عمروی سے منسوب تھے۔ ان کو روغن فروش بھی کہا جاتا تھا۔ یہ کام انہوں نے بعض مصلحتوں کی بنا پر اختیار کیا تھا۔ وہ تقیہ برتتے تھے۔ اپنے کار سفارت کو دشمنوں کی نظر سے پوشیدہ رکھنے کی غرض سے وہ یہ کام کرتے تھے اور شیعہ جو اموال امام حسن عسکریؑ کے لئے لاتے تھے ان کے حوالے کر دیتے تھے اور وہ ان اموال کو اپنی تجارت میں لگا لیتے تھے اور ان کو پھر خدمت امامؑ میں پہنچا دیتے تھے۔

احمد بن اسحق قمی جو اجلہ علمائے شیعہ میں سے ہیں ان سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز خدمت امام علی نقیؑ میں باریاب ہونے کا شرف حاصل کیا۔ میں نے عرض کیا اے میرے مولا اور سید میرے لئے یہ ہر وقت ممکن نہیں ہے کہ آپ کی

خدمت میں آنے کا شرف حاصل کر سکوں۔ فرمایئے اس صورت میں کس کی بات مانوں اور اطاعت کروں۔ امامؑ نے فرمایا یہ ابو عمرو امین معتبر اور ثقہ فرد ہے۔ یہ تم سے جو کچھ کہتا ہے میری طرف سے کہتا ہے اور جو کچھ تم تک پہنچاتا ہے وہ میری طرف سے پہنچاتا ہے۔ پھر جب امام علی نقیؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو میں ایک روز امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان سے وہی عرض کیا جو ان کے پدر بزرگوار سے عرض کیا تھا۔ فرمانے لگے یہ ابو عمرو ثقہ و امین' فرد ہے۔ مجھ سے پہلے جو امام تھے ان کی نظر میں بھی ثقہ تھا اور میری نظر میں بھی ثقہ ہے اور یہ میری زندگی میں یا وفات کے بعد جو کچھ بھی تم سے کہے وہ میری جانب ہی سے کہے گا اور جو کچھ تم تک پہنچائے گا میری جانب ہی سے پہنچائے گا۔

علامہ مجلسیؒ نے بحار میں لکھا ہے کہ شیعہ موثقین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ اہل یمن کی ایک جماعت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوئی۔ وہ لوگ امامؑ کے لیے اموال لے کر آئے تھے۔ پس امامؑ نے فرمایا: اے عثمان! تو یقیناً مال خدا کا امین ہے اور وکیل ہے جا اور جو مال یہ اہل یمن لائے ہیں اسے وصول کر۔ اہل یمن نے عرض کیا مولا خدا کی قسم عثمان آپ کے برگزیدہ شیعوں میں سے ہے اور اس کی جو عزت و منزلت ہماری نظر میں تھی آپ کے اس عمل سے اور زیادہ ہو گئی۔ وہ آپ کا معتمد ہے خصوصیت کے ساتھ مال خدا کے سلسلہ میں5۔ امامؑ نے فرمایا بے شک گواہ رہنا کہ عثمان بن عمروی میرا وکیل ہے اور اس کا لڑکا محمد بن عثمان میرے بیٹے مہدیؑ کا وکیل ہے۔

بحار میں تحریر ہے کہ امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد بظاہر عثمان بن سعید آنجناب کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے اور حضرت صاحب الامرؑ نے ان کی وفات کے بعد ان کو وکالت و نیابت کے جلیل منصب پر فائز کیا اور شیعوں کے سوالات کے جوابات ان کے توسط سے شیعوں تک پہنچاتے تھے اور سہم امامؑ کے جو اموال تھے وہ ان کے حوالے کئے جاتے تھے اور حضرت صاحب الامرؑ کے وجود کی برکت کے نتیجے

میں ان سے غیبت سے متعلق عجیب و غریب امور دیکھنے میں آتے تھے۔ لوگ جو مال ان کو دینا چاہتے تھے ان کے حلال و حرام اور مقدار کے بارے میں وہ وصولیابی سے قبل خبر دیتے تھے اور یہ کہ صاحب اموال کون ہیں حجتہ اللہ کی طرف سے اس کی اطلاع ان کو دیتے تھے۔

یہی حال حضرتؑ کے باقی وکیلوں اور سفیروں کا تھا کہ آنجناب کی جانب سے دلائل و کرامت کے ساتھ وہ فرض نیابت ادا کرتے تھے۔

آنجناب کے وکیلوں اور سفیروں سے دوسرے وکیل و سفیر محمد بن عثمان بن سعید عمروی ہیں: حضرت امام حسن عسکریؑ نے ان کی اور ان کے والد کی توثیق فرمائی تھی اور اپنے شیعوں کو اطلاع دے رکھی تھی کہ وہ میرے بیٹے مہدیؑ کے وکیلوں میں سے ہے۔ جب ان کے والد عثمان بن سعید عمروی کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت صاحب الامرؑ کی طرف سے ایک توقیع باہر آئی جو ان کے والد کی وفات کے سلسلہ میں تعزیت نامہ کی حیثیت رکھتی تھی اور اس میں یہ تحریر تھا کہ وہ اپنے والد کی جگہ ولی خدا کی جانب سے منصب نیابت پر فائز ہیں۔ توقیع کی عبارت صدوق علیہ الرحمتہ اور ان دوسرے لوگوں کے مطابق جنہوں نے اسے تحریر کیا ہے یہ تھی:۔

انا للہ و انا الیہ راجعون تسلیما لامرہ و رضا بقضائہ و بفعلہ علش ابوک سعیدا" ومات حمیدا" فرحمہ اللہ و الحقہ باولیائہ و موالیہ علیھم السلام فلم ینزل فی امرھم ساعیا" فیما یقربہ الی عزوجل الیھم نظر او جھہ و اقالہ عشرتہ و اجرا لک الثواب و احسن لک العزاء او رزیت و رزینا و او حشک فراقہ و اوحشنا فسرہ فی منقلبہ و کان من کمال سعادتہ ان رزقہ ---- و لدا" مثلک یخلفہ من بعدہ و یقوم مقامہ بامرہ و یترحم علیہ و اقول الحمد ----- فان الانفس طیبتہ بمکانک و ما جعلہ ----- عزوجل فیک و عندک اعانک و قواک و عضدک و وفقک و کان لک ولیا" و حافظا"

توقیع شریف کا ترجمہ : یقیناً ہم خدا کے لئے ہیں اور ہماری بازگشت خدا ہی کی جانب ہے ہم نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے اور ہم اس کی قضا سے راضی ہیں۔ تمہارے والد نے سعادت اور نیک بختی کے ساتھ زندگی گزاری اور اس کے بعد اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ ہمارے پسندیدہ و محبوب تھے۔ خدا ان پر رحمت کرے اور انہیں اولیا و سادات و موالیان سے ملحق کرے اس لئے کہ وہ ہمیشہ آئمہؑ دین کے کاموں میں ان چیزوں کے لیے مصروف رہتے تھے جو خدا اور آئمہ دین کی بارگاہ میں اس کے تقرب کا باعث ہوتی تھیں۔ خدا تمہارے چہرہ کو شگفتہ کرے اور ان کی (تمہارے والد کی) لغزشوں کو معاف کرے اور تمہاری جزا اور تمہارے اجر کو زیادہ کرے ان کی مصیبت کے بارے میں تمہیں صبر عطا کرے۔ خدا انہیں اپنی رحمت سے مسرور کرے اور ان کی آرام گاہ کو رحمت سے نوازے۔ تمہارے باپ کے کمال سعادت میں سے ایک بات یہ ہے کہ تمہارے جیسا فرزند انہیں عطا کیا گیا تم ان کے مقام و منصب پر فائز ہو۔ ان کے خلیفہ و جانشین ہو۔ تمہیں چاہئے کہ ان کے لئے ایصال ثواب اور طلب مغفرت کرو۔

اور میں کہتا ہوں کہ حمد خدا کروں کہ نیک طینت شیعوں کے دل تمہارے مقام اور منزلت سے اور جو کچھ خدا نے تمہیں ودیعت کیا ہے اس سے مسرور و شاداں ہیں۔ پروردگار تمہاری مدد کرے اور تمہیں طاقت عطا کرے۔ تمہیں مضبوط و مستحکم کرے اور توفیق خیر عنایت فرمائے۔

مرحوم کلینیؒ سے منقول ہے کہ توقیع شریف حضرت صاحب الامرؑ کے طرز تحریر میں باہر آئی اس پر لکھا تھا کہ محمد بن عثمان، خدا اس سے اور اس کے والد سے خوش ہو، میرا معتمد ہے اور اس کا نوشتہ میرا نوشتہ ہے۔ امامؑ کے بہت سے دلائل اور معجزات شیعوں کے واسطے ان سے ظاہر ہوتے تھے۔ وہ زمانہ نیابت و سفارت میں حضرت حجتؑ کی طرف سے تمام شیعوں کے مرجع تھے۔ ام کلثوم دختر محمد بن عثمان سے روایت ہے کہ میرے والد نے فقہ کے موضوع پر چند کتابیں تصنیف کی تھیں اور ان

میں مندرج معلومات انہوں نے امام حسن عسکری" حضرت صاحب الامرؑ اور اپنے والد سے حاصل کی تھیں۔ انہوں نے وہ سب کتابیں وفات کے وقت حسین ابن روح کے حوالے کر دی تھیں۔ شیخ صدوق نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عثمان بن سعید سے روایت کی ہے کہ خدا کی قسم ہر سال موسم حج میں امام زمانہؑ تشریف لاتے ہیں مخلوق خدا کو دیکھتے ہیں اور مخلوق خدا بھی ان کو دیکھتی ہے مگر ان کو پہچانتی نہیں ایک اور روایت میں صدوق ہی سے منقول ہے کہ محمد بن عثمان بن سعید سے پوچھا کہ تم نے حضرت صاحب الامرؑ کو دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں دیکھا ہے اور آخری مرتبہ خانہ خدا میں دیکھا ہے اس حالت میں کہ وہ فرما رہے تھے **(اللھم انجزلی ما وعدتنی)** اور پھر مستجار میں دیکھا کہ وہ فرما رہے تھے **اللھم انتقم بی اعدائی۔**

تیسرے حسین ابن روح نوبختیؒ

حضرت صاحب الامرؑ کے سفیروں اور وکیلوں میں سے تیسرے حسین ابن روحؒ ہیں جو محمد بن عثمان کے زمانہ سفارت میں ان کی جانب سے اور ان کے حکم سے بعض امور کے مہتمم تھے۔ محمد بن عثمان کے مومنوں میں سے چند افراد معتمد و موثق تھے۔ ان میں سے ایک حسین ابن روحؒ بھی تھے۔

علامہ مجلسیؒ بحار میں شیخ طوسیؒ کی کتاب "غیبت" کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ محمد ابن عثمان کے نزع کے وقت جب کہ جعفر ابن احمد ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے اور حسین ابن روحؒ پائین پا تھے۔ اس حالت میں محمد بن عثمان نے جعفر ابن احمد کی طرف رخ کیا اور کہا کہ امر وصیت حسین ابن روحؒ کو منتقل ہو جانا چاہئے۔ اس وقت جعفر ابن احمد اپنی جگہ سے اٹھے۔ انہوں نے حسین ابن روحؒ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو سرہانے بٹھا دیا اور خود پائنتی کی طرف چلے گئے۔ معتبر روایات میں ذکر ہوا ہے کہ محمد بن عثمان نے شیعہ بزرگوں اور مشائخ کو جمع کیا اور کہا کہ جیسے ہی

میری موت واقع ہو تو وکالت و سفارت کا کام ابی القاسم حسین بن روحؒ کے حوالے ہو گا اور یہ اس لئے کہ مین ان کو اپنے بعد اس منصب پر مامور کرنے کا پابند ہوں پس ان سے رجوع کیا جائے۔ اور اپنے کاموں کے سلسلے میں آپ لوگ ان پر اعتماد کریں۔

وہ توقیع جو حضرت حجتؑ کی طرف سے حسین ابن روحؒ کے لیے برآمد ہوئی اس کا متن بعض نسخوں کے مطابق جیسا کہ بحار میں موثقین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ درج ذیل ہے۔

نعرفہ عرفہ اللہ الخیر کلہ و رضوانہ و اسعدہ بالتوفیق و وقفنا علی کتابہ و ثقتنا بھما ھو علیہ و انہ عندنا بالمنزلتہ و المحل الذی یسرانہ زاد اللہ فی احسانہ الیہ انہ و لی قدیر والحمد للہ الذی لا شریک لہ و صلی اللہ علی رسولہ محمدؐ و آلہ وسلم تسلیما کثیرا"

اس تحریر کے بلاغت پر مبنی جملوں کا ترجمہ

ہم اسے یعنی حسین ابن روح کو جانتے ہیں۔ خدا اسے ہم سے متعارف کرائے' اس کو عالم بنا دے اس کی اپنی توفیق سے مدد کرے۔ ہم اس کے مکتوب سے باخبر ہوئے اور اس کی امانت سے بھی باخبر ہوئے۔ ہم اس کی دینداری کو موثق اور قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔ یقیناً جس نے ہمیں خوشحال کیا ہے وہ بلند مرتبہ ہے۔ پروردگار اس کے مرتبہ و مقام میں اضافہ فرمائے۔ اس بزرگوار کے حالات بہت لکھے ہیں کہ بغداد میں اس طرح تقیہ کرتا تھا اور مخالفین سے حسن سلوک کرتا تھا یہاں تک کہ ہر مسلک کے لوگ کہتے تھے کہ وہ ہم میں سے ہے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ چاروں مذاہب کے افراد کا خیال تھا کہ حسین ابن روح ان سے تعلق رکھتا ہے۔

چوتھے' ابی الحسن علی بن محمد سمری

جب حسین ابن روحؒ کا وقت وفات آیا۔ تو انہوں نے حضرت حجتؑ کے حکم

کے مطابق ابی الحسن علی بن محمد سمری کو اپنا قائم مقام قرار دیا۔ کرامتوں معجزوں اور مسائل کے جواب کو حضرت حجتؑ ان کے ہاتھ سے جاری کراتے تھے اور شیعہ آنجناب کے حکم کی تعمیل میں اموال ان کے سپرد کرتے تھے اور ان سے خواہش کرتے تھے کہ کسی کو اپنی جگہ بٹھائیں اور امر نیابت اس کے سپرد کر دیں وہ جواب میں کہتے تھے کہ خدا کا ایک امر ہے چاہیے کہ وہ پورا ہو یعنی غیبت کبریٰ واقع ہو جائے۔

ایک اور روایت میں شیخ صدوق نے تحریر کیا ہے کہ جب علی بن محمد سمری کا وقت وفات آیا تو شیعہ ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ آپ کے بعد وکیل امور کون ہو گا اور آپ کی جگہ کون بیٹھے گا۔ انہوں نے ان کے جواب میں کہا کہ مجھے اجازت نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی وصیت کروں۔

نائبین کی زیارت کی کیفیت

نتیجۃ المحدثین شیخ عباس قمیؒ کی گفتگو کا ذکر مفاتیح الجنان کے حوالے سے (بقلم مصباح زادہ)

تیسرا موضوع زیارت نواب اربعہ سے متعلق ہے یعنی جناب ابو عمرو عثمان بن سعید اسدی و جناب ابو جعفر محمد بن عثمان و شیخ ابو القاسم حسین ابن روح نوبختی و شیخ جلیل ابو الحسین علی بن محمد سمری رضی اللہ عنہم۔ مفاتیح الجنان ص ۸۹۵ مطبوعہ ۱۳۸۳ھ - آبان ۱۳۴۲)

جاننا چاہیے کہ کاظمین کے مقدس شہر میں قیام کے دنوں میں زائروں کی نمایاں زحمت امام عصرؑ کے چاروں خاص نائبین کی زیارت کے لیے بغداد جانا ہے۔ ان میں سے اگر ہر ایک دور دراز کے شہر میں ہوتا تو پھر بھی یہ لازم تھا کہ انسان طویل مسافت طے کرے، سفر کی صعوبتیں برداشت کرے لیکن ان کی زیارت کے شرف سے مشرف

ہو۔ اس لئے کہ آئمہ علیھم السلام کے اصحاب خاص کے درمیان ان کی بزرگی، عظمت اور جلالت قدر کے مرتبہ تک کوئی نہیں پہنچتا۔ وہ تقریباً ستر برس امام عصرؑ اور ان کی رعیت کے درمیان منصب سفارت و وکالت پر فائز رہے اور ان کے ہاتھ سے بے شمار معجزات رونما ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علما میں سے بعض ان کی عصمت کے قائل ہیں۔

یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ جس طرح وہ بزرگوار اپنی زندگی میں حضرت صاحب الامرؑ اور ان کی رعیت کے مابین واسطہ تھے اور ان کا کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کے رقعے امام عصرؑ تک پہنچاتے تھے وہ اب بھی اس منصب شریف پر فائز ہیں اور سختیوں اور مصیبتوں میں تحریر کئے گئے عریضے، مناسب یہی ہے کہ، ان ہی کی وساطت سے حضرت صاحب الامرؑ تک پہنچیں۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ ان کے فضائل بیان سے باہر ہیں۔ ان کی زیارت کے لئے زائرین کی ترغیب کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

ان کی زیارت کی کیفیت

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے "تہذیب" میں اور سید بن طاؤس نے "مصباح الزائرین" میں بیان کیا ہے اور اسے جناب حسین ابن روحؒ سے منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زیارت کے بارے میں فرمایا ہے کہ تم پہلے رسولؐ خدا پر سلام بھیجو، ان کے بعد امیر المومنینؑ پر، پھر جناب خدیجۃ الکبریٰؑ پر، پھر فاطمۃ زہراءؑ پر، پھر امام حسنؑ پر، پھر امام حسینؑ پر، پھر ایک ایک کرکے ہر امام پر، حضرت صاحب الامرؑ تک ان سب پر سلام بھیجو، پھر کہو السلام علیک یا فلاں بن فلاں (فلاں بن فلاں کی جگہ صاحب قبر اور ان کے والد کا نام لو) اشھد انک باب المولی ادیت عنہ و ادیت الیہ ما خالفتہ و ما خالفت علیہ قمت خاصاً انصرفت سابقاً جئتک عارفاً بالحق الذی انت علیہ ما خنت فی التادیہ و السفارۃ السلام علیک من باب ما اوسعہ (اوسعک نسخ) و

من سفر ما امنک و من ثقہ ما آمنک اشھد ان اللہ اختصک بنورہ حتی ما علنت الشخص فلادیت عنہ وادیت الیہ اس کے بعد دوبارہ پھر رسولؐ خدا سے صاحب الامرؑ تک سب پر سلام بھیجو اس کے بعد کہو جئتک مخلصاً" بتوحید اللہ و موالاۃ اولیائہ و البرائتہ من اعدائھم و من الذین خالفوک یا حجتہ المولی و بک الیھمؑ اللھم توجھی و بھم الی اللہ توسلی پس دعا کرو اور سوال کرو پروردگار عالم سے جو کچھ تم چاہتے ہو کہ مل جائے۔

تیسرا باب

نواب اربعہ کے مخصوص اعمال

کتاب "الغیبتہ" جلد اول کا ترجمہ ص ۴۶۱ سے۔ الکلام فی اعمال السفراء کے عنوان کے تحت۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

وہ کام جو سفرائے خاص انجام دیتے تھے مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ درج ذیل کے مطابق تھے۔

نیابت خاصہ کا مختلف طریقوں سے اثبات

(ا) پہلا نقطہ نظر: ان کا اہم ترین نقطہ نظر یہ تھا (یہ کہنا چاہئے کہ ان کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد یہ تھا) کہ مد مقابل دلیل و حجت کے وسیلے سے قبول کرے اور ایمان و عقیدے کے اعتبار سے قطعی اور طے شدہ طور پر اقرار و اعتراف کرے کہ یہ شخص امامؑ کی طرف سے مقرر کیا ہوا اس کا نائب خاص ہے اور یہ لوگ اس بات پر اتنا اصرار کرتے تھے کہ کبھی کبھی تو نوبت معجزہ یا کرامت دکھانے تک پہنچ جاتی تھی۔ اور یہ کہنا مناسب ہے کہ معجزہ دکھانے کی غرض و غایت یہ تھی کہ لوگوں کو اور

شیعوں کو یہ سمجھا دیں اور باور کرا دیں کہ نیابت و سفارت کا منصب امام عصرؑ کی طرف سے ہے لہٰذا ایک عظیم منصب ہے تبھی تو ان لوگوں کو اس قدر واضح معجزے دے دئے گئے ہیں اور ایسی صورت میں کہ جب نائبین کی یہ کیفیت ہے تو خود امام عصرؑ کی بہ اعتبار عظمت و اظہار معجزات کیا شان ہو گی۔

(۲) دوسرا نقطہ نظر: یہ تھا کہ جھوٹے مدعیان سفارت کو ذلیل و رسوا کر دیں۔ اس لئے کہ یہ بالکل واضح ہے کہ جھوٹے مدعیان نیابت چونکہ امامؑ کی طرف سے مقرر کردہ نہیں تھے اور ان کے پاس اس امر کا اجازت نامہ نہیں تھا تو یہ طے شدہ اور قطعی بات تھی کہ ان کے پاس کسی قسم کی کرامت اور معجزہ نہیں تھا۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ سفارت مرتبہ و منصب کے اعتبار سے خود اتنی اہمیت رکھتی تھی اور معاشرہ میں اتنی اہم سمجھی جاتی تھی کہ جھوٹے مدعیان نیابت مثلاً نمیری، شلمغانی، بلالی، حلاج وغیرہ اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ خود کو لوگوں میں امام عصرؑ[۴] کی طرف سے مقرر کردہ نائب مشہور کریں اور اس وسیلہ سے جاہ و منصب حاصل کریں۔ اس طرح انہوں نے خود کو ذلیل و رسوا کیا۔ جھوٹی نیابت کے ادعا کے اس زمانہ میں امام عصرؑ روحی و ارواح العالمین لہ الفداء کی طرف سے ان لوگوں کی تردید اور ان پر لعنت کی ایک توقیع صادر ہوئی۔

مندرجہ بالا اسباب کو پیش نظر رکھنے سے یہ ہوا کہ مخصوص نائب اور سفیر اپنے دعویٰ کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے متعدد طریقے اختیار کرتے تھے۔ اور دلیلیں لاتے تھے۔ (اس بات کو پیش نظر رکھ کر کہ تھوڑا سا لالچ بھی رکھنا یا اس کے بارے میں سوچنا ایسا ہے جیسے نیابت کے وسیلے سے حکومت تک پہنچنے کا خیال رکھا جائے۔)

(۱) ان کا ایک طریقہ یہ تھا کہ سابق نائب اپنے بعد کے نائب کی توثیق و تصدیق کرتا تھا کہ میرے بعد من جانب الامام یہ شخص نائب و سفیر ہے۔

(۲) امامؑ کی طرف سے مدح اور توثیق۔ چنانچہ پہلے دو سفیروں عثمان بن سعید اور محمد بن عثمان کے بارے میں امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ نے بڑے بلیغ الفاظ میں

اپنی توثیق کا اظہار فرمایا تھا۔ اس بحث کا جو خلاصہ و نتیجہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی نائب اپنی نیابت کے ثبوت میں کوئی معجزہ یا کرامت دکھائے تو بہتر اور جلدی نتیجہ برآمد ہو گا اور اس کے قول اور دعویٰ کو بغیر کسی شک اور تردید کے قبول کرلیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جناب حسین ابن روحؒ ہر اس شخص کے جواب میں جو ان سے اختلاف کرتا تھا اور (مثلاً) یہ کہتا تھا کہ امام حسینؑ کو ان کے قاتل نے کیوں قتل کیا' اور اس پر وہ جھگڑتا تھا تو جناب حسین ابن روحؒ مزید کچھ سنے بغیر اس کو جواب دیتے تھے اور کہتے تھے: **یا محمد ابن ابراہیم لئن اخرمن السماء فتخطفنی الطیرا و تھوی بی الریح فی مکان سحیق احب الی من ان اقول فی دین اللہ برائی و من عندی۔**

اے محمد ابن ابراہیم! میں اگر آسمان سے زمین پر گرا دیا جاؤں اور پرندے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا باد تند کی زد پر آ جاؤں جو مجھے ادھر ادھر پہاڑ یا درخت سے ٹکرائے تو میں اس صورت حال کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ بہ نسبت اس کے کہ اپنی خواہش اور ارادہ سے دین و دنیا کے امور میں کوئی بات کہوں اور اس کے بارے میں امامؑ کی طرف سے مجھے کوئی اجازت نہ ملی ہو۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ "غیبت" شیخ طوسیؒ کی تصنیف کے ص ۱۹۸ پر تحریر ہے اور جس کے ترجمہ کا خلاصہ "غیبت" کے ترجمہ کی نقل کے مطابق یہ ہے۔ اس ترجمہ کا عنوان تحفہ قدسی ہے۔ محمد ابن ابراہیم طالقانی کہتا ہے کہ میں جناب حسین ابن روحؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہاں کچھ اور لوگ بھی تھے جن میں علی بن عیسیٰ قصری بھی تھے۔ ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے شیخ حسین ابن روحؒ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے ایک بات پوچھوں انہوں نے کہا جو تیرا دل چاہتا ہے پوچھ۔ سوال کرنے والے نے کہا۔ امام حسینؑ ولی خدا تھے یا نہیں تھے؟ شیخ نے کہا ہاں ولی خدا تھے۔ سوال کرنے والے نے کہا: امام حسینؑ کا قاتل شمر ملعون دشمن خدا تھا؟ شیخ نے جواب دیا ہاں دشمن خدا تھا۔ اس نے کہا کیا یہ مناسب ہے کہ خدا اپنے دشمن کو اپنے ولی پر غلبہ عطا کرے؟ شیخ! جو میں سمجھتا ہوں وہ تجھے بتاتا ہوں۔ یہ بات جان لے کہ پروردگار

عالم آنکھوں سے دیکھ کر خاطب نہیں کیا جاتا اور وہ لوگوں سے بات نہیں کرتا لیکن اس کی ذات مقدس جس کی بزرگی و عظمت بالکل واضح ہے رسولوں کو مبعوث کرتی ہے جو انسانوں کی جنس میں سے ہوتے ہیں ان کی صنف میں سے ہوتے ہیں۔ اگر وہ ایسے پیغمبر مبعوث کرتا جو انسانوں کی صنف و جنس میں سے نہ ہوتے اور ان جیسی شکل نہ رکھتے تو لوگ ان پیغمبروں کے قریب کبھی نہ آتے اور ان کی بات بالکل نہ سنتے اور نہ مانتے۔ اور چونکہ رسول خود انسانوں کی جنس میں سے تھے کھاتے تھے پیتے تھے بازاروں میں راستہ چلتے تھے اس لئے لوگ کہتے تھے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لاتے۔ تم تو ہمارے ہی جیسے ہو۔ ہم تمہاری بات اسی صورت میں مانیں گے کہ تم ہمیں وہ کر کے دکھاؤ جو ہم نہیں کر سکتے تاکہ ہم جان لیں کہ تم میں وہ خصوصیت ہے جو ہم میں نہیں ہے۔ پس خدا نے ان کو ایسے معجزے عطا کئے جن کے سامنے مخلوق بالکل عاجز رہ جائے۔ ان میں سے کوئی طوفان لایا جیسے حضرت نوحؑ تخویف اور اتمام حجت کے بعد۔ پس تمام وہ لوگ جو سرکش تھے اور ایمان نہیں لائے تھے وہ سب غرق ہو گئے۔ کسی پیغمبر کو آگ میں ڈال دیا گیا جیسے حضرت ابراہیمؑ اور آگ ان کے لیے سرد ہو گئی۔ ان میں سے کسی نے سخت پتھر میں سے اونٹنی برآمد کی جیسے حضرت صالحؑ۔ اس اونٹنی کے پستانوں میں سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ کسی نبی نے دریا کو شگافتہ کر دیا' جیسے حضرت موسیٰؑ۔ انہوں نے سنگ سخت میں سے چشمہ جاری کیا اور ان کا عصائے خشک اژدھے میں تبدیل ہو گیا' اور اس نے ان چیزوں کو نگل لیا جو جادوگروں نے نمودار کی تھیں۔ کسی پیغمبر نے جذامی کو شفا بخشی' یہ تھے حضرت عیسیٰؑ۔ انہوں نے مردہ زندہ کیا پروردگار عالم کے اذن سے اور جو کچھ لوگ کھاتے پیتے تھے انہوں نے ان کو اس کی خبر دی۔ حضرت خاتم الانبیاؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے۔ ان سے چارپایوں' اونٹ' بھیڑیئے اور گوہ نے باتیں کیں۔ پس جب انہوں نے ایسے معجزے دکھائے اور لوگ ویسا کام کرنے سے عاجز ہو گئے تو پروردگار عالم نے اس کرم و لطف و حکمت کی وجہ سے جو اس کی طرف سے اپنے بندوں پر تھی یہ کیا کہ ان معجزات کی موجودگی میں کبھی پیغمبر

غالب قرار دیئے گئے کبھی مغلوب، کہیں صاحب قوت و توانائی اور کہیں کمزور اور مقہور۔ اچھا اگر وہ تمام حالات میں اور تمام معاملات میں ان کو غالب و توانا قرار دیتا اور ان کو کسی آزمائش میں مبتلا نہ کرتا تو لوگ اپنے دل میں انہی کو خدا سمجھنے لگتے۔ اور ان پیغمبروں کے صبر کے جوہر بھی نہ کھلتے۔ پروردگار عالم ان کے احوال کو ان معاملات میں کبھی دوسروں کے احوال جیسا قرار دیتا تاکہ وہ مصیبت میں صبر اختیار کریں اور دشمنوں پر غلبہ کی صورت میں شکر خدا ادا کریں اور تمام حالتوں میں منکسر اور متواضع رہیں، نہ کہ مغرور و خود پسند، جس کے نتیجے میں لوگ سمجھ لیں کہ ان کا بھی کوئی خدا ہے جو ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس وہ لوگ خدا کی عبادت کریں اور اس کے پیغمبروں کی اطاعت کریں اور خود بھی خدا کے معاملے میں ایسے دوسرے لوگوں کے لیے حجت بن جائیں جو ان کی حد سے تجاوز کریں اور بندوں کے خدا ہونے کا عقیدہ اختیار کریں۔ یا دشمنی اور مخالفت و گناہ کرکے خدا کا انکار کریں۔ لیھلک من ھلک عن بینہ و یحیی من حی عن بینہ۔ تاکہ ہر فرد دلیل سے ہلاک ہو اور ہر فرد دلیل سے زندہ رہے۔ محمد ابن ابراہیم اسحاق کا کہنا ہے کہ میں اس کے دوسرے روز شیخ ابوالقاسم حسین ابن روحؒ کی خدمت میں گیا اور میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ جو کچھ انہوں نے کل کہا تھا وہ اپنی جانب سے کہا تھا۔ پس انہوں نے خود ہی گفتگو کا آغاز کیا اور مجھ سے کہا کہ اے محمد ابن ابراہیم اگر میں آسمان سے زمین پر گر پڑوں اور مرغان ہوا کا لقمہ بن جاؤں یا باد تند مجھے بلندی سے گردش میں لے آئے تو اس صورت حال سے میرے لئے وہ بات زیادہ تکلیف دہ ہے کہ میں دین خدا کے معاملات میں کوئی بات اپنی طرف سے کہوں۔ یہ مطالب جو تو نے سنے اس کی ایک بنیاد ہے اور یہ حجت خدا صلوات اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہ بات تعجب انگیز نہ ہو گی کہ اگر حسین ابن روحؒ سے عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں بات کی جائے۔ چنانچہ ایک عورت جو عرب نہیں تھی بلکہ ایرانی تھی اور آبہ جو پرانے زمانے میں ساوہ کے اطراف میں تھا وہاں کی رہنے والی تھی۔ اس غیر عرب عورت نے

جب چاہا کہ حسین ابن روحؒ سے ملاقات کرے تو اس نے یہ سوچا کہ ایک مترجم اپنے ہمراہ لے کر جائے جو حسین ابن روحؒ سے عربی میں بات کرے۔ اس عورت کا نام زینب تھا۔ اور وہ محمد ابن عبدیل آبی کی اہلیہ تھی۔ اس کے پاس تین سو دینار تھے اور وہ چاہتی تھی کہ حسین ابن روحؒ کی خدمت میں پہنچ کر وہ تین سو دینار ان کے حوالے کرے۔ تو جب وہ اپنے مترجم کے ہمراہ حسین ابن روحؒ کی خدمت میں آئی تو انہوں نے آبی کی فصیح زبان میں کہا: زینب چونا چوں بدا کولیہ چونستہ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تیرا کیا حال ہے۔ اور تیرا بچہ کس طرح ہے۔ جب زینب نے دیکھا کہ جناب حسین ابن روحؒ خود اس کی زبان میں اس سے ہم کلام ہیں تو وہ حیران و ششدر رہ گئی اور اس نے مذکورہ مال ان کی تحویل میں دے دیا اور مترجم کی ضرورت محسوس نہ کی جیسا کہ آگے بیان ہو گا۔

اے قاری: اس حجت اور واقعہ پر گہری نظر ڈال کہ حسین ابن روحؒ نے اس عورت کے دل سے جو آبہ کی رہنے والی تھی کس طرح شک اور تردد کو زائل کر دیا۔ (چاہے بات مختصر ہی تھی) اور اسے مکمل طور پر ان کے بارے میں سکون حاصل ہو گیا۔ اور اس عورت کو یقین ہو گیا کہ یہ فرد حسین ابن روحؒ ہی ہے جو امام عصرؑ کا نائب ہے۔

"و من ذلک اخبار السمری بوفات علی بن بابویہ القمی"

اس قسم کی باتوں میں سے وہ کرامت ہے جو علی ابن الحسین بن بابویہ قمی کی وفات کے بارے میں خبر دینے سے متعلق ہے۔ یہ علی ابن الحسین صدوق علیہ الرحمتہ کے والد تھے۔ جس لحہ علی ابن محمد سمری نے یہ بات کہی تو جو لوگ ان کے پاس موجود تھے انہوں نے اسے یاد رکھا اور چند روز کے بعد جب اس عظیم فرد کی خبر وفات پہنچی تو وہ اس سے مطابقت رکھتی تھی جو علی بن محمد سمری نے فرمایا تھا۔ اس خبر کا متن شیخ طوسیؒ کی کتاب "غیبت" ص ۲۴۲ پر اس طرح تحریر ہے۔

و اخبرنی جماعتہ عن ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن

بابویہ آخر حدیث تک خبر کا ترجمہ یہ ہے۔ ابو جعفر بیان کرتا ہے ابو الحسن صالح بن شعیب طالقانی سے اور انہوں نے حوالہ دیا ہے ایک گروہ کا جس نے کہا کہ ۳۳۸ھ میں ہم سے ابو عبداللہ احمد بن ابراہیم نے بیان کیا کہ میں بغداد کے کچھ معزز آدمیوں کے ساتھ جناب علی بن محمد سمری جو امام عصرؑ کے چوتھے نائب ہیں ان کی خدمت میں گیا۔ ہمارے پہنچتے ہی انہوں نے فرمایا خدا ابن بابویہ پر اپنی رحمت نازل کرے۔ ہم نے اس روز جو تاریخ تھی وہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھی۔ چند روز کے بعد خبر پہنچی کہ ٹھیک اسی روز، جب علی بن محمد سمری نائب چہارم امام عصرؑ نے یہ فرمایا تھا کہ خدا ابن بابویہ پر رحمت کرے، ابن بابویہ نے انتقال کیا۔ اور اس قسم کی کرامت ابو جعفر عمروی نائب دوم کی ہے جب انہوں نے احمد بن متیل کے پاس دو کپڑے اور کچھ رقم ارسال کی اور انہیں پیغام دیا کہ جیسے ہی تم واسط پہنچو تو جو پہلا شخص تمہیں ملے اس کو یہ چیزیں دے دو۔ محمد بن متیل کا کہنا ہے واسط میں پہلے شخص جن سے ملاقات ہوئی وہ محمد بن قطاہ تھے جو عبداللہ حائری کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرنے کے واسطے گھر سے نکلے تھے۔ میں نے وہ کپڑے اور رقم ان کے حوالے کر دیئے پھر ان کے ہمراہ میں نے جنازے میں شرکت کی۔ پھر تدفین کے بعد میں واسط سے واپس آ گیا۔ یہ واقعہ گواہی دیتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ جناب ابو جعفر عمروی اسرار غیب سے واقف تھے اور یہ بات ان کی کرامتوں میں سے ایک ہے۔ اس داستان کا متن "منتخب الاثر" نامی کتاب کے ص ۳۹۶ پر نائب دوم کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے اور ابو جعفر عمروی کی کرامتوں ہی میں سے ہے کہ ان کے پاس ایک شخص پہنچا جو قم کے گرد و نواح کا رہنے والا تھا۔ اس کے پاس اپنے اہل وطن کا ایک پیغام تھا اور اموال بھی اس کے ہمراہ تھے تاکہ بغداد پہنچ کر وہ اموال ابو جعفر کی تحویل میں دے دے۔ جس وقت وہ شخص بغداد پہنچا اور اموال ابو جعفر کے حوالے کئے۔ ابو جعفر نے اس شخص سے کہا کہ تیرے پاس ایک اور امانت بھی ہے جو تو نے میرے حوالے نہیں کی۔ ان اموال کا حامل کہتا ہے کہ میں جو کچھ بطور امانت لایا تھا وہ میں نے سب کچھ آپ کو دے دیا۔

اب اور کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ ابو جعفر نے دوبارہ کہا کہ جو امانت تیرے پاس ہے تو نے میرے حوالے کیوں نہیں کی اور تاکید کی کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہی ٹھیک ہے اور صورت حال اس کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔ تو سوچ کہ کونسی چیز باقی رہ گئی ہے۔ وہ شخص واپس چلا گیا اور اس نے سوچنا شروع کیا۔ اس کو کوئی چیز یاد نہ آئی۔ وہ از سرنو آپ کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ مجھے کوئی چیز یاد نہیں۔ اس مرتبہ ابو جعفر نے فرمایا کہ یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں حضرت امام زمانؑ کی طرف سے ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ دو پارچے سوڈانی تیرے پاس باقی ہیں جنہیں فلاں فلاں شخص نے تجھے دیے ہیں۔ وہ تو نے مجھے نہیں دیے۔ وہ شخص پھر سوچنے لگا اور اسے یاد آیا کہ ابو جعفر کا کہنا درست ہے وہ ان دونوں پارچوں کو تلاش کر کے لایا اور ابو جعفر کے حوالے کئے اور وہ غرق حیرت رہ گیا کہ اس مخفی و پوشیدہ امر کا ابو جعفر کو کیسے پتہ چلا۔ کتاب "غیبت" شیخ طوسیؒ کے ص ۱۷۹ پر اس واقعہ کی تفصیل درج ہے۔ جو نائب دوم کی فضیلت کے سلسلہ میں بیان ہوں گے۔ اسی قسم کی کرامت کی ایک اور مثال یہ ہے کہ حسین ابن روح شلمغانی کے بارے میں کچھ کہتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ واقعہ مختصراً" یوں ہے کہ شلمغانی روگردانی اور گمراہی کے بعد ایک خط میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ امام عصرؑ کا نائب خاص ہے نہ کہ حسین ابن روحؒ۔ اور لکھتا ہے کہ امام عصرؑ نے مجھے اس بات پر مامور کیا ہے کہ میں اپنے اس منصب کا اعلان کروں اور میں ظاہر و باطن دونوں طرح اعلان کرتا ہوں۔ آخر میں حسین ابن روح کو مباہلہ کا چیلنج دیتا ہے۔ جب شلمغانی کا خط جناب حسین ابن روح کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ہم میں سے جو بھی جھوٹا ہے وہ مصلوب و مقتول ہو گا۔ اور ہوا بھی یہی کہ شلمغانی قتل ہوا اور مصلوب ہوا۔

حضرت صاحب الامرؑ کے مکان کو دکھانے سے قطعی طور پر احتراز

دوسرا نظریہ المساہمہ فی اخفا المھدی ص ۳۶۶ تاریخ الغیبۃ جلد ا

دوسرا نظریہ یہ رہا ہے کہ امام زمانہ روحی و ارواح العالمین لہ الفدا کے مکان اور ان کے سفیروں کو مخفی رکھا جائے۔ یہ کہنا چاہئے کہ اس اہم اور پرخطر کام میں (امام زمانہؑ کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا اور لوگوں کا ان کی جائے سکونت کو نہ جاننا) تمام نائبین مشترکہ طور پر شریک رہے ہیں۔ یہ نائبین اس کام کے انجام دینے کے سلسلہ میں ثابت قدم اور عزم مصمم کے حامل تھے۔ اگر بفرض محال امام زمانہؑ کو وہ اپنی عبا کے نیچے چھپا لیتے اور کوئی ان سے ملاقات کرتا اور امام زمانہؑ کے بارے میں پوچھتا تو وہ اس صورت میں کہ امام زمانہؑ ان کی عبا کے نیچے پوشیدہ ہوتے تو چاہے ان کے جسم کو قینچی سے کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا تو وہ پھر بھی عبا کو ہٹا کر امامؑ کے دکھانے پر رضا مند نہ ہوتے۔ چنانچہ اس بات کو احمد ابن جعفر نے حسین ابن روحؒ کے بارے میں نقل کیا ہے۔ اس بات کو پیش نظر رکھنے سے کہ عبداللہ بن جعفر حمیری اور احمد بن اسحاق آئمہ معصومین علیھم السلام کے عظیم صحابیوں اور مخصوص دوستوں اور محبوں میں سے تھے ان دونوں بزرگوں نے ابو عمرو عثمان بن سعید جو حضرت صاحب الامرؑ کے پہلے خاص سفیر اور نائب تھے ان سے کہا کہ وہ امام علیہ السلام کا اصل نام بتائیں تو انہوں نے اس سے احتراز کیا اور کہا کہ امامؑ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک دوسری روایت میں اس واقعہ کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے۔ **"فقال محرم علیکم تسئالو اعن ذلک"** تم پر حرام ہے کہ تم اس معاملہ میں پرسش احوال کرو۔ اور جناب عثمان بن سعید نے ان سے فرمایا کہ میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اس لئے کہ مجھے اس مسئلہ میں اختیار حاصل نہیں ہے۔ کہ میں حلال کو حرام یا حرام کو حلال ظاہر کروں بلکہ یہ بات "ابا محمدؑ" کے زمانہ حیات سے ہے۔ کہا گیا ہے جب (امام حسن عسکریؑ) آپ کی رحلت ہوئی تو کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو آپ کا وارث ہو۔ اور امام حسن عسکریؑ کا ورثہ ایک ایسے شخص کو دیا گیا جس کا

اس پر کوئی حق نہ تھا۔ یعنی آپ کا کوئی وارث نہ تھا جو ورثہ لے اور امامؑ نے یہ فرمایا کہ امام حسن عسکریؑ کی اہلیہ موجود تھیں تو قانون وراثت اسلام کے مطابق انہیں ورثہ ملنا چاہئے تھا۔ لیکن کسی میں یہ جرات نہ تھی کہ وہ اعتراض کرتا اور سلطان زمان و عمال وغیرہ سے کہتا کہ یہ کام دین کے خلاف ہے۔ اور اس امر کا سبب بھی معلوم تھا کہ اگر کوئی یہ کہتا کہ کوئی دوسرا وارث ہے نہ کہ وہ فرد جسے تم ورثہ دے رہے ہو تو اس سلسلہ میں پیچھے پڑ جاتا اور کہتا کہ وارث کا پتہ بتا۔ ہمیں اس کا نام و نشان بتا تاکہ ہم اسے دیکھیں اور تصدیق کریں کہ تیری بات ٹھیک ہے۔ چنانچہ "غیبت" شیخ طوسیؒ میں ص ۲۲۹ پر تحریر ہے۔

اس توقیع مبارک پر توجہ دی جائے اور غور کیا جائے

و خرج توقیع من المهدیؑ الی محمد بن عثمان العمروی (السفیر الثانی) ابتدا من غیر مسئلہ۔ توقیع کا متن یہ ہے۔ **لیخبر الذین یسئلون عن الاسم: اما السکوت و الجنتہ و اما الکلام و النار فانهم ان وقفوا علی الاسم اذا عوہ و ان وقفوا علی المکان دلو علیہ**

معلوم ہونا چاہئے کہ جو لوگ نام پوچھتے ہیں انہیں چاہئے کہ خاموش رہیں ان کے لیے جنت ہے اور اگر باتیں کریں اور بولیں تو ان کے لیے جہنم ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ لوگ نام سے واقف ہو جائیں تو اس کو ضائع و برباد کر دیں گے اور اس کا احترام ملحوظ نہیں رکھیں گے اور اگر جائے سکونت سے واقف ہوں گے تو لوگوں کو اس کا پتہ بتا دیں گے اور "غیبت" شیخ طوسیؒ مطبوعہ تہران ص ۲۲۲ پر بھی یہی عبارت ہے اور آیتہ اللہ صدر کتاب الغیبتہ کے مولف اس موضوع پر یوں اظہار خیال فرماتے ہیں۔

انہ علیہ السلام یامرہ سفیرہ ان یخبر اولئک الفضولین الذین یسئلون عن الاسم انهم ماء لوون بالسکوت

عبارت کا ترجمہ : امامؑ نے اپنے سفیر محمد بن عثمان سے بطور حکم یہ فرمایا کہ اس سلسلہ میں کسی کی طرف سے کوئی پرسش عمل میں نہ آئے اس لئے کہ سکوت کے نتیجے میں جنت اور گفتگو کے نتیجے میں آتش جنہم ہے۔ اور یہ بالکل فضول ہے کہ کوئی امامؑ کے نام کو جاننے کے سلسلہ میں اصرار کرے اور نام جاننے کے لیے مصر ہو۔

اس پر گہری توجہ کرنی چاہئے کہ اس امر کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب خلوص اور ضعف ایمان کو سمجھنا چاہئے۔ اور اسی طرح کسی مسلمان کے ضعف ارادہ کو سمجھنا چاہئے خواہ وہ شخص خود کو آئمہ معصومینؑ کا پیرو خیال کرے۔ اس لئے کہ حضرت صاحب الامرؑ اس کا سبب اپنے علم امامت سے جانتے ہیں کہ اگر (یہ فرد) حضرت کے نام نامی سے باخبر ہو جائے تو اس کو ظاہر کر دے گا۔ امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے زمانہ میں اور غیبت صغریٰ کے اوائل میں حکومت وقت کی طرف سے اس قدر سختی تھی کہ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ کوئی آدمی معمولی اطلاع بھی (حضرت کو) پہنچا سکے۔ جیسا کہ امام علی نقیؑ فرماتے ہیں (راوی نے کہا کہ حضرت نے فرمایا) :

انکم لا ترون شخصهم و لا یحل ذکره باسمه۔ قال الراوی فقلت کیف نذکره فقال: قولو الحجته من آل محمد۔ و قول الامام الصادقؑ۔ صاحب هذا الامر لا یسمیه باسمه الا کافر

امام علی نقیؑ راوی سے فرماتے ہیں: تم اس حجت کو نہیں دیکھو گے اور جائز و روا و حلال نہیں ہے کہ اس کا نام لو۔ راوی دوبارہ پوچھتا ہے کہ پھر کیا کہوں تو امام علی نقیؑ فرماتے ہیں۔ یہ کہو **الحجته من ال محمد** اور حقیقی نام لینے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ امام زمانہؑ کے لیے صاحب ہذا الامر کہو۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ صاحب الامرؑ کا نام وہی لے گا جو کافر ہو گا۔

قابل توجہ نقطہ یہ ہے کہ یہ اخفا (امام زمانہؑ کا نام اور ان کے مکان کا پتہ بتانے کے سلسلہ میں) اس حد تک لازمی تھا اور اس زمانے کے جابر حاکموں کے تشدد کا یہی

تقاضا تھا کہ یہ امر مکمل طور پر پوشیدہ رہے' کہ ناقابل تلافی بھی ہے اور ناقابل تدارک بھی۔ اور اگر یہ تصور کر لیا کہ یہ نقصان قابل تلافی ہے تو پھر امام عصرؑ روحی و ارواح العالمین لہ الفدا کی پاک جائے سکونت کا نام و نشان بتانے کے سلسلہ میں کوئی چیز مانع نہیں۔ چنانچہ اس عمل کا نمونہ ابو جعفر عمروی (اللہ ان کی رُوح کو پاک رکھے) کے زمانہ نیابت میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ وہ اس طرح کہ ابو طاہر محمد بن علی بن بلال نے امام زمانہؑ کی وکالت و بابیت کا دعویٰ کیا تھا اس کا محمد بن عثمان کے ساتھ مناقشہ' اس کا امام زمانہؑ کے اموال کا ضبط کرنا۔ اس دعویٰ کی بنا پر کہ وہ امام عصرؑ کا وکیل ہے اور امامؑ کا اس کے سامنے ظاہر ہونا ایک کوٹھے پر اور حکم دینا کہ ضبط شدہ اموال محمد بن عثمان کے حوالے کر دے' اور شیعوں کا اس سے دور رہنا اور اس پر اس لئے لعنت کرنا کہ اس پر لعنت کرنے کے حکم پر مبنی توقیع بارگاہ امامؑ سے برآمد ہوئی۔ یہ سب باتیں مشہور و معروف ہیں۔

ہم نائب دوم کی کرامتوں اور معجزوں کے بارے میں اصل واقعہ کتاب "غیبت" مولفہ شیخ طبریؒ ص ۲۴۵ سے نقل کرتے ہیں۔

صاحب الامرؑ کا نام چھپانے کا التزام

تیسرا نقطہ نظر: سفیران امامؑ کا حالات امامؑ کو مخفی رکھنے کو لازمی جاننے کا سبب یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ظالم کارکنان سلطنت اور خلفائے بنی عباس کو خبر ہو جائے اور وہ حضرت کے بارے میں کسی برے ارادے کا اظہار کریں (اگرچہ اس سبب کو سابقہ نقطہ ہائے نظر میں پیش کیا ہے) اس تیسرے نقطہ نظر میں ہمارا مقصود یہ ہے کہ ایسے موارد کی نشان دہی ہو جائے کہ سفیروں کی طرف سے اخفائے حال کی تائید ہو جائے۔

ان امور و موارد میں سے بعض یہ ہیں کہ ابو جعفر عمروی کے زمانہ میں عباسی سلطنت کی طرف سے ان کی اتنی شدید نگرانی کی جاتی تھی گویا ان کی نگرانی کی شدت

ایک تلوار تھی جس کی نوک ان کی گردن پر تھی اور اس سے خون جاری تھا۔

حتیٰ کہ یہ نائب، امامؑ سے تعلق رکھنے والے اموال تجارت کے بہانے سے پہنچاتے تھے۔ انہوں نے خود کو لوگوں کے درمیان تاجر کی حیثیت سے مشہور کر رکھا تھا اور وہ اموال بلکہ ان لوگوں کو جن سے تجارتی معاملہ کیا جاتا تھا وہ اموال دے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ فلاں شخص کا مال ہے تمہیں اس کو فلاں شخص کے پاس فلاں مکان پر پہنچا دینا چاہئے۔ یہ ایک رمزیہ بات تھی جو ان مال لے جانے والوں اور ان کے درمیان تھی۔

جب اس نائب کی رحلت میں تین یا چار سال رہ گئے تو امامؑ سے متعلق اموال حسین ابن روحؒ کو بھیج دیتے تھے اور ان سے لین دین کا کوئی حساب بھی نہیں کرتے تھے یہ بات اس وجہ سے تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لین دین کہیں اس کا سبب نہ بن جائے کہ راز فاش ہو جائے۔

اس زمانہ میں کہ جب ابو جعفر عمرویؒ کی رحلت کے بعد حسین ابن روح منصب سفارت پر فائز ہوئے تو حالات اور بھی سخت ہو گئے تھے اور حکومت کی نگرانی و نگہداشت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی حتی کہ حسین ابن روحؒ اپنے عقیدہ کو بھی پوشیدہ رکھتے تھے اور وہ عباسی خلفا کے عاملوں اور ان کے کار پردازوں کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے کہ ان کو یہ گمان تک نہیں ہوتا تھا کہ حسین ابن روحؒ شیعہ ہیں۔ تقیہ کی نوبت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ امیر المومنین علیؑ کو چوتھا خلیفہ بتاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ فضیلت کے اعتبار سے علیؑ کا چوتھا نمبر ہے گھیرا اتنا تنگ تھا کہ جس وقت حسین ابن روحؒ کو یہ خبر ملی کہ ان کے ایک پیش خدمت اور کارکن نے معاویہ پر لعنت کی ہے تو انہوں نے اس کو اپنی طرف سے مقرر کئے ہوئے کام سے برطرف کر دیا اور اس کو پھر کبھی کوئی کام نہیں سونپا۔ حسین ابن روحؒ اس طریق کار پر اس طرح ماہرانہ انداز میں اپنے کام انجام دیتے تھے کہ کسی کو ان کے خلاف گمان تک نہیں ہوتا تھا لیکن خواص اور ایسے افراد جن پر انہیں اعتماد کامل تھا اور وہ حقیقی معنی

میں ایماندار تھے ان کے ساتھ صورت حال مختلف تھی اور وہ لوگ جانتے تھے کہ حسین ابن روحؒ امامؑ کے نائب خاص ہیں اور شیعہ ہیں اور اس معاملہ میں مخالفین کے سامنے خود کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ان دس آدمیوں کے درمیان جو حسین ابن روحؒ کے پاس آئے تھے اور ان سے نو افراد حسین ابن روحؒ پر (غیر مومن سمجھ کر) لعنت بھیجتے تھے اور ان میں سے ایک فرد ان پر لعنت بھیجنے کے معاملے میں متردد تھا لیکن جب ان کے سامنے آئے اور امر کے بارے میں ان کے نظریات سنے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو خود ان لوگوں کے مقابلے میں دو آتشہ ہیں اور وہ اس طرح کہ وہ لوگ خلفا کی تعریف کرتے تھے اور یہ نہیں کرتے تھے۔ اس گفتگو کے نتیجے میں ان نو آدمیوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا اور اس کو یعنی دسویں فرد کو اپنا مقرب خاص سمجھنے لگے۔ چنانچہ "غیبت" شیخ طوسیؒ کے ص ۴۲۸ پر یہ بات بڑی وضاحت سے بیان ہوئی ہے۔ (ھبتہ اللہ ابو نصر سے متعلق خبر اور حسین ابن روحؒ کے تقیہ کا واقعہ) توجہ کرنی چاہئے کہ وہ طریقہ جو حسین ابن روحؒ نے اختیار کر رکھا تھا وہ ان کے لیے اس قدر مفید کار تھا کہ عام افراد کی نظروں کو اپنی طرف جذب کرتا تھا لیکن وہ پھر بھی خلیفہ المقتدر سالم کے عاملوں کی ایذا رسانی سے محفوظ نہ رہ سکے اور خلافت المقتدر کے زمانہ میں قید ہو گئے اور یہ کہنا چاہئے کہ حسین ابن روحؒ کی مذکورہ روش (تقیہ) ہی ہے جس نے ان کی قید کی مدت کم کرائی۔

چوتھا نقطہ نظر: یہ موضوع کتاب "غیبت صغریٰ" کے مترجم کی نظر میں اس قابل نہ تھا کہ اس کتاب میں درج کیا جائے۔

پانچواں نقطہ نظر: امام سے متعلق اموال کا لینا

نائبین امامؑ کا اہم فرض یہ تھا کہ وہ امامؑ سے تعلق رکھنے والے اموال شیعوں سے وصول کرتے تھے اور ہر ممکن طریقہ سے اسے امامؑ تک پہنچاتے تھے۔ ہم نے اس امر کی بہت سی وضاحتیں اس سے پیشتر پیش کر دی ہیں اور بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے وہ چند افراد جو حضرت کے پیروکار تھے اور آنجناب کو امامؑ مفترض الطاعۃ جانتے

تھے وہ اپنے مختلف علاقوں سے کس طرح حقوق شرعی امامؑ تک پہنچاتے تھے' اور کس طرح انفرادی و اجتماعی طور پر قاصد اپنے شہروں سے سامرہ روانہ کرتے تھے اور ان کے ہمراہ اموال امامؑ بھیجتے تھے اور اپنی دینی مشکلات وغیرہ کے سلسلہ میں جو سوال وہ کرنا چاہتے تھے اس گروہ مرداں کے ذریعہ جو ان کی طرف سے مامور تھے خمس کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ اپنے اپنے علاقوں سے آنے والے یہ افراد جب امامؑ کی خدمت میں پہنچتے تھے تو سب سے پہلا کام یہ ہوتا تھا کہ اس سے قبل کہ یہ لوگ اپنے سامان سے خطوط نکالیں اور اموال خمس کی مقدار امامؑ کے حوالے کریں امامؑ ان کو خود اطلاع دیتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ کتنے خطوط اور کتنی مقدار خمس تمہارے پاس ہے۔ اور یہ بات بجائے خود اس امر کی گواہ تھی کہ یہ شخص مہدی منتظرؑ ہیں۔ اور حقیقی امام زمانہ ہیں جو کہ تمام حالات سے باخبر ہیں۔ حتی کہ امام حسن عسکریؑ اپنے زمانہ حیات میں اپنے فرزند عزیز و عظیم یعنی امام زمانہؑ کو (اسی بچپن کی حالت میں) حکم دیتے تھے کہ وہ اموال جو قم سے آئے ہیں' لوگوں پر حجت قائم کرنے کی غرض سے اور یہ بیان کرنے کی وجہ سے کہ یہ عظیم فرد بچپن کے عالم ہی میں امام ہے' انہیں بیان فرمائیں۔ اس امر کی تفصیل صدوق کی کتاب "اکمال الدین" کے ص ۴۵۴ حدیث ۲۹ کے ذیل میں ص ۴۶۴ کے آخر تک سعد بن عبداللہ قمی سے منقول و مندرج ہے۔ اور ایسا بھی ہے کہ امامؑ نے ان اموال کی وضاحت' جو آپ کے والد بزرگوار کی وفات کے دن قم' ساوہ اور کاشان سے پہنچے تھے' بیان کی۔ (یہ بات مفصل ہے اور ابو ادیان سے متعلق ہے)

اس قسم کی خبریں ان لوگوں کے وسیلہ سے جو حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوتے تھے اور حضرت کے دوستوں اور شیعوں کی طرف سے اموال شرعی لے کر آتے تھے زیادہ تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ امر اس قدر مروج تھا کہ امامؑ کے حقیقی سفیر اور نائبین کا بھی یہ طریق تھا کہ وہ آمدہ مال کی توصیفات' قبل اس کے کہ وہ لوگ نامہ کو کھولیں اور مقدار مال جو ان میں ہے وہ دیکھیں' پہلے ہی ان کو بتا دیتے تھے اور محمد

ابن مہزیار کا قصہ اسی قسم کا ہے۔ تحفہ قدسی کے ص ۲۲۲ پر اس طرح مرقوم ہے۔ ایک گروہ نے ابن قولویہ سے انہوں نے محمد بن یعقوب سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے محمد بن مہزیار کی طرف نسبت دے کر کہا کہ مجھے حضرت ابو محمد کی وفات کے موقع پر شک گزرا اور اس طرح میرے والد کے پاس بہت مال جمع ہو گیا تھا پس اس نے وہ مال اٹھایا اور کشتی میں سوار ہو گیا۔ اور میں بھی اس کی ہمراہی میں باہر نکلا۔ پس اس کو بہت تیز بخار چڑھا۔ کہنے لگا بیٹا! مجھے واپس لے چل کہ یہ موت کا بخار ہے اور اس مال کے بارے میں خوف خدا کر۔ اس نے وصیت کی اور مر گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرا باپ ہرگز غیر صحیح وصیت نہیں کر سکتا۔ میں اس مال کو اٹھا کر عراق لے جاتا ہوں اور دریا کے کنارے پر مکان کرایے پر حاصل کرتا ہوں اور کسی کو خبر نہیں کرتا پس اگر میرے لئے کوئی خبر واضح ہو جائے۔ مثال کے طور پر حضرت ابی محمد کے در اقدس کی وضاحت ہو جائے تو مال ان کو دے دوں گا ورنہ صدقہ کر دوں گا۔ پس میں عراق میں وارد ہوا۔ اور دریا کے کنارے پر میں نے کرائے پر مکان لیا اور وہاں چند روز قیام کیا۔ یک لخت میں نے دیکھا کہ ایک قاصد آیا اور اس کے پاس ایک رقعہ تھا جس میں لکھا ہوا تھا۔ اے محمد تیرے پاس کیسہ میں اتنا اور ایسا مال ہے۔ اور جتنا میرے پاس مال تھا اور حقیقتاً اس کی خبر مجھے بھی نہ تھی اس سب کا اس میں بیان تھا۔ پس مین نے وہ تمام مال اس قاصد کے حوالے کر دیا اور چند روز پڑا رہا۔ کسی نے میری خبر گیری نہ کی۔ میں مغموم ہو گیا' یہاں تک کہ میرے پاس حضرت کی تحریر آئی۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم نے تجھے تیرے باپ کی جگہ مقرر کیا شکر خدا بجا لا۔

چھٹا نقطہ نظر: شکوک و شبہات کو مکمل طور پر دور کرنے کی پوری پوری کوشش: جیسا کہ مخالفین اہل غرض اور معاندین اسلام لوگوں کے ذہنوں میں اور عوام الناس کے دلوں میں شبے پیدا کرتے تھے اور لوگ بھی بظاہر امامؑ تک دسترس نہ رکھتے تھے اس وجہ سے اور دیگر وجوہات کی بنا پر نائبین اربعہ باوجود ہر طرح کی سختی کے مختلف صحبتوں ارر مجالس و محافل میں لوگوں کے ساتھ شرکت کرتے تھے اور یہ

چاہتے تھے کہ ان الجھنوں اور شبہوں کا جواب دیں۔ اور تمام افراد کو شکوک سے نجات دلائیں اور تمام الجھنوں اور سوالوں کے جواب دہ رہیں۔ اور یہ بات خود یہ بتاتی ہے کہ بغیر شک و شبہ نواب اربعہ جیسے مرتبے کے لئے ضروری ہے کہ انسان علم و دانش کے اعتبار سے اس قدر باخبرو آگاہ ہو کہ ان سب لوگوں کے سوالوں کے جوابات دے اور الجھنوں اور شکوک کا علمی انداز اور برھان و استدلال کے ذریعہ ازالہ کرے اور ہر قسم کے اعتراضات کا قطعی اور حتمی جواب دے کر صورت حال کو واضح کرے اور ہر اعتبار سے وہ علمی ہو یا اخلاقی اس کا کردار اور گفتار آراستہ ہو۔

غیبت صغریٰ کے زمانہ کی طرف اگر رجوع کیا جائے اور لوگوں کے مشکل مسائل اور ان کے مناقشوں کی طرف توجہ دی جائے' علی الخصوص ان بہت سے معاملات و واقعات کی طرف جو حسین ابن روحؒ کے زمانے میں رونما ہوئے تو وہ خود اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ جناب حسین ابن روح قدس روحہ سوالوں کے جواب دینے کے سلسلہ میں معمولی سے عجز اور بے چارگی کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے بلکہ کمال قدرت علمی کے ساتھ اور ہر قسم کی معلومات و اطلاعات رکھنے والے کی حیثیت سے تمام موضوعات پر مبنی' علمی' دینی' مذہبی' فقہی اور حکمت و کلام سے متعلق باتوں کا ہر پوچھنے والے کو جواب دیتے تھے۔ چنانچہ حسین ابن روحؒ کے حالات کی شرح کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ جب ان کا سامنا اس متکلم فرد سے ہوا جو ہروی تھا اور وہ شخص قائل نہ تھا کہ حضرت فاطمہ زہراءؑ کو جناب خدیجہؑ کی ان دوسری بیٹیوں پر ترجیح دے جو رسولؐ اللہ سے تھیں تو اس وقت جناب حسین ابن روحؒ نے جناب فاطمہ زہراءؑ کی فضیلت و برتری کو نہایت عالمانہ اور مدلل انداز میں پایہ ثبوت کو پہنچایا اور اس ھروی فرد نے جناب حسین ابن روحؒ کی بہت عظمت بیان کی اور ان کی تعریف کی اس کا بیان آگے آئے گا۔ جو مدلل اور منطقی جواب انہوں نے اس شخص کو دیا۔ جس نے امام حسینؑ کے متعلق سوال کیا تھا۔ اس کا زاویہ فکر یہ تھا کہ پروردگار عالم نے اپنے دوست پر دشمن کو مسلط کیوں کیا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

چنانچہ اسی مجلس میں موجود ایک شخص کو یہ شبہ ہوا کہ شاید حسین ابن روحؓ یہ جواب اپنی طرف سے دے رہے ہیں اور دوسرے ہی روز مذکورہ شخص کے وارد ہونے کے ساتھ ہی اس کے سوال کئے بغیر حسین ابن روحؓ جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ لئن اخر من السماء ------ جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے ۔ واضح رہے کہ جس دن تک آپ نے جواب نہیں دیا تھا اس دن تک کوئی حقیقت امر سے آگاہ نہ تھا۔ اور وہ امر یہ ہے کہ یہ بات کسی پر واضح نہ تھی کہ حضرت موسی ابن جعفرؑ کو کس نے زہر دے کر شہید کیا ہے۔ جناب حسین ابن روحؓ نے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ کو یحییٰ بن خالد برمکی نے کھجور کے دانے میں زہر ملا کر دیا ہے اور یہ امر "غیبت" شیخ طوسیؒ کے ص ۲۳۹ پر تفصیل کے ساتھ تحریر ہے۔ (حسین ابن روحؓ سے مفصل طور پر وارد ہے کہ رسول اکرمؐ زہر سے شہید کئے گئے اور حضرت فاطمہ زہراءؑ کی فضیلت کے تمام واقعات اور امام ہفتمؑ کو زہر دینا اور رسول اللہؐ کا شہید ہونا)

یہ امر پیش نظر رہنا چاہئے کہ جناب حسین ابن روحؓ نے کس طرح ان چند لوگوں کا اختلاف دور کیا جن میں سے کچھ اس امر کے قائل تھے کہ رسول اکرمؐ نے طبعی موت کے نتیجے میں انتقال کیا ہے اور کچھ اس بات کے قائل تھے کہ آپ کی رحلت زہر خورانی کے نتیجے میں ہوئی ہے۔ اور آپ شہید ہوئے ہیں۔ آنجناب نے حقائق کے رخ سے پردہ اٹھایا اور اس طرح بیان کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ تمام آئمہؑ کی کیفیت اسی طرح ہے یا انہیں زہر دیا گیا ہے یا وہ قتل کئے گئے ہیں اور شہید ہوئے ہیں۔ اس گفتگو اور مناقشے پر بھی توجہ رکھنی چاہئے۔ جو کچھ افراد کے درمیان ہو رہی تھی جن میں سے دو افراد ابوبکرؓ و عمرؓ کو علیؑ پر ترجیح دیتے تھے اور ایک شخص علیؑ کو عمرؓ پر ترجیح دیتا تھا۔ حسین ابن روحؓ نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو بھی علیؑ پر ترجیح دی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور اس مناقشہ میں آنجناب کی گفتگو ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ آنجناب یعنی حسین ابن روحؓ اپنے زمانے اور

گردش کے تقاضوں اور حاکم جابر کی سختی اور اس کے تشدد کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا ایک وہ خدمتگار جس نے معاویہ پر لعنت بھیجی تھی انہوں نے اس کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا اور پھر کبھی کوئی کام اس کے سپرد نہیں کیا۔

تمام باتیں جو بیان ہوئیں وہ سب اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ نائبین امامؑ محض اس امر پر مامور نہیں تھے کہ لوگوں سے وہ اموال وصول کر لیں جو وہ ان کو دیتے تھے۔ ان کا فریضہ محض یہی نہیں تھا بلکہ وہ مکمل طور پر علم و دانش کے اعتبار سے مفاد پرستوں، دشمنوں اور شک کرنے والوں کے جواب دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ نہ یہ کہ وہ محض مال امامؑ جمع کرنے پر مامور تھے۔

اس مبحث کے آخر میں اس ترک هروی کا قصہ جو متکلم تھا۔ "غیبت" طوسی سے نقل کیا جاتا ہے۔ کسی متکلم نے حسین ابن روحؒ سے پوچھا کہ رسولؐ اللہ کی کتنی بیٹیاں تھیں؟ یہ متکلم ترک هروی کے نام سے مشہور تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ چار تھیں۔ اس نے کہا سب سے افضل کون سی تھیں؟ انہوں نے جواب دیا حضرت فاطمہ زہراءؑ۔ اس نے کہا فاطمہؑ کیوں افضل ہیں حالانکہ وہ سب سے چھوٹی تھیں اور انہوں نے اپنی بہنوں کی بہ نسبت پیغمبرؐ کی مصاحبت سے کم فیض اٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا دو وجوہات کی بنا پر کہ پروردگار عالم نے دو منزلتیں ان کو عطا کی تھیں۔ ایک تو اس کا وہ لطف و کرم جو ان کے حال پر تھا دوسرے ان کی عزت اور ان کا شرف۔

(۱) وہ حضرت پیغمبر اسلامؐ کی وراث تھیں اور دوسری لڑکیاں وارث پیغمبرؐ نہیں تھیں وہ پیغمبرؐ کی زندگی میں وفات پا گئی تھیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ کی نسل کو ان کے ذریعہ برقرار رکھا۔ دوسری بیٹیوں کے ذریعہ یہ بقائے نسل نہیں ہوئی اور پروردگار عالم نے اس خاتون کو ان دو خوبیوں سے صرف اس لئے مختص فرمایا کہ وہ آپ کے خلوص کی فراوانی اور نیت و ضمیر سے آگاہ تھا۔ هروی خود کہتا ہے کہ میں نے حسین ابن روحؒ سے بہتر، مختصر اور برجستہ جواب دینے والا نہیں دیکھا۔

چوتھا باب

نائب اول جناب عثمان بن سعید کے حالات کی شرح اور ان کے فضائل

پہلی فضیلت: امام حسن عسکری علیہ السلام کی تغسیل عثمان بن سعید کے ہاتھوں

شیخ طوسی کی کتاب "الغیبت" کے صفحہ ۲۱۶ پر اس طرح تحریر ہے کہ عن ابی نصر ھبتہ اللہ احمد بن کاتب عن شیوخہ انہ لما مات الحسن بن علی علیہ السلام غسلہ عثمان بن سعید و تولی جمیع امرہ فی تکفینہ مأمورا بذلک للظاہر مع الحال التی لا یمکن جحدھا و لا دفعھا الا بدفع الحقائق الاشیاء فی ظواہر ھا و کانت توقیعات صاحب الامرؑ بخرج علی یدی عثمان بن سعید و ابنہ ابی جعفر الی شیعتہ و خواص ابیہ ابی محمدؑ بالامر و النھی و الا جوبہ مما یسئل الشیعہ ابی نصر سے منقول ہے کہ جب امام حسن عسکریؑ کی وفات ہوئی (شہید ہوئے) عثمان بن سعید آپ کو غسل دینے کے لئے حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے تمام کاموں کا انتظام

سنبھالا، حضرت کو کفن پہنایا، حنوط کیا، دفن کیا اور سپرد خاک کیا یہ تمام امور اس ماموریت کی وجہ سے تھے جو اس سلسلہ میں ان کو حاصل تھی۔ ظاہر بات یہی ہے کہ جب تک کوئی مامور نہ ہو اس قسم کے اقدامات نہیں کرتا۔ اور پھر یہ کہ حضرت صاحب الامرؑ کی توقیعات شریفہ عثمان بن سعید اور ان کے لڑکے محمد بن عثمان کے ہاتھوں تمام شیعوں اور عثمان بن سعید کے خواص کے لیے صادر ہوتی تھیں اور یہ توقیعات اوامر و نہی پر مبنی ہوتی تھیں اور شیعوں کی درخواستوں کے ان میں جوابات ہوتے تھے۔

ایک اور فضیلت: امام زمانہؑ کے عقیقہ کے سلسلے میں امام حسن عسکریؑ کے حکم کا اجرا۔ **منتخب الاثر ص ۳۴۱ کمال الدین محمد بن علی ماجولیہ و محمد بن موسی المتوکل العمری قال لما و لد السیدؑ قال ابو محمد ابعثو الی عمر و عققت الیہ۔** ابو عمرو (نائب اول) روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت حجت امام زمانہ روحی و ارواح العالمین لہ الفدا پیدا ہوئے تو امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ عمروی کو بلاؤ۔ حضرت امامؑ کے حکم کے مطابق عثمان، امامؑ کی خدمت میں آئے اور امام حسن عسکریؑ نے ان کو امام زمانہؑ کے عقیقہ کرانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دس ہزار رطل نان اور دس ہزار رطل گوشت عقیقہ کے لیے مہیا کرو اور اس کو بنی ہاشم اور دوسرے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔ اس فضیلت پر توجہ رکھنی چاہیے کہ امام زمانہؑ کی پیدائش کے وقت وہ حاضر تھے۔ "منتخب الاثر" کے ص ۳۴۲ پر کمال الدین سے ایک حدیث منقول ہے۔ جو غیاث بن اسد تک منتہی ہوتی ہے وہ کہتا ہے: **شھدت عثمان العمری یقول لما ولد الخلف المهدیؑ سطع نورہ من وفوق راسہ الی عنان السماء ثم سقط بوجھہ ساجد الربہ** ------- غیاث بن اسد کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ عثمان بن عمری کہتا تھا کہ جس وقت امام زمانہؑ متولد ہوئے تو ان کے سر پاک سے لے کر آسمان تک ایک نور ساطع تھا۔ وہ حالت سجدہ میں قرار پائے اور انہوں نے سجدہ ادا کیا۔ پھر سر اٹھا کر یہ آیت تلاوت کی **شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو**

کرامت کا ایک نمونہ ۳

محمد ولی ارومیہ کے ترجمہ بحار کے ص ۲۲۸ پر تحریر ہے کہ کتاب "کمال الدین" میں محمد بن علی اسود نے روایت کی ہے کہ کئی سال پہلے ایک عورت نے مجھے ایک پارچہ دیا کہ میں اسے عمروی کے پاس پہنچا دوں دوسرے بہت سے پارچوں کے ساتھ میں نے وہ پارچہ اٹھایا اور بغداد پہنچ کر عمروی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ تمام اموال محمد بن عباس قمی کے حوالے کر دوں۔ میں نے اس عورت کے ایک پارچہ کے علاوہ تمام چیزیں ان کی تحویل میں دے دیں۔ اس دوران میں عمروی نے مجھے پیغام بھجوایا کہ میں وہ عورت والا پارچہ بھی ان کے حوالے کروں۔ اس وقت مجھے یاد آیا کہ ایک عورت نے مجھے ایک پارچہ دیا تھا۔ اس کو میں نے تلاش کیا' وہ نہ ملا۔ اس وقت عمروی نے مجھ سے کہا غم نہ کر وہ پارچہ تجھے جلد مل جائے گا۔ ہوا بھی یونہی وہ پارچہ مجھے جلد مل گیا۔ عمروی نے اس پارچہ کی اطلاع مجھے دی جبکہ انہوں نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا اور اموال سب میری تحویل میں تھے۔

ان کی نیابت کے سلسلہ میں امام حسن عسکریؑ کی نص

الحاج شیخ عباس قمی مرحوم جو ایک بلند مرتبہ شیعہ محدث ہیں۔ وہ "سفینۃ البحار" نامی کتاب کے ص ۱۵۹ ج دوم پر اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

و قال شیخ الا قلم عبداللہ بن عبداللہ اسد ابادی فی المقنع و نص الحسنؑ علی ولدہ الخلف الصالح و جعل الحسنؑ و کیلہ ابا محمد عثمان بن سعید العمری الوسیط بینہ و بین شیعہ فی حیوتہ فلما ادرکہ الوفات امرہ بجمع شیعتھم و اخبر ھم ان ولدہ الخلف صاحب الامرؑ بعدہ و ان ابا محمد عثمان بن سعید العمری وکیلہ و ھو بابہ

و السفیره بینه و بین شیعته فمن کانت له حاجته قصده کما یقصده فی حال حیوته و سلم الیه جواریہ الی ان قال۔ فلما تسلم عثمان بن سعید الجواری و فیهم ام صاحب الامرؑ نقلهن الی مدینته السلام و کانت الشیعه تقصد من کل بلد بقص و حوائج و کانت الا حوته تخرج الیهم علی یدہ۔

فلما دنت و فاته جمع من کان بقی من شیوخ الشیعه و اخبر هم انه میت و ان صاحب الامرؑ قد امره بان ینض علی ولده ابی جعفر محمد بن عثمان بن سعید العمری فمن کانت له حاجته قصده و ثوقی رحمه الله و هو اول ابواب صاحب الامرؑ

شیخ بزرگوار عبداللہ الاسدی کی کتاب "المقنع" کی عبارتوں کا ترجمہ۔

ان کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے نص صریح کے ذریعہ ابو محمد عثمان بن سعید عمری کو وکیل اور واسطہ مابین شیعان و حضرت صاحب الامرؑ مقرر فرمایا۔

ہر وہ فرد جسے کوئی حاجت ہے یا اس کا کوئی مقصد ہے تمام معاملات میں' خواہ وہ کوئی سوال ہو یا پرسش ہو' مشکلات کا بیان ہو یا ضرورتوں کا اظہار ہو' تمام امور کے بارے میں اس کا فرض ہے کہ وہ عثمان بن سعید کے ذریعہ امامؑ کو ارسال کرے اس لئے کہ حضرت صاحب الامرؑ اور شیعوں کے درمیان وہی وکیل و واسطہ ہوں گے جس طرح وہ اب (زمانہ حیات امام حسن عسکریؑ) میرے سفیر و نائب ہیں۔ میری وفات کے بعد بھی اسی طرح نیابت و وساطت کریں گے۔

جب امام حسن عسکریؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے ابو محمد عثمان بن سعید عمری کو حکم دیا کہ شیعوں کی کثیر تعداد کو جمع کرو تاکہ وہ میرے حضور میں شرفیاب ہوں۔ جب ایک گروہ جمع ہوگیا تو ان میں اعلان کیا گیا کہ میرے بعد میرا فرزند صاحب الامرؑ میرا جانشین ہو گا۔ اور عثمان بن سعید شیعوں اور امام زمانہؑ کے درمیان سفیر و وکیل ہوں گے اور جس شخص کو بھی امام زمانہؑ سے کوئی کام ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ عثمان سے رجوع کرے اس لئے کہ اس وقت وہی نائب و واسطہ ہوں گے۔ اور اس وقت عثمان بن سعید اس حد تک امام حسن عسکریؑ کے معتمد و موثق ہوں

گے کہ انہوں نے اپنی کنیزوں کو جن میں مادر حضرت صاحب الامرؑ بھی تھیں حکم دیا کہ عثمان بن سعید ان سب کو مدینتہ السلام یعنی بغداد لے جائیں گے۔ اس زمانہ میں بغداد کو مدینتہ السلام کہتے تھے اور ہر قصبے' خطے اور شہر کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور اپنی مشکلات و واقعات و حالات ان کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور وہ امام زمانہؑ تک پہنچاتے تھے۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ امام حسن عسکریؑ کا یہ حکم دینا کہ عثمان بن سعید کنیزوں کو بغداد لے جائیں اس انتہائی اعتماد پر دلالت کرتا ہے جو آپ کو عثمان بن سعید کی ذات پر تھا۔

اولین نائب خاص کے حال کی تشریح

جناب عثمان بن سعید (ابو عمرو۔ عمروی۔ عسکری)

("بحار" ج ۱۳ مصنفہ مجلسی مرحوم کے اس ترجمہ کی نقل جو مرحوم محمد حسن بن محمد ولی ارومیہ نے کیا۔)

عثمان بن سعید کو حضرت امام علی نقیؑ اور حضرت امام حسن عسکریؑ نے نیابت کے لیے مقرر کیا تھا۔ وہ ایک ایسے شیخ تھے جو موثق تھے ان کی کنیت اور نام عثمان بن سعید عمروی تھا وہ گروہ اسدی سے تھے ابو نصر ھبتہ اللہ بن محمد بن احمد نے روایت کی ہے کہ ابو عمر قبیلہ اسدی سے تعلق رکھتے تھے لیکن وہ اپنے دادا جعفر بن عمری سے منسوب ہوئے شیعوں کی ایک جماعت نے تذکرہ کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا ہے کہ ابن عثمان اور ابو عمرو دو نام کسی ایک فرد میں جمع نہیں ہوتے اور حکم دیا کہ ان کی کنیت جو ابو عمر ہے اسے ختم کر دیا جائے اس وجہ سے وہ عمری کہلائے۔ ان کو عسکری بھی کہتے ہیں کہ وہ سرمن رائے قصبہ عسکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو

سمان یعنی روغن فروش بھی کہتے تھے۔ وہ اس لئے کہ وہ کار سفارت کو پوشیدہ رکھنے کی غرض سے تقیہ کے طور پر تیل بیچتے اور اس تقیہ ہی کی وجہ سے وہ اموال جو شیعہ امام حسن عسکریؑ کے لیے لاتے تھے اس کو تقیہ اور خوف کی وجہ سے تیل کی مشک میں رکھ دیتے تھے اور امام حسن عسکریؑ کے گھر بھیج دیتے تھے اور اس وسیلے سے اموال بھیجے جاتے تھے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ جناب عثمان بن سعید کو اپنے وکیل کی حیثیت سے متعارف کراتے ہیں

بہت سے راویان حدیث نے ہارون بن موسیٰ تلعکبری (وشیخ طوسی) سے اپنی سند کے ساتھ احمد بن اسحاق کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک دن امام علی نقیؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ اے میرے آقا مجھے آپ کی زیارت کبھی کبھی حاصل ہوتی ہے اور میں اکثر اس سے محروم رہتا ہوں اور ہر وقت اس فیض و شرف کا حاصل کرنا میرے بس میں نہیں ہے تو ایسی صورت میں کس کی بات سنوں اور کس کی پیروی اختیار کروں۔ امام دھمؑ نے فرمایا کہ یہ ابو عمرو (عثمان بن سعید) ایک قابل اعتماد اور امانت دار مومن ہے۔ وہ جو کچھ تم سے کہتا ہے میری طرف سے کہتا ہے اور جو کچھ تم تک پہنچاتا ہے میری طرف سے پہنچاتا ہے۔ اور جس وقت امام علی نقیؑ نے انتقال کیا تو اس کے کچھ دن بعد میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے وہی بات کہی جو ان کے والد بزرگوار سے کہی تھی انہوں نے بھی جواب میں فرمایا کہ یہ ابو عمرو مرد ثقہ و امین ہے یہ امامؑ گذشتہ کا بھی موثق تھا اور میرا بھی معتمد ہے۔ میری زندگی میں بھی اور میری وفات کے بعد بھی تم سے جو کچھ کہے وہ میری جانب سے پہنچائے گا۔

احمد بن اسحاق کا ابو عمرو سے سوال

ابو قاسم جعفر بن محمد قولویہ اور ابن محمد تلعکبری انہوں نے محمد یعقوب کلینی سے اور انہوں نے محمد ابن عبداللہ سے اور محمد بن یحییٰ سے اور انہوں نے عبداللہ ابن جعفر حمیری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں شیخ ابو عمرو کے ساتھ احمد بن اسحاق بن سعد اشعری قمی کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ ناگاہ احمد بن اسحاق نے اپنی آنکھوں سے اشارہ کیا کہ میں ابو عمرو خلف امامؑ سے سوال کروں تو میں نے کہا اے ابو عمرو میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک سوال کروں اور بالخصوص جو چیز میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں اس میں کچھ شک و تردد نہیں ہے اس لئے کہ میرا اعتقاد اور دین یہ ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی لیکن قیامت سے چالیس روز پہلے حجت زمین سے اٹھا لی جائے گی اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اس وقت ایسے فرد کا ایمان لانا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو کچھ فائدہ نہ دے گا اور اس قسم کے لوگ خدا کی بدترین مخلوق میں سے ہیں لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میرے یقین میں اضافہ ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے خواہش کی تھی کہ وہ انہیں دکھائے کہ مردہ کو کس طرح زندہ کرتا ہے تو اس وقت پروردگار عالم نے فرمایا: **او لم تومن قال بلٰی و لکن لیطمئن قلبی** کیا تم ایمان نہیں لائے ہو ابراہیمؑ نے کہا ہاں ایمان لایا ہوں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور میرے یقین میں اضافہ ہو۔ اور اے ابو عمرو تیرے بارے میں احمد بن اسحاق ابو علی نے امام علی نقیؑ سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ کس سے معاملہ کروں اور کس شخص سے مسائل دریافت کروں اور کس کی بات کا اعتبار کروں تو حضرت نے فرمایا کہ عمری میرا معتمد ہے اور جو کچھ وہ تجھے پہنچاتا ہے وہ میری طرف سے پہنچاتا ہے اور جو کچھ تجھ سے کہتا ہے وہ میری جانب سے کہتا ہے پس اس کی بات سن اور اس

کی اطاعت کر اس لئے کہ وہ موثق و معتبر ہے اور امانت دار ہے۔ نیز تیری خصوصیت کے بارے میں ابو علی نے مجھے خبر دی ہے کہ میں نے ایسا ہی سوال امام حسن عسکریؑ سے کیا۔ حضرت عسکریؑ نے فرمایا: عمری اور اس کا بیٹا دونوں موثق ہیں۔ جو کچھ بھی تجھ تک پہنچائیں وہ میری طرف سے پہنچائیں گے اور جو کچھ تجھ سے کہیں گے وہ میری جانب سے کہیں گے پس ان کی باتوں کو سن اور اطاعت کر۔ یقیناً وہ دونوں ثقہ و امین ہیں پس تیرے بارے میں دونوں اماموں کا یہ قول ہے۔ راوی کہتا ہے اس وقت ابو عمرو نے سجدہ کیا اور رویا اس کے بعد کہا جو کچھ بھی تیرا دل چاہتا ہے مجھ سے پوچھ لے۔ میں نے کہا کہ امام حسن عسکریؑ کے خلف کو تم نے دیکھا ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم ہاں دیکھا ہے۔ ان کی گردن بالکل اس طرح ہے اشارہ اپنے ہاتھوں کی طرف کیا۔ میں نے کہا ایک بات رہ گئی ہے جو میں نے نہیں پوچھی' اس نے کہا پوچھ' میں نے کہا ان کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا نام پوچھنا تجھ پر حرام ہے اور میں بھی ان کی اجازت کے بغیر اپنی طرف سے حرام و حلال کا بیان نہیں کرتا لیکن میں آنجناب کی طرف سے وہ مسائل بیان کرتا ہوں اور ان کے نام پوچھنے کا حرام ہونا اس وجہ سے ہے کہ بادشاہ کا عقیدہ یہ ہے کہ امام حسن عسکریؑ کی وفات ہو گئی ہے اور انہوں نے اپنے بعد اپنا کوئی خلف نہیں چھوڑا ہے۔ ان کی میراث کو تقسیم کر دیا گیا ہے اور اسے ایسے لوگ لے گئے جن کا اس پر کوئی حق نہیں تھا۔ ان حضرت نے اس معاملہ میں صبر سے کام لیا اور یہ ان کی عیال ہے جو ماری ماری پھر رہی ہے اور کوئی خود کو ان سے متعارف نہیں کراتا اور ان کو کوئی چیز نہیں دیتا (اور اس وقت جب ان کے نام کا ذکر ہو گیا) تو ان کی تلاش میں لگ جائے گا۔ پس خدا کی نافرمانی سے بچو اور امامؑ کا نام پوچھنے سے احتراز کرو۔

امام حسن عسکریؑ کا عثمان بن سعید کو وکیل مقرر کرنا

ابو العباس احمد بن علی نوح صیرائیؒ نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسمٰعیل اور علی بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہم سامرہ میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ حضرت کے دوستوں اور شیعوں کی ایک جماعت بھی شرف حضوری سے مشرف ہے۔ اس وقت بدر نامی آپ کا خادم آیا اور عرض کیا آقا! کچھ لوگ بڑی افسردہ حالت میں اور خاک آلود کیفیت میں مکان پر آئے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا۔ یہ یمن کے رہنے والے ہیں اور ہمارے شیعہ ہیں۔ پھر آپ نے خادم سے فرمایا جا اور عثمان بن سعید کو میرے پاس لے آ۔ عثمان بن سعید بلا تاخیر آ گئے۔ تو حضرت نے ان سے فرمایا: اے عثمان تو میری طرف سے مال خدا کی وصولیابی پر مامور ہے اور میرا معتمد و امین ہے۔ جا اور یہ چند یمنی لوگ جو مال لائے ہیں وہ لے لے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم حاضرین نے کہا: خدا کی قسم ہم عثمان بن سعید کو برگزیدہ شیعوں میں سے جانتے ہیں اور آج آپ نے یہ فرما کر اس کے مقام و مرتبہ کو اپنی خدمت گزاری کے سلسلہ میں اور واضح فرما دیا ہے اور ہم اچھی طرح جان گئے کہ اموال خدا کے وصول کرنے کے سلسلہ میں آپ کا قابل اعتماد فرد ہے۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: ہاں گواہ رہنا کہ عثمان بن سعید عمری میرا وکیل ہے اور اس کا بیٹا محمد بن عثمان میرے بیٹے مہدیؑ کا وکیل ہے۔

عثمان بن سعید کا امام حسن عسکریؑ سے ان کے جانشین کے بارے میں سوال کرنا

صدوقؒ نے کہا ہے کہ جعفر بن محمد مالک فرازی بزاز ایک طویل حدیث میں ایک ایسے گروہ سے جن میں علی ابن ہلال، محمد بن معاویہ بن حکیم اور حسن ابن ایوب بن نوح تھے روایت کرتے ہیں کہ ان سب نے کہا ہے کہ ہم مجلس امام حسن عسکریؑ

میں اس غرض سے جمع ہوئے کہ آنجناب سے پوچھیں کہ ان کے بعد حجت خدا کون ہے۔ اس وقت آپ کی مجلس میں چالیس افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایسے میں عثمان بن سعید عمری اٹھے اور عرض کیا اے فرزند رسولؐ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے ایک ایسے امر کے بارے میں سوال پوچھوں جسے آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا بیٹھ جا۔ اس وقت وہ غصے کی حالت میں کھڑے ہوئے اور باہر جانا چاہتے تھے۔ امامؑ نے فرمایا تم میں سے کوئی فرد باہر نہ جائے اور دروازہ سے نکل کر کوئی فرد بھی باہر نہیں گیا یہاں تک کہ ایک لمحے کے بعد امامؑ نے عثمان بن سعید کو آواز دی۔ عثمان بن سعید آپ کے قدموں کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ اس وقت امامؑ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس بات کی خبر دوں جس کے پوچھنے کے لیے تم میرے پاس آئے ہو' وہ کہنے لگے ہاں۔ آپ نے فرمایا تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ میرے بعد حجت کون ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ یک لخت آپ نے ایک بچے کو ہمیں دکھایا جو امام حسن عسکریؑ کی مکمل شبیہ تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ ہے میرا خلیفہ اور تمہارا امام' اس کی اطاعت کرنا اور میرے بعد متفرق و پراگندہ نہ ہونا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور یہ عثمان بن سعید جو کچھ بھی کہے اسے قبول کرنا یہ تمہارے امامؑ کا خلیفہ ہے۔

عثمان بن سعید کی قبر

ابو نصر ہبتہ اللہ بن محمد کہتا ہے: عثمان بن سعید کی قبر بغداد کے مغرب میں خیابان میدان میں اولین مشہور جگہ پر جبلہ دروازہ کی طرف اور مسجد کے اس مکان میں سیدھی طرف کے دروازے کے پاس ہے۔ شیخ طوسیؒ کا کہنا ہے میں نے ان کی قبر کو اسی مکان میں جس میں ہبتہ اللہ بیان کر رہے ہیں دیکھا ہے اور قبر کے سامنے ایک دیوار بنا دی گئی ہے کہ مسجد کی محراب بھی اسی دیوار میں تھی۔ محراب کے ایک حصہ میں ایک دروازہ قبر کی جانب تھا اور وہ تنگ و تاریک جگہ میں تھا ہم وہاں جاتے تھے

اور آرام سے زیارت قبر کیا کرتے تھے۔ ان کی قبر ہمارے بغداد آنے کے وقت ۴۰۸ھ سے ۴۳۰ھ کے لگ بھگ اسی صورت میں باقی تھی۔ اس کے بعد رئیس ابو منصور محمد بن فرج نے وہ دیوار گرا دی اور قبر واضح کر دی اور ایک صندوقچی اس قبر پر رکھ دی۔ قبر چھت کے نیچے تھی جو بھی چاہتا تھا آتا تھا اور قبر کی زیارت کرتا تھا۔ محلّہ کے تمام ہمسائے جو اہل سنت تھے ان کی قبر کی زیارت کو متبرک سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ صالح مرد ہے اور کبھی کہتے تھے کہ وہ حسین کا فرزند ہے۔ حقیقت حال انہیں معلوم نہیں ہے اور اب تک کہ ۴۴۷ھ ہے قبر اسی کیفیت میں ہے۔

ان توقیعات پر توجہ دی جائے

محمد ابن عبداللہ جعفر حمیری اپنے والد عبداللہ بن جعفر سے نقل کرتا ہے کہ شیخ ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عمروی کے والد کی وفات کے موقع پر خصوصیت کے ساتھ ایک تعزیت نامہ باہر آیا۔ اس میں کئی فصلیں تھیں۔ ایک فصل میں تحریر تھا: **انا للہ و انا الیہ راجعون تسلیما" لا مرہ و رضا بقضائہ و بفعلہ عاش ابوک سعیدا و مات حمیدا" فرحمہ اللہ و الحقہ باولیائہ و موالیہ علیھم السلام فلم یزل فی امر ھم ساعیا فیما یقربہ الی اللہ عزوجل و نضر اللہ وجھہ و اقالہ عثرتہ** ترجمہ: ہم بالیقین خدا کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے ہم اس کے امر کو مانتے ہیں اور اس کے فعل پر راضی ہیں۔ تیرے والد نے نیکی سے زندگی گزاری اور پسندیدہ و محبوب ہو کر اس نے وفات پائی۔ پروردگار عالم اس پر اپنی رحمت نازل کرے اور اسے اپنے دوستوں کے ساتھ ملحق کرے۔ وہ ہمیشہ ان باتوں کو جو اسے اپنے خدا اور مولا کے قریب کرتی تھیں تلاش کرتا تھا اور ان ہی کے لئے کوشش کرتا تھا۔ پروردگار عالم اس کے چہرہ کو تر و تازہ و شاداب کرے اور اس کی لغزش کو معاف کرے۔

امام کے جملوں پر توجہ

اس توقیع کی دوسری فصل میں یہ چند جملے لکھے تھے۔ اجزل اللہ لک الثواب و احسن لک العزاء و رزیت و رزینا و او حشک فراقہ و او حشنا فسرہ اللہ فی منقلبہ و کان من سعادتہ ان رزقہ اللہ و لدا مثلک یخلفہ من بعدہ و یقوم مقامہ بامرہ یترجم علیہ و اقول الحمد للہ فان الانفس طیبہ بمکانک و ما جعلہ اللہ عز وجل فیک و عندک' اعانک اللہ و قواک و عضدک و وفقک و کان ولیا حافظا و داعیا۔

یعنی پروردگار تیری جزا میں اضافہ فرمائے اور اس مصیبت میں نیک خیر تجھے عطا فرمائے تو مصیبت زدہ ہے اور ہم بھی مصیبت زدہ ہیں۔ تیرے والد کی مصیبت نے تجھے اور مجھے دونوں کو مصیبت سے دوچار کر دیا ہے پروردگار عالم اسے اس مکان میں جہاں وہ گیا ہے خوش و خرم رکھے۔ مرحوم کی سب سے بڑی سعادت و خوش بختی تو یہ تھی کہ خدا نے اس کو تیرے جیسا فرزند عطا کیا تاکہ تو باپ کی رحلت کے بعد اس کے منصب پر فائز ہو اور اس کے لیے خدا سے رحمت و مغفرت کا طالب ہو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کی حمد کرنی چاہئے کہ تیرے وجود کی وجہ سے اور ان چیزوں کی وجہ سے جو خدا نے تجھ میں اور تیرے قرب میں فراہم کی ہیں شیعوں کے دل مسرور رہیں۔ پروردگار تیری مدد فرمائے اور تجھے قوت و طاقت عطا فرمائے۔ تیری توفیقات میں اضافہ کرے اور تیرے امور کا نگہبان و محافظ ہو۔

طوسی کی کتاب "الغیبت" (طبع مکتبہ نینوی تہران' ناصر خسرو) ------ کے ص ۲۲۰ پر ایک اور توقیع اس عبارت کے ساتھ تحریر ہے۔ و بھذا الاسناد عن محمد بن ہمام۔ قال حدثنی محمد ابن حمویتہ بن عبدالعزیز الرازی فی سنہ ثمانین و مائتین۔ قال حدثنا محمد ابن ابراہیم بن مہزیار الا ھوازی انہ خرج الیہ بعد وفاۃ ابی عمرو و الا بن وقاہ اللہ لم یزل ثقتنا فی حیوتہ رضی اللہ عنہ و ارضاہ و نضر وجھہ یجری عند نا مجراہ و یسد مسدہ عن امرنا یامر الا بن وبہ یعمل تولاہ اللہ (الی قولہ) و

اعرف معاملتنا ذالک

یعنی ابو عمرو کی وفات کے بعد پروردگار عالم اس کے فرزند کو زندہ رکھے وہ لڑکا اپنے باپ کی زندگی ہی میں ہمارا معتمد و موثق تھا۔ پروردگار عالم اس کے باپ سے رضا مند ہو اور اس کو بھی اپنی طرف سے راضی رکھے اور خوشحال بنائے اور اس کے چہرہ کو تر و تازہ رکھے۔ اس کا بیٹا ہمارے نزدیک اسی کی طرح ہے اس کی جگہ بیٹھ کر جو بھی کہتا ہے وہ ہماری طرف سے کہتا ہے اور اپنے کہے پر عمل کرتا ہے۔ پروردگار عالم اس کا نگہبان ہو۔ پس اس کی بات کو قبول کر۔

محمد ابن عثمان اپنے والد کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرتے ہیں

کتاب الغیبتہ کے ص ۲۲۰ پر اس طرح مرقوم ہے۔ (ابو العباس نے کہا) و **اخبرنی ھبتہ اللہ بن عبداللہ بن محمد** (بحار الانوار کا ترجمہ مترجم ارومیہ ص ۲۹۲) (ظاہر بظاہر) کتاب الغیبتہ میں کہا گیا ہے کہ مجھ کو خبر دی کہ ام کلثوم کے نواسے ہبتہ اللہ بن محمد اور دختر ابو جعفر عمری نے اپنے مشائخ کے حوالہ سے کہ انہوں نے کہا ہے کہ عثمان بن سعید کی عدالت پر شیعوں کو اعتماد تھا۔ ان کو ان کے بیٹے محمد بن عثمان نے غسل دیا اور ان کے دفن و کفن کا انتظام کیا اور تمام امور ان کو منتقل ہو گئے۔

شیعہ اکثریت ان کی عدالت اور امانت داری پر متفق تھی۔ وہ اس لئے کہ ان کی امانت داری اور وثوق کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ نص وارد ہوئی تھی اور حضرت امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد عثمان بن سعید کی زندگی میں اس امر پر مامور تھے کہ دینی امور میں محمد کی طرف رجوع کریں۔ ان کی عدالت کے بارے میں شیعوں کے درمیان کوئی اختلاف رائے نہ تھا اور امانت داری

کے سلسلہ میں بھی کوئی شک نہ تھا اور ان کے کاموں کے بارے میں خصوصی توقیعات، ان کی زندگی میں، اسی طرز تحریر میں جس میں ان کے والد کی زندگی میں برآمد ہوتی تھیں، ان کے ہاتھوں شیعوں کے لئے برآمد ہوتی تھیں اور شیعہ اس معاملہ میں خصوصیت کے ساتھ کسی اور کو نہیں جانتے تھے اور ان کے سوا کسی اور کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے اور ان سے بے شمار دلائل منقول ہیں۔ امامؑ کے معجزے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے تھے۔ ان کے ایک پارچہ کے بارے میں خبر دینے کی وجہ سے شیعوں سے تعلق رکھنے والے امور کے بارے میں شیعوں کا اعتقاد ان پر اور بڑھ گیا تھا۔

عثمان بن سعید کے زمانہ میں صادر ہونے والی وہ توقیعات جو پسر ابو غانم ھندی اور ایک شیعہ گروہ کے جواب میں برآمد ہوئیں

کتاب احتجاج میں ابو عمرو عمری سے منقول ہے کہ ابو غانم قزوینی کے بیٹے اور ایک شیعہ جماعت میں مہدیؑ کی جانشینی کے بارے میں مناقشہ ہوا۔ ابو غانم کے لڑکے نے کہا حضرت ابو محمدؑ کی رحلت ہو گئی ہے اور ان کا کوئی جانشین نہیں ہے۔ پس انہوں نے اس سلسلہ میں ایک خط تحریر کیا اور حضرت کی بارگاہ میں بھیج دیا اور یہ عنوان قائم کیا کہ ان کے مابین کس چیز پر الجھن واقع ہوئی ہے۔ پس ان کے خط کا جواب (ان پر اور ان کے اجداد پر سلام ہو) آنجناب ہی کے طرز تحریر میں باہر آیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پروردگار تم کو فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اور تم سب کو روح یقین عطا فرمائے اور عاقبت کی خرابی سے بچائے۔ ہم کو اس بات پر اپنے لئے

نہیں بلکہ تمہاری خاطر رنج ہوا۔ اور ہم اپنے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے تکلیف سے دوچار ہوئے۔ اس لئے کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں دوسروں کی حاجت نہیں ہے اور ہم پروردگار عالم کے سوا کسی دوسرے کے محتاج نہیں ہیں۔ اس لئے اگر کوئی ہماری اطاعت سے منحرف ہوتا ہے تو ہمیں کسی قسم کی کوئی وحشت نہیں ہوتی۔ ہم اپنے خدا کی صنعت کا اثر ہیں اور ہمارے طفیل میں لوگوں کو نعمت وجود ملی ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے: **یا ایھا الذین امنو اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولو الامر منکم۔** اے وہ لوگو! جو ایمان لائے اطاعت کرو پروردگار کی، پیغمبرؐ کی اور ان صاحبان امر کی جو تم میں سے ہیں۔

لوگو کیوں تردید سے دوچار ہو اور حیرانی کی حالت میں مقصود و مدعا کو خود پر مشکوک بنائے ہوئے ہو جبکہ پروردگار عالم نے فرمایا ہے: **یا ایھا الذین امنو اطیعوا اللہ**

کیا تم نہیں جانتے کہ حدیثوں میں وارد ہے کہ آئمہؑ گذشتہ و آئندہ کے بارے میں تمہیں حوادث پیش آئیں گے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ پروردگار عالم نے تمہارے لئے ایسے مضبوط و مستحکم در بنائے ہیں جن میں تمہیں پناہ لینی ہے۔ اس نے تمہارے لیے پیشوا مقرر کئے ہیں۔ آدمؑ سے لے کر امام حسن عسکریؑ کے عہد تک تمہارے لئے قلعے قرار دیئے ہیں کہ ان میں پناہ حاصل کرو۔ اور نشانیاں مقرر کر دی ہیں تاکہ ان کے وسیلہ سے تم ہدایت حاصل کرو۔ اس طرح کہ ان علامتوں میں سے ایک پوشیدہ ہوتی ہے تو دوسری ظاہر ہو جاتی ہے اور ہر وقت ایک ستارہ غروب ہوتا ہے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔ کیا جس وقت امام حسن عسکریؑ نے رحلت فرمائی تو تم گمان کرتے ہو کہ پروردگار نے اپنے دین کو باطل کر دیا اور اپنے بندوں اور اپنی ذات کے درمیان جو وسیلہ تھا اسے منقطع کر دیا؟ ایسا نہیں ہوا ہے اور روز قیامت اور ظہور امر خدا تک جسے لوگ نہیں چاہتے وہ نہیں ہو گا۔

گذشتہ امامؑ نے سعادت کے ساتھ انتقال کیا۔ اسی طرح ان کے اجداد لوگوں کے پاس سے چلے گئے۔ ان کا جانشین علم، وصیت اور فرزند تمہارے درمیان ہے اور

سوائے گنہگار ظالموں کے کوئی ہم سے ان کے منصب اور مرتبہ کے بارے میں جھگڑا نہیں کرتا۔ سوائے کافر منکر کے اس عظیم منصب کا کوئی دعویٰ نہیں کرتا۔ سر الٰہی کے ہویدا ہونے کا خیال نہ ہوتا تو ہمارا حق تمہارے لئے اس طرح ظاہر ہوتا کہ تمہاری عقلیں حیران ہو جاتیں اور تمہارا تردد ختم ہو جاتا۔ لیکن جو خدا نے چاہا ہے اور ہر وہ چیز جو لوح میں محفوظ ہے وہ پایہ ثبوت کو پہنچ کر رہے گی۔ پس تم بھی خدا کا خوف کرو اور ہمیں تسلیم کر لو اور کام ہم پر چھوڑ دو۔ لوگوں تک ہر قسم کی خیر و خوبی ہم سے پہنچتی ہے جو تم سے مخفی ہے اس کے معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو اور دائیں بائیں میلان نہ رکھو۔ اپنے مقصد کو ہماری دوستی کے ساتھ اس راستے کی بنیاد پر جو روشن اور واضح ہے ہم سے متعلق رکھو۔ میں نے جو کچھ نصیحت کا حق تھا وہ ادا کر دیا اور پروردگار عالم میرا اور تمہارا گواہ ہے۔ مجھے اگر تم سے محبت نہ ہوتی اور تمہاری بھلائی پیش نظر نہ ہوتی اور تمہارے لئے میرے دل میں رحم اور شفقت نہ ہوتے تو تم سے سلسلہ گفتگو منقطع کر دیتا۔ و صل اللہ علی محمد النبی و الہ وسلم تسلیما

توقیع مبارک کا متن

اس توقیع کا متن صحیفۃ الھادیہ مؤلفہ مرحوم فیض کی نقل کے مطابق یہ ہے۔

و کان من تلیعہ الذی خرج من الناحیۃ المقدسۃ الی جماعتہ: روی عن الشیخ الموثوق الی عمرو العمری قال: تشاجر ابن ابی غانم القزوینی و جماعتہ من الشیعہ فی الخلف المہدی فذکر ابن ابی غانم ابا محمد مضی و لا خلف لہ ثم انھم کتبوا فی ذالک کتبا و انفذوہ الی الناحیۃ و اعلموہ بما تشاجر وا فیہ

ان کی تحریر کے جواب کا ورود ان کے اپنے طرز تحریر میں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم عافانا اللہ و ایاکم من الفتن وھب لنا و لکم روح الیقین اجارنا و ایاکم من سوء المنقلب انہ انھی الی ارتیاب جماعتہ منکم فی الدین و

ما دخلهم من الشک و الحیرة فی ولاة۔ فعمنا ذلک لکم لا لنا و سائنا لکم لا فینا۔ فان الله معنا فلا فاقته بنا الی غیره' و الحق معنا فلن یوحشنا من قعد عنا و نحن صنائع ربنا و الخلق بعد صنایعنا۔ یا هولاء مالکم فی الریب تترددون فی الحیرة تنعکسون او ما سمعتم الله عزجل یقول : "یا ایها الذین امنوا اطیعو الله و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم (سورة نساء۔ ۵۸) او ما علمتم ما جاء ت به الاثار مما یکون و یحدث فی ائمتکم علی الماضین و الباقین منهم السلام او ما رائیتم کیف جعل الله لکم معاقل تاعوون الیها و اعلاما تهتدون بها من لدن ادمؑ الی ان ظهر الماضی کلما غاب علم بداء علم و اذ افل نجم طلع نجم

فلما قبضه الله الیه ظننتم ان الله ابطل دینه و قطع السبب بینه و بین خلقه کلاما کان ذلک و یکون حتی تقوم الساعته و یظهر امر الله سبحانه و هم کارهون و ان الماضی (ع) مضی سعید اعلی منهاج ابائه علیهم السلام حذ وا النعل بالنعل و فیما وصیته و علمه و من هو خلفه و من هو مسده لا ینازعنا موضعه الا ظالم اثم و لا یدعیه دوننا الا جاحد کافر و لو ان امر الله تعالی لا یغلب و سره لا یظهر و لا یعلن لظهر لکم من حقنا ما تبین منه عقولکم و یزیل شکوکم لکنه ما شاء الله کان و لکل اجل کتاب فاتقو الله و سلموا لنا ورد و الامر الینا فعلینا الا صدار کما کان منا الا یراد و لا تجاد لوا کشف ما غطی منکم و لا تمیلوا عن الیمینی و لا تعدلوا الی الشمال' و اجعلوا قصد کم الینا بالمودة علی السنته الواضحه

لقد نصحت لکم و الله شاهد علی و علیکم و لو لا ما عند نا فی محبته صلاحکم و رحمتکم و الاشفاق علیکم لکنا من مخاطبکم فی شغل فیما قد امتحنا به من منازعته الظالم الضالؑ الغتل المتتابع فی غمر المضاء لربه الداعی ما لیس له الحاجته حق من افترض الله طاعته الظالم الغاصب و فی ابته رسول الله فی اسوه حسنته و سیر دی الجاهل ردائه عجله و سیعلم الکافر لمن عقبی الدار عصمنا الله و ایاکم من المالک و لا سوء و الافات و العاهات کلها برحمته فانه و لی ذلک و القادر

علی ما یشاء و کان لنا و لکم و لیا" "و حافظ"" و السلام علی جمیع الاوصیاء و الاولیاء و المئومنین و رحمتہ اللہ و برکاتہ و صلی اللہ علیہ محمد و الہ وسلم تسلیماؑ

ترجمہ : ایک گروہ کی جانب آپ کی ایک توقیع ہے۔ جو شیخ مفیدؒ کی روایت امرو العمری سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابن ابی غانم القزوینی کا شیعوں کے ایک گروہ سے اس امر پر جھگڑا ہوا کہ حضور مہدیؑ کا خلیفہ کون ہے۔ ابن ابی غانم کا یہ قول تھا کہ ابو محمد انتقال فرما گئے اور ان کا کوئی خلیفہ نہ تھا۔ اس پر ان لوگوں نے یہ خط لکھا اور اسے بارگاہ احدیت میں پیش کر دیا اور بتایا کہ ان کا جھگڑا کیا ہے۔ اس کے جواب میں جناب صاحب الامرؑ نے یوں تحریر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خداوند عالم نے ہمیں اور تمہیں آزمائشوں سے بچایا اور ہمیں اور تمہیں روح الیقین عطا فرمائی اور ہمیں اور تمہیں برے راستے سے بچا لیا۔ اس نے اس بات کی نفی کی ہے کہ تم میں سے کوئی گروہ دین کے معاملے میں شک کا شکار ہو جائے اور اس کا دل نائبین کے بارے میں گمان کا شکار ہو جائے۔

اس سلسلے میں ہمیں غم ہے تو تمہارے لئے اپنے لئے نہیں۔ یہ افسوس میرے لئے نہیں تمہارے لئے ہے۔ کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں اس کے سوا کسی اور کی ضرورت نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ حق ہمارے ساتھ ہے لہٰذا اگر کچھ لوگ یا تمام لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ جائیں تو بھی ہمیں کوئی خوف یا خطرہ نہیں ہے۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ تمہیں شک کیوں ہو گیا ہے تم گرداب حیرت میں کیوں پھنس گئے ہو حالانکہ واضح ارشاد قدرت ہے۔

اے ایمان والو ! اللہ، رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ (سورہ النساء ۵۸)

کیا تمہیں آنحضورؐ سے لے کر آج تک وہ تمام حالات معلوم نہیں جو آئمہ اہل بیتؑ پر بیت چکے ہیں۔ یا وہ پیشین گوئیاں تمہارے مدنظر نہیں جن میں ہمارے حالات تمہیں بتائے گئے ہیں۔ کیا تم نے قدرت کی ان پناہ گاہوں کو نہیں دیکھا جہاں پناہ لیتے

ہو؟ کیا تم نے اللہ کی ان ہدایات کو نہیں دیکھا جن سے تم روشنی حاصل کرتے ہو؟
حضرت آدمؑ سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ جب ایک حجت غائب ہوتی ہے تو اس کی جگہ دوسری حجت ظاہر ہو جاتی ہے اور جب ایک ستارہ غروب ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔

جب آپؑ (امام حسن عسکریؑ) اس دنیا سے رخصت ہوئے تو کیا تم نے سمجھ لیا کہ اب اللہ نے دین کو بے وارث چھوڑ دیا ہے۔ اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان کوئی واسطہ نہیں رکھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا نہ کبھی ایسا ہوا ہے۔ اور نہ قیامت تک ایسا ہو گا۔ خواہ کوئی پسند کرے یا نہ کرے۔ امر خدا ظاہر ہوتا رہا ہے ہوتا رہے گا۔ جانے والےؑ (امام حسن عسکریؑ) اپنے اباء کے نقش قدم پر اس دنیا سے سعید اور شہید رخصت ہوئے۔ ان کا علم اور ان کی وصیت میرے پاس ہے۔ میں ان کا قائم مقام ہوں۔ یاد رکھو اس سلسلہ میں ظالم، گناہ گار ہی ہم سے نزاع کر سکتا ہے اور کوئی منکر و کافر ہی ہمارے اس منصب کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

اگر اللہ کے سربستہ رازوں کے انشاء کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ایسی علامات ظاہر کرتا جس سے معاملہ رفع دفع ہو جاتا اور تمہارے تمام شکوک و شبہات کالعدم ہو جاتے لیکن وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ ہر کام کا ایک وقت ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ ہمیں تسلیم کر لو۔ اپنے معاملات ہمارے حوالہ کرو۔ ہر معاملہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ جسے اللہ نے پوشیدہ رکھا ہے اس سے پردہ دری کی کوشش مت کرو۔ دائیں سے ہٹ کر بائیں کی طرف مت جھکو۔ واضح سنت کے مطابق ہماری مودت و محبت کا دامن نہ چھوڑو۔ میں نے تمہیں نصیحت کر دی ہے۔ میرا اور آپ کا شاہد اللہ ہی ہے۔ اگر مجھے آپ سے محبت نہ ہوتی، اگر مجھے آپ کی اصلاح مطلوب نہ ہوتی، آپ پر مجھے ترس نہ آتا تو تمہارے اس خط کا ہرگز جواب نہ دیتا کیونکہ ہم امتحان الٰہی میں ہیں اور ہمارا واسطہ ایسے ظالم، جفا شعار، گمراہ، بد خواہ سے ہے جو ہمیں مٹا دینا چاہتا ہے۔ وہ خود اسی بات کا مدعی ہے جو نہ اس میں ہے نہ ہی اس کا اہل ہے۔ وہ اس شخص کے حق کا منکر ہے

جس کی اطاعت اس پر فرض ہے۔ میں بھی بنت رسولؐ کی طرح خاموش ہوں۔ اللہ اس جاہل کو اپنی جہالت کی سزا دے گا۔ عنقریب کافر کو معلوم ہو جائے گا کہ انجام کس کا مقدر ہے۔

اللہ اپنی نوازش سے ہمیں اور آپ کو تمام قسم کی ارضی وسماوی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔ وہی جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے۔ وہی ہمارا اور آپ کا ولی اور محافظ ہے۔ میری طرف سے میرے تمام وکلاء، سفراء، مومنین اور موالیوں کو سلام۔ اللہ محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

علامہ شہید قاضی نور اللہ شوستریؒ مرحوم کی اس گفتار کی نقل جو "مجالس المومنین" ص ۴۴۱ پر ہے

حضرت مہدی علیہ السلام التحیتہ و الشرف کے ناحیہ مقدسہ کے وکلا۔

خلاصہ الاقول نامی کتاب میں تحریر ہے کہ عثمان بن سعید عمروی الاسدی کی کنیت ابو عمرو تھی۔ اس کا لقب سمان و زیات تھا۔ عمروی (عین کے زبر کے ساتھ جو معنوی اور صوری بصیرت پر گواہ ہے عین پر پیش نہیں ہے۔) اور واضح رہے کہ سمعانی نے کتاب "انساب" میں عمر ابن حریث سے متعلق تمام احتمالات کو عمروی کے بارے میں شمار کیا ہے اور چونکہ عمر ابن حریث صیرفی کوفی ہے لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ عثمان بن سعید اس کی نسل سے ہیں اور اسی سے منسوب ہوئے ہیں۔ وہ امام ہمام ابی جعفر محمد بن علی ھادی علیہ السلام کے جلیل القدر اور بلند مرتبہ اصحاب میں سے ہیں وہ ایک موثق شیخ ہیں۔ گیارہ سال کی عمر سے انہوں نے آنجنابؑ کی خدمت میں پرورش پائی ہے اور آخر کار امام حسن عسکریؑ اور امام مہدیؑ کی وکالت پر فائز ہوئے۔ وہ سفیروں اور ابواب میں سے پہلے فرد ہیں جنہیں امام حسن عسکریؑ نے امام عصرؑ کی وکالت کے لئے

مامور فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ ان کے بعد صاحب الامرؑ کی وکالت ابو جعفر پسر عثمان کو تفویض ہو جائے گی۔ وہ تقریباً" پچاس سال تک امام کی بارگاہ مقدس میں اور آنجنابؑ کی خدمت اقدس میں وکالت شریفہ کے منصب پر فائز رہے۔ وہ مخلصین کی گذارشات امامؑ کی خدمت میں پہنچاتے تھے' اور امامؑ کا جواب باصواب توقیعات کی صورت میں لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ جب جمادی الاول ۳۰۵ھ میں محمد بیمار ہوئے اور ان کا حال متغیر ہو گیا تو شیعہ معززین کی ایک جماعت ان کے پاس آئی جن میں علی بن ہمام' ابو عبداللہ محمد بن کاتب' ابو عبداللہ باقطانی' ابو سہل اسمٰعیل بن نوبختی اور ابو عبداللہ بن جنا وغیرہ تھے' انہوں نے ابو جعفر سے کہا اگر آپ کی وفات ہو جائے تو آپ کی جگہ کون بیٹھے گا۔ انہوں نے حسین ابن روح بن ابی بحرنوبختی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ وہ میرا قائم مقام ہے۔ اور صاحب الامرؑ کا ثقہ و امین ہے۔ اور تمہارے درمیان وہ سفیر ہو گا۔ تمہیں چاہئے کہ میرے بعد اس سے رجوع کرو اور اپنے معاملات میں اس پر اعتماد کرو کہ میں اسی پر مامور ہوں اور یہ میں نے پیغام رسانی کی ہے اور جب شعبان ۳۲۰ میں حسین ابن روح کا وقت وفات آیا انہوں نے ابو الحسن علی بن محمد سمری کے حق میں وصیت کی اور جب وہ بیمار ہوئے اور وقت وفات آیا

پانچواں باب

نائب دوم کے احوال کی شرح اور ان کے فضائل

فضائل: امام زمانہؑ کی بارگاہ میں نائب دوم کا شرف و احترام

نائب دوم کے مختصر فضائل: پہلی بات یہ ہے کہ وہ امام زمانہؑ کی ولادت کے وقت حاضر تھے۔ یہ بات یعنی امام زمانہؑ کی ولادت کے وقت حاضر ہونا محمد بن عثمان بن سعید قدس اللہ روحہ کی سب سے بڑی فضیلت اور سب سے بڑا احترام ہے۔ (منتخب الاثر ص ۳۴۲ کمال الدین)

محمد بن ابراہیم بن اسحق الطالقانی عن الحسن بن علی بن زکریا ابی عبد اللہ محمد بن خیلان (خلیلان) عن ابیہ عن غیاث بن اسد قال: شھدت محمد بن عثمان العمری قدس اللہ روحہ یقول: لما ولد الخلف المھدی صلوات اللہ علیہ سطع نورہ من فوق راسہ الی عنان السماء ثم سقط ساجدا لربہ تعالی ذکرہ ثم رفع راسہ و ھو یقول شھد اللہ انہ الا ھو و الملئکتہ الی اخر الایہ و کان مولدہ یوم لیلہ نخ "جمعہ"

(بقیہ روایت کرنے والوں کے نام حذف کرکے) محمد بن خیلان اپنے والد سے وہ غیاث بن اسد سے نقل کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میں نے محمد بن عثمان سے سنا ہے کہ جس وقت امام زمانہؑ متولد ہوئے تو ان کے چہرہ سے ایک روشن نور ساطع ہوا اور آسمان بالا تک گیا اور اس نے فضا کو منور کر دیا اس کے بعد آپ نے سجدہ میں سر رکھا اور اس آیت کی تلاوت کی۔ **شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو و الملئکتہ و او لو العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم** (آیت ۱۶

سورہ آل عمران)
(پروردگار عالم اپنی یگانگت و یکتائی کے ساتھ خود گواہی دیتا ہے کہ اس کی ذات اقدس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتے اور علماء بھی اس کی یکتائی کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ عدل اور حقیقت کا نگہبان ہے۔) حضرت کی ولادت جمعہ یا شب جمعہ میں ہوئی۔ یہ امر ایسے امور میں سے ہے جو جناب محمد بن عثمانؒ کے امتیاز کو ثابت کرتا ہے۔

محمد بن عثمانؒ بن سعید کے لئے توقیع کا صادر ہونا

دوسری فضیلت: یہ ہے کہ حضرت امام زمانہؑ ان کے والد کی وفات پر ایک توقیع صادر فرماتے ہیں۔ (ترجمہ بحار دوانی ص۱۷۶) اور کلینی بھی کہتے ہیں: علماء کے ایک گروہ نے محمد بن علی بن بابویہ (شیخ صدوقؒ) سے انہوں نے احمد بن ہارون سے ہمارے لئے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ جعفر حمیری اپنے والد عبداللہ جعفر سے نقل کرتے ہیں کہ امام عصرؑ کے ناحیہ مقدسہ سے ابو جعفر محمد بن عثمان کے لئے ایک توقیع صادر ہوئی اس میں تحریر تھا انا للہ و انا الیہ راجعون ہم اللہ کے حکم کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور قضائے الٰہی سے رضامند ہیں۔ تیرے والد سعادت کے ساتھ زندہ رہے اور فخر و افتخار کے ساتھ فوت ہوئے خدا ان پر اپنی رحمت نازل کرے اور اپنے اولیاء اور سرداروں کے ساتھ ملحق کرے۔ وہ ہر وقت اس چیز کی کوشش و تلاش میں رہتے تھے جو انہیں خدا اور اس کے دوستوں سے قریب کر دے اور اس سلسلہ میں وہ کوشاں رہتے تھے۔ پروردگار ان کے چہرے کو تر و تازہ کر دے اور بخش دے۔ اور کمال الدین میں بھی احمد بن ہارون تلعکبری اور محمد بن ہمام سے روایت ہے کہ عبداللہ حیری نے کہا کہ جب عثمان بن سعید کی وفات ہوئی تو ایک مکتوب اسی طرز تحریر میں ان کے بیٹے محمد ابن عثمان کے ان کی جگہ ان کے منصب پر فائز ہونے

کے بارے میں صادر ہوا' اور کتاب مذکور میں اسی سند کے ساتھ محمد بن ہمام سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ محمد بن حمویہ بن عبدالعزیز رازی نے ۲۸۰ھ میں مجھ سے کہا کہ محمد بن ابراہیم بن مہزیار اھوازی نے مجھ سے نقل کیا کہ عثمان بن سعید کی وفات کے بعد ایک توقیع اس مضمون پر مبنی میرے لئے صادر ہوئی : خدا اس کے بیٹے کی حفاظت کرے وہ اپنے والد کے زمانہ ہی میں ہمارا معتمد تھا۔ پروردگار اس سے اور اس کے باپ سے خوش ہو اس کے والد کی روح کو شاد کرے' اس کا بیٹا ہمارے نزدیک اپنے والد جیسا ہے۔ اور اس کی جگہ بیٹھا ہے۔ جو کچھ وہ ہماری طرف سے کہتا ہے وہ ہمارا کہا ہوا ہے اور وہ ہمارے فرمان پر عمل کرتا ہے۔

تیسری فضیلت: یہ ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ اس کے والد کی خوش نصیبی اور خوش قسمتی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تمہارے والد کی نیک بختی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی جگہ پر تجھ جیسے بیٹے کو اپنا قائم مقام چھوڑ گیا۔ یہ ایک توقیع ہے جو ان کے والد کی وفات پر تعزیت کی مناسبت سے۔ اس کا ذکر نائب اول کے احوال میں گزر چکا ہے۔

چوتھی فضیلت: یہ نکتہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ جس طرح جناب عثمان بن سعید کے حالات کی شرح میں معجزوں اور کرامتوں کا ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح علامہ عظیم (محمد صدر) اپنی کتاب الغیبتہ الصغریٰ جلد اول کے ص۳۶۱ پر بھی تحریر کرتے ہیں : "**اقامتہ الحجتہ علی اثبات صدقھم باظھار المعجزات**" اور ص۳۶۲ پر بھی اظہار کرتے ہیں۔ "**و ان المعجزة علی ای حال ذات اثر حسن**------" نائبین طاب ثراھم میں ہر ایک کے ہاتھ پر معجزے کا اظہار لوگوں کے قبول کرنے کے لئے اور شک و تردد کے ازالہ کے لئے ایک فطری اثر ہو گا لہذا امام زمانہؑ کے ہر نائب خاص کی شرح زندگانی کے سلسلہ میں کہنا چاہئے کہ ان کرامتوں اور معجزوں کا ظہور امام زمانہؑ کی اجازت سے ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عالی مرتبہ شیعہ محدث نخبتہ المحدث مرحوم شیخ عباس قمی

سفینۃ البحار کی جلد اول ص۲۲۸، ۲۲۹ پر جناب محمد بن عثمان کے حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں: ابوجعفر بلب الهادیؑ و هو وکیل الناحیہ فی خمسین سنتہ، الذی ظهر علی یدیہ من طرف المامول المنتظر معاجز کثیرہ و کان محمد رحمتہ اللہ شیخا متواضعا" فی بیت جفر لیس لہ غلمان -----

ابو جعفر محمد بن عثمان حضرت امام ہادیؑ کے درمیان واسطہ تھے۔ وہ پچاس سال تک آنجناب کے ناحیہ مقدسہ کی طرف سے وکیل رہے اور امام زمانہؑ کے اجازہ و اذن سے آپ سے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے۔ یہ عظیم شخص ایک چھوٹے سے حقیر مکان میں بغیر کسی خدمت گار کے زندگی گزار رہا تھا۔

چند معجزات

محمد ابن متیل کہتا ہے کہ ابو جعفر محمد بن عثمان نے مجھے بلایا اور رقم اور کپڑا دے کر کہا کہ اسے واسط لے جاؤں اور وہاں پہنچنے کے ساتھ ہی وہ شخص جو سب سے پہلے ملے یہ کپڑا اور روپیہ اس کے حوالے کر دوں۔ (اس قصہ کی تفصیل چند صفحوں میں اس نائب خاص کے احوال کی شرح میں بیان ہو گی۔) مقصود کلام یہ ہے کہ جناب محمد بن عثمان نے معلوم کر لیا کہ محمد ابن عبداللہ حائری انتقال کر گئے ہیں اور ان کے کفن و دفن کا انتظام نہیں ہے۔ اور جناب محمد بن عثمان بن سعید، محمد ابن متیل کو واسط روانہ کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ پہنچنے کے ساتھ ہی اور سواری سے اترتے ہی جو شخص تم سے ملاقات کرے یہ کپڑا اور رقم اس کو دے دینا۔ محمد ابن متیل ان کے حکم کے مطابق سفر کرتا ہے اور اسی علامت کے مطابق جیسا کہ محمد ابن عثمان نے کہا تھا وہ دیکھتا ہے کہ محمد بن قطاۃ ان کا منتظر ہے۔ یاد رہے کہ مندرجہ امور کرامت کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ کہنا چاہیئے کہ خارق عادت ہیں۔)

کرامت کا دوسرا نمونہ

وہ شخص جو قم سے اموال لے کر آیا تھا کہ ان کے حوالے کرے' تاکہ امام زمانہؑ تک پہنچا دیئے جائیں اس سے انہوں نے کہا کہ تیرے پاس ابھی ایک امانت اور ہے تجھے چاہئے کہ تو وہ بھی میرے حوالے کرے۔ اس امانت کے حامل فرد نے انکار کیا اور یہ ظاہر کیا کہ جو کچھ اسے دیا گیا تھا وہ سب آپ کے حوالے کر دیا ہے۔ جناب محمد بن عثمان نے دوبارہ کہا کہ میرا کہنا غلط نہیں ہے۔ اس حامل امانت نے تین مرتبہ انکار کیا اور آنجناب نے اس چیز کی نشاندہی کی جو ان کے حوالے نہیں کی گئی تھی اور وہ اپنی جگہ رہ گئی تھی۔ آپ نے اسے بتایا کہ تیرے پاس دو پارچے (سودانی) باقی ہیں اور وہ تجھے فلاں فلاں شخص نے دیئے تھے۔ مذکورہ شخص کو ان کی بتائی ہوئی نشانیوں سے یاد آیا کہ محمد بن عثمان کی بات بالکل درست ہے۔ وہ واپس گیا اور پارچے تلاش کئے' لوٹ کر آیا اور ان کے حوالے کئے۔ یہ امانت دار اس واقعہ سے جو اس معاملہ میں جناب عظمت ماب سے ظہور میں آئی تھی بہت زیادہ حیران و سرگشتہ ہوا اور وہ حیران و ششدر تھا کہ ابو جعفر کو اس پوشیدہ امر کا علم کہاں سے ہو گیا۔

مرحوم شیخ طوسی اعلیٰ اللہ مقامہ نے اپنی کتاب "غیبت" کے ص۱۷۹ پر اس واقعہ کو تحریر کیا ہے جو اس عظیم شخص کے حالات کی شرح میں بعد میں بیان کیا جائے گا۔

ایک اور کرامت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کی اطلاع دی کہ کب واقع ہو گی محمد ولی ارومیہ کی ترجمہ کی ہوئی بحار کے ص۲۹۴ پر تحریر ہے: ابن نوح کہتا ہے کہ ابونصر نے کہا کہ ابو علی نے ابو الحسن علی بن احمد دلال سے منسوب کر کے کہا کہ ایک روز میں ابو جعفر محمد بن عثمان کے مکان پر گیا۔ اس کے سامنے رکھی ہوئی میں نے ایک لوح دیکھی۔ اس لوح پر نقاش نقش کندہ کر رہا تھا اور اس پر قرآن کی آیات اور آئمہؑ کے اقوال لکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ لوح کیسی ہے؟ کہا کہ میری قبر کے واسطے ہے کہ یہ وہاں لگائی جائے گی۔ میں وہاں رکھا جاؤں گا۔ (یا کہا کہ میں اس پر تکیہ کروں

گا) اور یہ بھی کہا کہ جو قبر میں نے اپنے لئے تیار کی ہے میں روزانہ اس میں بیٹھتا ہوں اور کچھ اجزا قرآن کے پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد وہاں سے باہر نکلتا ہوں۔ ابو الحسن قمی نے کہا کہ ابو جعفر نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے جا کر اپنی قبر دکھائی اور اس کے بعد کہا کہ میں اس قبر میں دفن کیا جاؤں گا۔ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ یہ تمام بیان کئے گئے واقعات ان کی کرامتوں میں سے ہیں۔ اور آنجناب کی شرح احوال کے آخر میں کچھ اور بھی واقعات ان کی کرامتوں کے پیش کئے جائیں گے۔

نائب دوم کے احوال کی شرح

محمد بن عثمان بن سعید (کفایت الموحدین کے حوالے سے) آنجناب کے سفیروں اور وکیلوں میں دوسرے نمبر پر تھے وہ عثمان بن سعید عمروی کے بیٹے تھے۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے ان کی اور ان کے بیٹے کی توثیق کی تھی اور اپنے شیعوں کو اطلاع دی تھی کہ محمد بن عثمان بھی میرے بیٹے مہدیؑ کے وکلا میں سے ہے۔ جب عثمان بن سعید کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت صاحب الزمانؑ کی طرف سے ایک توقیع برآمد ہوئی جو تعزیت نامہ پر مشتمل تھی۔ وہ محمد بن عثمانؒ کے نام تھی اور خصوصیت سے ان کے والد کی وفات سے متعلق تھی اور یہ کہ وہ (یعنی محمدؒ) ولی خدا کی طرف سے امر سفارت میں اپنے والد کی جگہ نائب مقرر کئے گئے ہیں۔ صدوق علیہ الرحمتہ اور دوسروں کی تحریروں کے مطابق توقیع کی عبارت یہ تھی۔

اس کی عبارت اور ترجمہ دوسرے باب میں پہلے گذر چکا ہے۔ (مترجم)

یہ کتاب کفایت الموحدین کی نقل ہے جو مرحوم آقا سید اسمٰعیل طبرسی قدس اللہ روحہ کی تالیف ہے۔ اس کی جلد ۳ ص ۳۴۴ پر مندرجہ ذیل عبارت تحریر ہے) اور بحار میں مجلسی علیہ الرحمتہ نے شیخ طوسیؒ کی کتاب کے حوالے سے اصحاب کی ایک

جماعت سے روایت کی ہے۔ کتاب "غیبت" طوسی ص۲۲۰ طبع نینوی الحدیثہ ناصر خسرو۔

یہ روایت قبلاً نائب اول کی شرح احوال میں ذکر ہو چکی ہے۔ (مترجم)

ایک روایت میں کلینی سے نقل کیا ہے کہ ایک توقیع حضرت صاحب الامرؑ کے طرز تحریر ہی میں برآمد ہوئی جس میں تحریر تھا کہ خدا محمد بن عثمانؒ اور اس کے والد سے خوش ہے' میرا معتمد ہے اس کا مکتوب میرا مکتوب ہے۔ بحار کے ترجمہ کی جلد ۱۳ طبع اسلامیہ تہران ۱۳۸۵ میں ص۲۹۲ پر متن کی عبارت اس طرح تحریر ہے۔ ہمیں ایک گروہ نے خبر دی جو درج ذیل افراد پر مشتمل تھا۔ ابو قاسم جعفر بن محمد بن قولویہ' ابی غائب زرداری' ابی محمد تلعکبری وغیرہ۔ انہوں نے محمد بن یعقوب اور اسحاق بن یعقوب سے منسوب کر کے کہا کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن عثمان عمروی سے خواہش ظاہر کی کہ خدمت حضرت صاحب الامرؑ میں میرا مکتوب پہنچا دے۔ اس میں میں نے کچھ مشکل مسائل درج کر کے ان کے جواب طلب کئے تھے۔

یک لخت ایک توقیع حضرت صاحب الامرؑ کی باہر آئی۔ جس میں تحریر تھا کہ محمد بن عثمان عمروی (خدا باپ اور بیٹے دنوں سے خوش ہو) میرا معتمد ہے اس کا مکتوب میرا مکتوب ہے۔ کتاب الغیبتہ کے ص۲۲۱ پر تحریر ہے (منقول از ترجمہ بحار جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے) کہ خبر دی مجھ کو ہبتہ اللہ بن محمد نے' جو بیٹا ہے ام کلثوم کا اور جو بیٹی ہے ابو جعفر عمرویؒ کی' اپنے مشائخ کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ شیعوں کو عثمانؒ بن سعیدؒ کی عدالت پر اعتماد تھا۔ ان کو ان کے بیٹے ابو جعفر محمد بن عثمانؒ نے غسل دیا اور ان کی تجہیز و تکفین کی اور تمام امور ان کو منتقل ہو گئے اور جماعت شیعہ ان کی عدالت و وثوق اور امانت داری پر متفق تھی۔ اس لئے کہ خصوصیت کے ساتھ اس کی امانت اور وثوق میں نص وارد ہوئی تھی۔ اور لوگ امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے والد عثمان بن سعیدؒ کی زندگی ہی میں اس امر کے پابند ہو گئے تھے کہ دینی کاموں کے سلسلہ میں ان کی طرف رجوع کریں اور

ان کی انصاف پسندی کے بارے میں شیعوں میں کوئی اختلاف نہیں تھا اور ان کی امانت داری میں بھی کوئی شک نہیں تھا۔ ان کاموں سے متعلق ان کی زندگی کے دوران اسی طرز تحریر میں جس میں ان کے والد کے زمانہ میں صادر ہوتی تھیں ان کے ہاتھوں شیعوں کے لئے توقیعات برآمد ہوئی تھیں اور شیعہ اس امر کے بارے میں خصوصا" کسی اور کو جانتے ہی نہیں تھے اور سوائے ان کے کسی اور سے رجوع نہیں کرتے تھے۔ ان سے بہت سے دلائل منقول ہیں اور امام علیہ السلام کے بہت سے معجزے ان کے ہاتھوں ظاہر ہوئے۔

ابن نوح نے کہا کہ ابو نصر ہبتہ اللہ ام کلثوم کی بیٹی کے بیٹے اور ام کلثوم نے، جو بیٹی ہے ابو جعفر عمروی کی، مجھے خبر دی اور کہا کہ ابو جعفر محمد بن عثمان عمروی کی چند جلدیں کتابوں کی تھیں جو انہوں نے فقہ کے موضوع پر تحریر کی تھیں وہ تمام باتیں انہوں نے امام علی نقیؑ، امام حسن عسکریؑ اور صاحب الامرؑ سے سنیں تھیں اور ام کلثوم جو ابو جعفر کی بڑی بیٹی ہے اس نے ذکر کیا ہے کہ وہ حسینؑ ابن روحؒ کے پاس گئی اس وقت جب ابو جعفر نے ان سے وصیت کی تھی۔

صدوق علیہ الرحمتہ نے اپنی سند کے ساتھ محمد ابن عثمان سے روایت کی ہے، یہ حدیث معروف و مشہور ہے، کہ خدا کی قسم حضرت صاحب الامرؑ ہر سال بلاناغہ موسم حج میں تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتے ہیں اور لوگ ان کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا تم نے حضرت حجتؑ کو دیکھا ہے کہا ہاں میں نے ان کو آخری مرتبہ بیت اللہ میں دیکھا تھا اس وقت وہ فرما رہے تھے : **اللھم انجزلی ما او عد تنی** اور میں نے ان کو مستجار میں بھی دیکھا ہے آپ فرما رہے تھے : **اللھم انتقم لی اعدائی** (پروردگار میرے وسیلہ سے دشمنوں سے میرا انتقام لے۔)

محمد بن علی نے ان کے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ علی بن سلمان زراری نے علی بن صدقہ قمی سے ہمیں خبر دی کہ اس نے کہا کہ محمد ابن عثمان

سے کہ بغیر خواہش کا اظہار کئے ایک توقیع اس غرض سے باہر آئی کہ اس شخص کو خبر دے جس سے حضرتؑ کا نام پوچھا جائے۔ ہر وہ شخص جو حضرتؑ کے نام کے پوچھے جانے پر خاموشی اختیار کرے اس کی جزا بہشت ہے اور وہ شخص جو اس موضوع پر بولے اس کی سزا جہنم ہے۔ اس لئے کہ اگر ان کے نام سے آگاہ ہو جائیں تو ان کو مشہور کر دیں گے اور اگر ان کی رہائش گاہ سے واقف ہو جائیں تو لوگوں کو اس کا پتہ بتا دیں گے۔

کتاب الغیبت کے ص۱۵۱ پر اس طرح تحریر ہے:

اخبرنی جماعتہ عن محمدؒ بن علی بن الحسینؒ قال اخبرنا ابی و محمد بن الحسین و محمد بن موسی بن المتوکل عن عبداللہ بن جعفر الحمیری انہ سئالت محمد بن عثمانؒ فقلت لہ اریت صاحب ھذا الامر۔ فقال: نعم و اخر عہدی بہ عند بیت اللہ الحرام و ھو یقول: اللھم انجزلی ما و عدتنی و قال محمد بن عثمانؒ و رایتہ صلوات اللہ علیہ متعلقا باستار الکعبہ فی المستجار و ھو یقول اللھم انتقم لی من اعدائک (اکمال میں صدوق کی روایت کے مطابق "من اعدائک" کی جگہ "اعدائی" ہے)

محمد بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے جو حضرت صاحب الامرؑ کا آخری مرتبہ دیدار کیا ہے وہ اس وقت تھا جب آپ اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ کو پکڑے ہوئے یہ فرما رہے تھے پروردگار وہ وعدہ جو تو نے فرمایا تھا اس کو پورا کر اور اپنے دشمنوں سے (میرے دشمنوں سے) میرے ذریعہ انتقام لے۔

"مہدی موعود" (ترجمہ دوانی) کے ص۶۷۲ پر یوں تحریر ہے۔ اکمال الدین میں بھی احمد بن ہارون تلعکبری سے روایت ہے اور "غیبت" طوسی میں بھی تحریر ہے کہ ایک جماعت نے جس میں ہارون بن موسیٰ تلعکبری بھی تھے انہوں نے محمد بن ہمام سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر حمیری نے کہا کہ جب عثمان بن سعید کی وفات ہوئی تو ایک مکتوب اس خط میں جس میں ہم لکھتے ہیں خصوصیت کے ساتھ ان کے

فرزند محمد بن عثمان کے ان کی جگہ پر فائز ہونے کے بارے میں برآمد ہوا۔ محمدؒ ابن عثمانؒ بہت سے امور کی خبر امامؑ کی طرف سے شیعوں کو دیتے تھے جو امام زمانہؑ کے وجود کے بارے میں شیعوں کی نصرت کا باعث ہوتی تھی۔ اور امام زمانہؑ کے معجزے ان کے ہاتھوں ظاہر ہوتے تھے۔ یہ بات شیعوں میں مشہور و معروف ہے۔

محمد بن عثمانؒ اپنی موت کی اطلاع دیتے ہیں

"تحفہ قدسی" کے صفحہ ۲۸۷ پر تحریر ہے کہ ابن نوح نے کہا کہ مجھے ہبتہ اللہ بن محمد نے خبر دی اور کہا کہ ان کو ابن ابی جید نے خبر دی اور کہا کہ ان سے ابو الحسن علی ابن احمد دلال قمی نے نقل کیا کہ ایک روز میں ابو جعفر محمد بن عثمان کے پاس گیا تاکہ ان کو سلام کروں۔ میں نے دیکھا کہ ایک لوح ان کے سامنے ہے اور ایک نقاش اس پر کچھ نقش کندہ کر رہا ہے اور قرآن کی آیتیں اس پر نقش کر رہا ہے۔ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسمائے گرامی ان کے حاشیوں پر لکھ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ لوح کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ میری قبر کے لئے ہے۔ یہ میری قبر پر لگائی جائے گی۔ میں ہر روز اپنی قبر میں داخل ہوتا ہوں اور اس میں قرآن کے ایک حصہ کی تلاوت کرتا ہوں اس کے بعد باہر نکلتا ہوں۔ ابو علی جو اس خبر کا راوی ہے وہ کہتا ہے میرا خیال ہے کہ ابو الحسن علی ابن احمد نے کہا کہ محمد ابن عثمانؒ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی قبر لے جا کر مجھے دکھائی اور کہا کہ جب فلاں سال فلاں مہینہ اور فلاں دن آئے تو میں خدا کے پاس چلا جاؤں گا اور اس قبر میں دفن کیا جاؤں گا اور یہ لوح میرے ہمراہ ہو گی۔

ابو نصر ہبتہ اللہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت ہبتہ اللہ کے علاوہ ایک اور شخص سے بھی سنی ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو محمد بن عثمان کی لڑکی ام کلثوم نے بھی مجھے سنایا اور علماء کی ایک جماعت شیخ صدوق اور محمد بن علی اسود قمی نے مجھے خبر دی کہ محمد

بن عثمان قدس روحہ نے اپنے لئے ایک قبر کھود رکھی تھی اور لکڑی کے چند تختے اس کے لئے تیار کر رکھے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ اس کا سبب پوچھا تو فرمایا لوگوں کے لئے سروسامان ہے۔ اس کے بعد میں نے ان سے پھر پوچھا تو فرمایا مجھے حکم ملا ہے کہ اپنا حساب کتاب کر لوں اس کے دو مہینے بعد وہ وفات پا گئے۔ (رضی اللہ عنہ و ارضاہ) ابونصر ہبتہ اللہ نے روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابو غالب زراری کے خط میں لکھا ہوا تھا ابو جعفر محمد ابن عثمان نے جمادی الاول کے آخر میں ۳۰۵ھ میں وفات پائی اور ابونصر ہبتہ اللہ بن محمد بن احمد نے تذکرہ کیا کہ محمد ابن عثمان نے ۳۰۴ھ میں رحلت کی اور امام زمانہؑ کی پچاس برس تک نیابت کی اور لوگ ان کے ذریعے امامؑ کو اموال بھیجتے تھے اور اسی طرز تحریر میں جس میں امام حسن عسکریؑ کے زمانے میں شیعوں کے لئے ان تمام دنیوی اور دینی امور کے بارے میں جو وہ پوچھتے تھے جوابات آتے تھے ان کے وسیلے سے بھی تعجب خیز جوابوں پر مبنی توقیع برآمد ہوتی تھی۔ اور ابونصر نے یہ بھی کہا کہ محمد ابن عثمان کی قبر بغداد میں ان کی ماں کی قبر کے سامنے دروازہ کوفہ کے پاس ہے اس جگہ جہاں ان کا گھر واقع ہے۔ مترجم کہتا ہے۔ (کہ تحفہ قدسی کے مترجم کا مقصد ہے کہ) اب ان کی قبر شریف شہر بغداد کے وسط میں اس بازار میں واقع ہے جو شارع الرشید پر ختم ہوتا ہے۔ اور شیخ خلانی کے نام سے مشہور ہے اور کتاب "احتجاج" کی جلد دوم ص۲۸۲ کے حاشیہ پر، جس کے حواشی اور متعلقات سید محمد باقر خراسانی نے تحریر کئے ہیں اس طرح تحریر ہے۔ **محمد بن عثمان العمری رحمتہ اللہ علیہ (ہو ثانی الوکلا الاربعہ) ذکر و الشیخ فی رجالہ ص۵۹ و قال : ----- یکنی اباجعفر و ابوہ یکنی ابو عمر و جمیعا و کیلان من جھتہ صاحب الزمان علیہ السلام و لہما منزلتہ جلیلتہ عند الطائفہ و قال فی الغیبتہ ص۲۱۸ فلما مضی ابو عمرو عثمان بن سعید قام ابنہ ابو جعفر محمد بن عثمان بنص ابی محمدؑ و نص ابیہ عثمان بن سعید علیہ بامر القائمؑ و فی جلدا سفینتہ البحار صفہ ۳۲۸ ----- ابوجعفر باب الھادی و ہو وکیل الناحیہ فی خمسین سنتہ الذی ظھر علی یدیہ من طرف المامول المنتظرؑ معاجز کثیرہ و کان محمد رحمتہ اللہ شیخا**

متواضعا فی بیت صغیر لیس لہ غلمان و روی عنہ قال ان صاحب ھذا الامر لیحضر الموسم مع الناس کل سنتہ یری الناس فیعرفونھم و یرونہ و لا یعرفونہ و روی انہ قیل لہ ارایت صاحب ھذا الامر؟ قال نعم و اخر عھدی بہ عند بیت اللہ الحرام و ھو یقول : اللھم انجزلی ما و عدتنی و عنہ ایضا قال ----- رایتہ صلوات اللہ علیہ متعلقا باستار الکعبہ فی المستجار و ھو یقول : اللھم انتقم لی اعدائک و روی انہ حضر لنفسہ قبر او سواہ بالساء (کج) و نقش فیہ ایات من القران و اسماء الائمتہ علیھم السلام علی حواشیہ قیل مئل ذالک فقال للناس اسباب و کان فی یوم ینزل فی قبرہ و یقرء جزء من القران' قال العلامہ فی القسم الاول من الخلاصتہ صفحہ ۱۴۹ مئل بعد ذالک فقال قد امرت ان اجمع امری فمات بعد شھرین من ذالک فی جمادی الاال سنہ خمس و ثلاثماہ و قیل سنتہ اربع و ثلاث ماہ و قال عند موتہ امرت ان اوحی الی ابی (سنتہ۳۰۵) القاسم حسین ابن روح (۳۰۴) و اوصی الیہ ----- و قبرہ ببغداد و یعرف بالشیخ الخلانی رح

دوسرے نائب محمد بن عثمانؒ بن سعید کے زمانہ میں صادر ہونے والی توقیعات

عن محمد بن علی عن ابیہ قال حدثنا علی سلیمان الزراری عن علی بن صدقہ القمی قال خرج الی محمد بن عثمان العمری لیخجر الذین یسئلون عن الاسم اما السکوت و الجنہ و اما الکلام و النار فانھم ان وقفوا علی الاسم اذا عوہ و ان وقفوا علی المکان دلو علیہ۔ ترجمہ شیخ طوسی کی کتاب "الغیبہ" کے ص۲۲۲ کی نقل۔ جاننا چاہئے کہ اگر کوئی شخص امام عصرؑ کا نام نامی دریافت کرتا ہے تو اس بارے میں اگر خاموش رہیں تو ان کے لئے جنت ہے اور اگر پرسش کریں تو جنہم ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ آپ کے نام نامی سے واقف ہو جائیں تو اس کو ضائع و تباہ کر دیں گے اور اس کا احترام باقی نہ رکھیں گے اور اگر آپ کی جائے سکونت سے واقف ہو جائیں تو اس کا پتہ بتا دیں گے۔

آیت اللہ الصدر مؤلف غیبتہ الکبری ص۴۶۴ پر یوں اظہار فرماتے ہیں۔

یامر سفیرہ ان یخبروا اولیک الفضو لیتی الذ ین یسلون عن الاسم انھم

مامورون بالسکوت

یعنی فرمان اور امر کی صورت میں امام عصرؑ اپنے سفیر اور نائب خاص محمدؒ ابن عثمان سے فرماتے ہیں: اس موضوع پر کسی کی طرف سے کوئی پرسش نہیں ہونی چاہیے اس لئے کہ سکوت کا نتیجہ بہشت ہے اور پرسش کا نتیجہ جہنم ہے۔ اور پھر فضول اور جسارت ہے کہ کوئی آنجنابؑ کا نام معلوم کرنے پر اصرار کرے اور خود کو جسارت کا حق دے۔

توجہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس امر کی علت اور سبب کیا ہے؟ (مولف "الغیبتہ الصغریٰ" کی نظر میں علت و سبب اس طرح ہے۔)

علت و سبب کو بیان کرنا چاہئے کہ یہ ایمان و خلوص و عقیدہ کا ضعف ہے اور اسے مرد مسلمان کا ضعف ارادہ سمجھنا چاہئے۔ خواہ وہ شخص خود کو امامؑ کا پیروکار اور آئمہ معصومین علیہم السلام کا متبع ہی کیوں نہ سمجھتا ہو۔ اس لئے کہ امام عصرؑ اپنے علم امامت سے جانتے ہیں کہ اگر کوئی آنجنابؑ کے اسم مبارک کے بارے میں اطلاع کرے گا تو اس کو فاش کر دے گا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حکومت وقت کی سخت گیری اور اس کا تشدد امام ھادیؑ و امام حسن عسکریؑ اور اس طرح امام عصرؑ کی غیبت صغریٰ کے ابتدائی دور میں اس قدر زیادہ تھا کہ یہ ممکن نہ تھا کہ آدمی معمولی سی اطلاع بھی بہم پہنچائے۔

چنانچہ امام علی نقیؑ فرماتے ہیں راوی حضرتؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا : **فقلت کیف نذکرہ فقال قولو الحجتہ من ال محمدؐ و قول الامام الصادقؑ صاحب ھذا الامر لا یسمیہ باسمہ الا کافر۔** امام ہادیؑ راوی سے فرماتے ہیں۔ **الحجتہ من ال محمدؐ** کے لفظ سے خطاب کرو اور حضرت صادقؑ فرماتے ہیں صاحب ھذا الامرؑ (یعنی امام زمانہؑ کے لیے یہ جملہ کہو) اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ صاحب العصرؑ کا نام وہی لے گا جو کافر ہو گا۔ حاکم کی طرف سے گھٹن کی فضا اس قدر تھی کہ عباسی حکام اور خلفائے جور، امام زمانہؑ کو ڈھونڈ نکالنے کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔

چھٹا باب

توقیع اور اس کے معانی

یعنی وہ تحریر جو امام زمانہؑ کی طرف سے پہنچی ہو کسی ایسے فرد کے جواب میں جس نے حضرت سے کوئی سوال کیا ہو یا یہ کہ بغیر اس کے کوئی فرد حضرت سے کوئی سوال کرے اپنی تحریر خود صادر فرمائیں۔

محمد ابن حمیری کے جواب میں توقیع

علامہ مجلسیؒ بحار میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے عبداللہ حمیری کے سوالوں کے لکھ کر جواب دیئے۔ وہ سوال اور جواب ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سوال : عالم یعنی حضرت صادقؑ یا امام کاظمؑ سے روایت ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایسے فرد پر تعجب ہے کہ جو اپنی نماز میں سورہ انا انزلناہ نہیں پڑھتا اس کی نماز کس طرح قبول ہو گی۔ اور یہ بھی روایت ہوتی ہے کہ ایسا شخص جو نماز واجب میں قل ہواللہ کی بجائے سورہ مبارک ہمزہ پڑھے دنیا اسے عطا کر دی جائے گی۔ (یعنی اس کی دنیاوی ضرورتیں پوری کر دی جائیں گی اور دنیاوی اعتبار سے وہ تنگی میں نہیں رہے گا۔) کیا ایسی صورت میں نماز گزار فرد کے لیے یہ جائز ہے کہ سورہ قل ھواللہ کی جگہ سورہ ہمزہ پڑھے اور ان دونوں سورتوں کو ترک کر دے ایسی صورت میں کہ روایت کی

گئی ہے کہ نماز بغیر ان دونوں سورتوں کے قبول نہیں ہے یا کوئی فضیلت نہیں رکھتی۔
جواب: انا انزلناہ اور قل ھواللہ کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ روایت میں ہے لیکن اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی نماز میں پڑھے اور سورہ حمزہ کو ترک کر دے تو ان دونوں کا ثواب حاصل کر لے گا۔ نماز میں جائز ہے کہ ان دونوں سورتوں کے علاوہ پڑھے لیکن نماز کی فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی۔
سوال: ہمارے علماء ماہ رمضان کی دعائے وداع کے پڑھنے کے وقت میں اختلاف کا شکار ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے پڑھنے کا وقت ماہ رمضان کی شب آخر ہے، کچھ کا قول ہے کہ اس دعا کی تلاوت کا وقت ماہ رمضان کا آخری دن ہے، اس وقت جب ہلال عید نظر آئے۔ ان دونوں میں کونسا قول صحیح ہے؟
جواب: ماہ رمضان اور اس کے اعمال مہینے کی پہلی رات سے شروع ہو جاتے ہیں (نہ کہ پہلے دن سے) اس بنا پر اس کی دعائے وداع بھی شب آخر میں پڑھنی چاہئے احتمال اس بات کا ہے کہ ماہ رمضان ایک شب کم ہو لہٰذا دعائے وداع کو دونوں شبوں میں پڑھے یعنی ۲۹ اور تیس دونوں کی شبوں میں۔
سوال: کیا اہل بہشت (دنیا کے لوگوں کی طرح) بچے پیدا کریں گے یا نہیں۔
جواب: وہ عورتیں جو اہل جنت ہیں بہشت میں داخل ہونے کے بعد بچے پیدا نہیں کریں گی۔ خون حیض و نفاس بھی نہیں نکلے گا۔ جنت میں نفس انسان جس چیز کے دیکھنے کی خواہش رکھتا اور جس کے دیکھنے سے لذت حاصل کرتا ہے وہ موجود ہو گی چنانچہ خدائے توانا فرماتا ہے: **و فیھا ما تشتھیہ الا نفس و تلذ الا عین** (سورہ زخرف آیت ۷۱) اگر مومن کو جنت میں فرزند کی خواہش ہو تو خدائے توانا بغیر اس کے کہ عورت حاملہ ہو یا بچے جنے ویسا بیٹا جو اس کے لئے پسندیدہ ہو پیدا کر دے گا (جس طرح حضرت آدمؑ کو بغیر مادر پدر پیدا کیا تھا تاکہ لوگ یہ جان لیں کہ بچہ بغیر ماں باپ کے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔)
سوال: کیا یہ جائز ہے کہ امام حسینؑ کی خاک تربت میت کے ساتھ قبر میں رکھیں؟

جواب: خاک پاک حسین ابن علیؑ کو میت کے ساتھ قبر میں رکھنا جائز ہے اس کو حنوط میں بھی ملایا جا سکتا ہے۔

سوال: صادق آل محمدؑ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند اسماعیل کے کفن پر یشہد ان لا الہ الا اللہ لکھا۔ کیا ہمارے لئے یہ جائز ہے کہ خاک پاک سے یا کسی دوسری چیز سے لکھیں؟

جواب: جائز ہے اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

سوال: کیا یہ جائز ہے کہ خاک پاک سے تسبیح کے دانے بنالیں اور اس پر خدا کی تسبیح کریں اور کیا اس تسبیح میں کوئی فضیلت ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں بلکہ اس تسبیح سے افضل اور کوئی تسبیح نہیں ہوگی اور اس کا افضل ہونا اس وجہ سے ہے کہ اگر انسان ذکر خدا سے غافل ہو جائے اور صرف اس کے دانوں کو گردش دیتا رہے تو تسبیح کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔

سوال: آیا خاک پاک سے بنی ہوئی سجدہ گاہ پر سجدہ جائز ہے اور اگر جائز ہے تو کیا اس کی کوئی فضیلت ہے؟

جواب: جائز ہے اور فضیلت رکھتا ہے۔

سوال: کوئی شخص جو امامین کی زیارت کے لئے روانہ ہوتا ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ قبر امامؑ پر سجدہ کرے، نماز پڑھتے وقت قبر امامؑ کو سامنے رکھے، قبر امامؑ کے سرہانے یا پائین پا نماز پڑھے یا وہ نماز پڑھتے وقت امامؑ کی قبر کی طرف پشت کرے؟

جواب: امامؑ کی قبر پر سجدہ واجب نہیں ہے۔ خواہ نماز نافلہ ہو خواہ نماز واجب۔ اسی طرح زیارت کے موقع پر قبر پر سجدہ جائز نہیں ہے (جو کچھ معمول ہے اور رسم ہے وہ یہ کہ زیارت کے وقت سیدھا رخسار قبر کے مقابل رکھے) اگر نماز پڑھتے وقت قبر امامؑ کو سامنے رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ بالائے سر یا پائین پا اس طرح کہ قبر امامؑ کے مساوی ہو نماز پڑھے۔ نماز کے وقت قبر امامؑ کو اپنے سر کے پیچھے

کی طرف نہ رکھے اس لئے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی امامؑ کے برابر یا اس سے مقدم ہو۔

توقیع اسحاق بن یعقوب کے جواب میں

شیخ طبرسی کی کتاب احتجاج جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ پر (اور اسی طرح تحفہ قدسی میں ایک جماعت سے ابن قولویہ اور ابن غائب زراری وغیرہ سے) محمد ابن یعقوب کلینی، اسحاق بن یعقوب سے روایت کرتے ہی کہ انہوں نے کہا میں نے محمد بن عثمانؓ سے خواہش کی کہ میرا خط جس میں میں نے اپنے مشکل سوالات تحریر کئے ہیں انہیں حضرت صاحب الامرؑ کی خدمت میں پہنچا دیں (جب انہوں نے میرا خط پہنچا دیا تو اس کے بعد) آنجنابؑ کی تحریر میرے لئے صادر ہوئی جس کا مضمون یہ تھا۔ تو نے جو سوال کئے ہیں خدا ان سے تیری ہدایت کرے اور تجھے ثابت قدم رکھے اور ان لوگوں کے وسوسے سے محفوظ رکھے، جو اہل بیتؑ اور میرے چچا زادوں میں سے میری امامت کے منکر ہیں۔ جان لو کہ خدا اور لوگوں کے درمیان قرابت اور رشتہ داری کی ضرورت نہیں ہے جو کوئی میرا انکار کر دیتا ہے وہ مجھ سے نہ ہو گا اور اس کا معاملہ پسر نوحؑ کے معاملہ کا سا ہو جائے گا۔ لیکن میرے چچا جعفر کذاب اور ان کے بیٹوں کا معاملہ برادران یوسف کے معاملہ جیسا ہو گا۔ آب جو پینا حرام ہے اور پختہ شلجم کا شربت پینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ تمہارے اموال کو ہم قبول نہیں کرتے۔ مگر صرف اس وجہ سے کہ تم پاک ہو جاؤ۔ جو یہ چاہتا ہے کہ ہم سے مل جائے وہ ہم سے مل جائے اور جو یہ چاہتا ہے کہ خود کو ہم سے جدا کرے وہ جدا کرے۔

زمانہ کشائش کا ظہور خدائے عزوجل کے اختیار میں ہے۔ جو ظہور کے لئے وقت کا تعین کرتے ہیں وہ دروغ گو ہیں۔ جس نے یہ خیال کیا کہ امام حسینؑ قتل نہیں کئے گئے وہ کافر ہے وہ خدا اور رسولؐ کی تکذیب کرتا ہے اور وہ لوگوں کی گمراہی کا

سبب ہو گا۔ حوادث جو ہو رہے ہیں ان کے سلسلہ میں ہماری حدیثوں اور ان کے راویوں کی طرف رجوع کیا جائے اس لئے کہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے ان پر حجت ہوں۔ محمد ابن عثمان رضی اللہ عنہ و عن ابیہ وہ میرا معتمد و معتبر ہے اور میرے لئے قابل اطمینان ہے اور اس کا خط میرا خط ہوتا ہے۔ محمد بن علی مہزیار اھوازی خدا جلد ہی اس کو ہدات کر دے گا اور شک و تردد کو اس کے دل سے دور کر دے گا جو کچھ تو نے بھیجا ہے وہ ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے مگر وہ جو پاک و پاکیزہ ہو اور ہنرمند عورت اور مغنیہ کا مال جو اس طرح کمایا جاتا ہے حرام ہے اور محمد بن شاذان نعیم وہ ہمارے شیعوں میں شمار ہوتا ہے۔ رہا ابو الخطاب' محمد ابن زینب کا بیٹا بریدہ وہ ملعون ہے اور اس کے دوست احباب سب ملعون ہیں لہذا ان کے اقوال سے مطابقت نہ کرنا میں ان سے بیزار ہوں اور میرے آباء علیہم السلام ان سے بیزار تھے۔ اور وہ لوگ جو ہمارے اموال کے جھوٹے طلب گار ہیں تو اس میں سے اگر کچھ مال کو حلال جان کر کھالیں تو یقیناً انہوں نے آگ کھائی ہے اور خمس[19] شیعوں کے لیے بتحقیق مباح ہے اور ان کے لیے حلال ہے ہمارے امر کے ظہور کے وقت تک۔ اور ان لوگوں کی پشیمانی کے بارے میں جنہوں نے دین خدا میں شک کیا ہے کہ اپنے اموال ہمارے لئے کیوں وقف کر دیں ہم نے چھوڑ دیا ہے ان کو جو ہمارے چھوڑ دینے کے قابل تھے۔ اور ہمیں شک کرنے والوں کے صلہ کی ضرورت نہیں ہے۔

غیبت کی کیا وجہ ہے؟

میری غیبت کی علت کے فلسفہ کے بارے میں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خدائے علیم فرماتا ہے: **یا ایھا الذین امنو لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم**[44] اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ان باتوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر تم پر واضح

ہو جائیں تو تمہارے لئے نقصان دہ ہوں۔ میرے آباء و اجداد میں سے سرکشان زمانہ کی بیعت ہر ایک کی گردن میں تھی لیکن جس وقت میرا ظہور ہو گا تو کسی سرکش اور ستم گر کی بیعت میری گردن میں نہیں ہو گی اور اس موقع پر جب میں غائب ہوں تو لوگوں کے نفع خاص کرنے (یعنی لوگوں کے استفادہ کی وجہ میرے وجود سے میری غیبت میں) کی مثال ایسے سورج سے فائدہ اٹھانے کی ہے جو پس پردہ ابر ہو۔ میں زمین کے لوگوں کے لیے امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ ایسے سوالات جو تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے ان کے پوچھنے سے احتراز کرو لیکن میرے ظہور کی تعجیل کے لیے زیادہ دعا کرو اس لئے کہ میرا ظہور تمہارے لئے باعث کشائش ہو گا۔ اور تجھ پر سلام ہو اے اسحاق ابن یعقوب اور اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

جعفر کذاب کے بارے میں توقیع

کتاب "تحفہ قدسی" ص ۲۲۶ اور "احتجاج" طبرسی جلد ۲ ص ۷۹۔ شیخ صدوقؒ نے احمد ابن اسحاق اشعری سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک فرد میرے پاس آیا اور کہا کہ جعفر ابن علی نے اس کو ایک خط لکھا ہے اور اس خط میں خود کو امام کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے اور اسے یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ اپنے بھائی امام حسن عسکریؑ کا قائم مقام ہے اور اس کے پاس حرام و حلال کا علم حتیٰ کہ جس کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ تمام علوم ہیں احمد بن اسحاق کہتا ہے جب میں نے خط پڑھا تو میں نے امام عصرؑ کو خط لکھا اور جعفر کذاب کا خط اس میں ملفوف کر دیا۔ پس جواب آیا: **بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اتانی کتابک ابقاک اللہ و الکتاب الذی انفذ تہ۔** اے اسحاق تیرا خط مجھ تک پہنچا خدا تجھ کو زندہ رکھے۔ وہ نامہ جو تو نے اس میں رکھ کر بھیجا وہ بھی ملا وہ میری معرفت کا احاطہ کئے

ہوئے ہے اس سب کے ساتھ جو اختلاف الفاظ اور غلط تکرار کے ساتھ اس میں ہے اور اگر تو نے غور کیا ہوتا تو تو بہرحال باخبر ہو جاتا ان بعض خطاؤں پر جن سے میں باخبر ہوا اور پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

خدا نے جو فضل و احسان ہم پر کیا ہے اس میں کوئی شریک نہیں ہے پروردگار امتناع رکھتا ہے حق کے لئے مگر یہ کہ اسے پورا کرے اور باطل کے لئے مگر یہ کہ اسے درمیان سے اٹھائے --- جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں اس پر وہ میرا گواہ ہے اور اس پر بھی گواہ ہے جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ وہ دن جس میں وہ ہمیں جمع کرے گا اور جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور ہم سے اس چیز کے بارے میں پوچھے گا جس میں ہم اختلاف کرتے تھے۔ یقیناً خدا نے اس صاحب تحریر کے لیے قرار نہیں دیا ہے جس نے تجھے نامہ لکھا ہے۔ نہ تجھ پر نہ کسی اور پر تمام مخلوق میں سے امامت واجبی کو۔ اور نہ اطاعت اور ذمہ داری۔ فرض و واجب کر دیا ہے میں تمہارے لئے جلد بیان کروں گا وہ بات جو اس پر اکتفا کرتی ہے ان شاء اللہ۔

اے احمد ابن اسحاق خدا تجھ پر رحمت کرے یقیناً خدا نے مخلوق کو فضول پیدا نہیں کیا ہے اور اسے بیکار اور بغیر تکلیف کے نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور اپنے بندوں کو کان' آنکھ' دل اور عقلیں عطا کی ہیں۔ اس کے بعد ان کے پاس اپنے پیغمبر بھیجے ہیں تاکہ وہ ڈرانے والے اور خوشخبری سنانے والے ہوں اور ان کو اطاعت کا حکم دینے والے ہوں اور معصیت و نافرمانی خدا سے روکنے والے ہوں اور اس چیز کی تعلیم دینے والے جسے وہ نہیں جانتے ان کے خالق کے امر سے متعلق اور ان کے دین سے متعلق۔ ان پر کتاب نازل کی اور فرشتے مبعوث کئے تاکہ ان کے اور امت کے درمیان آئیں اور ابھاریں ان کو ان کی جانب اس فضل و احسان کی وجہ سے جو ان کا مقدمہ کر دیا گیا ہے اور وہ جو انہیں عطا کیا گیا ہے۔ ظاہری دلیلوں' روشن برھانوں اور غالب آنے والی علامتوں کی صورت میں۔ پس بعض ان میں سے وہ ہیں جن پر آگ سرد ہو گئی ابراہیم علیہ السلام۔ ان کو سالم رکھا اور اپنا

خلیل بنا لیا۔ اور کوئی وہ ہے جس سے اس نے براہ راست گفتگو کی اور اس کے عصا کو بڑا اژدھا بنا دیا' حضرت موسیٰؑ۔ اور ان میں سے کوئی وہ ہے جس نے مردہ کو زندہ کیا اذن خدا سے۔ اور مبروص اور جذامی کو شفا دی' باذن پروردگار' حضرت عیسیٰؑ۔ اور کوئی وہ ہے کہ پرندوں کی زبان اس کو سکھا دی اور تمام موجودات کو اس کے اختیار میں دے دیا' حضرت سلیمانؑ۔ پھر حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا تمام عالموں کی رحمت کی شکل میں' اور ان کے سبب سے اپنی نعمت کا اتمام کر دیا' اور ان پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا اور ان کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا۔ اور ان کی سچائی کے لیے روشن معجزے ظاہر کئے۔ اور ان کی پیغمبری کی علامتوں کے طور پر جس کو انہوں نے پیش کیا تھا۔ اور ان کے ہاتھ پر روشن معجزے دکھائے اور ان کے لئے باقی رہنے والے معجزے قرار دیئے جو قرآن مجید کی صورت میں ہیں۔

امر ولایت و امامت کو علی ابن ابی طالبؑ میں قرار دیا

اس کے بعد اپنے پیغمبرؐ کا قبض روح کیا اور امر ولایت کو ان کے چچا زاد بھائی اور وصی' علی ابن ابی طالبؑ میں قرار دیا۔ اس کے بعد ان کے فرزندوں میں سے اوصیا یکے بعد دیگرے پیدا کئے۔ جن کے ذریعہ اس نے اپنے دین کو زندہ کیا اور ان کے وجود کے ذریعہ اپنے نور کا اتمام کیا۔ اور خود ان کے اور ان کے بھائیوں' چچا زادوں' قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کے درمیان امتیاز و برتری کو برقرار رکھا جس کی وجہ سے اس کی حجت اور غیر حجت میں امتیاز ہو اور امام اور غیر امام میں تمیز ہو۔ اس وجہ سے کہ ان کو گناہوں سے معصوم رکھا' عیبوں سے پاک رکھا اور نجاستوں گناہوں سے معصوم عیبوں سے پاک اور نجاستوں سے مبرا رکھا۔ اور لغزشوں سے محفوظ رکھا' اور ان کو اپنا خزانہ دار علم بنایا اور ان کو اپنے علم کا خزینہ دار اپنی حکمت کا امانت دار اور اپنے اسرار کا حامل بنایا۔ اور ان کو دلیلوں اور معجزوں سے تقویت

دی۔ اگر یہ صورت حال نہ ہوتی تو وہ بہرحال اور لوگوں جیسے ہی ہوتے اور ہر کوئی خدائے عزوجل کے مقام ولایت کا دعویٰ کرتا اور حق و باطل اور عالم و جاہل کی شناخت نہ کی جا سکتی۔

اور یقیناً اس حق کو باطل کرنے والے اور خدا سے دروغ منسوب کرنے والے نے جھوٹا دعویٰ کیا۔ پس میں نہیں جانتا کہ وہ کس طرح امید رکھتا ہے کہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرے۔ کیا فقہ اور دانائی کے ذریعہ دین خدا میں امید رکھتا ہے۔ قسم خدا کی اسے حرام و حلال میں تمیز نہیں ہے اور گناہ و ثواب کے فرق کو وہ نہیں جانتا۔ کیا علم و دانش کے ذریعہ وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے جبکہ وہ نہیں جانتا حق کیا ہے باطل کیا ہے۔ محکم کیا ہے متشابہ کیا ہے اور حد نماز اور اس کے وقت کو نہیں جانتا۔ کیا وہ اس مسند پر بیٹھنے کا تقویٰ' پرہیز گاری اور پارسائی کی وجہ سے دعویٰ کر رہا ہے۔ پروردگار عالم گواہ ہے کہ چالیس روز تک نماز واجب کو اس نے ترک کیا اور یہ خیال کیا کہ اس چلہ نشینی سے وہ شعبدہ باز ہو جائے گا۔ اور کوئی جادو اپنے قبضہ میں کر لے گا اور لوگوں کو دھوکہ دے گا۔ اور اس کی خبر کا گواہ تم شاید تک پہنچا ہو گا اور یہ ہیں اس کے خمہائے شراب کار گذشتہ اور خدائے عزوجل کی سرکشی کے آثار جو ظاہر و ہویدا ہیں۔ کیا کسی معجزے اور کرامت کی وجہ سے یہ دعویٰ کر رہا ہے۔ کیا حجت و دلیل سے کہتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو آئے اور ثابت کرے۔ کیا کوئی دلیل و برہان اس کے پاس ہے۔ اگر ہے تو اسے پیش کرے۔ پروردگار عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم "تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم ما خلقنا السموات و الارض و ما بینھما الا بالحق و اجل مسمی و الذین کفروا عما انذروا معرضون قل ارایتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموات ائتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صادقین۔ و من اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمتہ۔ و ھم عن دعائھم غافلون۔ و اذا حشر الناس کانوا لھم اعداء و کانوا بعبادتھم کافرین (سورہ

احقاف آیت ۲ الی ۷)

آیات کا ترجمہ : یہ کتاب غالب اور حکیم خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ہم نے سارے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے حکمت ہی سے ایک خاص وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے اور کفار جن چیزوں سے ڈرائے جاتے ہیں ان سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (اے رسول) تم پوچھو تو کہ خدا کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے ہو کیا تم نے ان کو دیکھا ہے۔ مجھے بھی تو دکھاؤ کہ ان لوگوں نے زمین میں کیا چیز پیدا کی ہے۔ یا آسمان کے بنانے میں ان کی شرکت ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کوئی کتاب یا (اگلوں کے) علم کا بقیہ ہو تو میرے سامنے پیش کرو۔

اس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو سکتا ہے جو خدا کے سوا ایسے شخص کو پکارے جو اسے قیامت تک جواب ہی نہ دے اور ان کو پکارنے کی خبر تک نہ ہو اور جب لوگ (قیامت میں) جمع کئے جائیں گے تو وہ (معبود) ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے انکار کریں گے۔

"اس قرآن کی تنزیل خدائے مقتدر و حکیم کی طرف سے ہے۔ ہم نے زمین و آسمان ان کو اور جو کچھ اس میں ہے سوائے حق کے لئے (خلق کی مصلحت و حکمت کے لئے) اور وقت معین میں پیدا کیا ہے اور جو کافر ہیں ان کو کتنی ہی نصیحت کیوں نہ کریں وہ روگرداں رہتے ہیں (اے رسولؐ ہم نے مشرکوں کو) کہہ دیجئے کہ سوائے خدا کے وہ تمام بت جنہیں تم خدا کہہ کر پکارتے ہو کیا انہوں نے زمین میں کوئی چیز پیدا کی ہے یا وہ آسمانوں کی خلقت کے سلسلہ میں خدا کے شریک ہیں۔ یا تم گذشتہ آسمانی کتابوں میں بتوں کی خدائی پر کوئی دلیل رکھتے ہو یا عقیدہ شرک کی درستی پر معمولی سا اثر بھی رکھتے ہو اگر سچے ہو تو میرے پاس لاؤ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو ضرورتوں کے بارے میں قیامت تک جواب نہیں دیتا۔ اور جو کچھ وہ پکارتے ہیں اس سے غافل ہیں۔ اور جب قیامت میں لوگ محشور ہوں گے تو وہاں باطل معبود مشرکین کے دشمن اور ان کی پرستش سے بیزار ہوں گے۔"

پس (خدا تجھے توفیق دے) اس ستمگر سے حجت و برہان طلب کر اور اس کو آزما اور اس کا امتحان لے۔ اور سوال کر کہ کسی آیت کے ذیل میں کتاب خدا سے کیسے تفسیر کرتا ہے۔ وہ حدود نماز واجب بیان کرے اور جو اس پر واجب ہوتا ہے۔ یقیناً تجھ پر اس کی جہالت اور نقصان دونوں ظاہر ہو جائیں گے خدا اس کا حساب لینے والا ہے۔

خدا حق کی اس کے اہل پر حفاظت کرے اور اسے اس کی قرار گاہ میں رکھے۔ خدا نے ممنوع کر رکھا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کی امامت کے بعد امامت دو بھائیوں میں ہو۔ اور اس وقت جب خدا ہم کو بولنے کی اجازت دے تو تمہارے لئے حق آشکار اور باطل نابود ہو جائے گا۔ اور ہم خدا کی بارگاہ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور گڑگڑاتے ہیں۔ کفایت، نیکی، مہربانی اور ولایت کے سلسلہ میں **حسبنا اللہ و نعم الوکیل و صل اللہ علی محمد و ال محمد۔** یہ توقیع کتاب "احتجاج" جلد دوم ص ۲۷۹ پر اور کتاب الغیبت مولفہ طوسی کے ص ۱۷۹ پر (طبع نعمانی نجف اشرف) اور ترجمہ الزام الناصب میں جلد دوم ص ۴۲۶ پر اور کتاب "معادن الحکمت" میں جلد ۲ ص ۲۸۶ پر موجود ہے۔

ابو الحسن بن جعفر اسدی کے جواب میں توقیع

کتاب "چہرۂ درخشان امام زمانؑ" کے ص ۴۴۰ پر زیر عنوان ۱۰ توقیعات میں سے : ابو الحسن محمد فرزند جعفر اسدی سے منقول ہے کہ میرے سوالوں کے جواب میں حضرت صاحب الامرؑ کی طرف سے شیخ ابو جعفر محمد بن عثمان کے ذریعہ جو مجھ تک وارد ہوا وہ یہ تھا کہ تم نے جو طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اور دو سینگوں کے درمیان غروب ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو کوئی چیز نماز سے زیادہ شیطان کے دماغ کو خاک میں نہیں ملاتی پس نماز

کو قائم کر اور دماغ شیطان کو خاک میں ملا دے۔

اور وہ جو تو نے پوچھا ہے اس فرد کے بارے میں جس کے پاس ہمارے اموال ہیں اور وہ ان کو حلال سمجھتا ہے اور ان میں اپنے مال کی طرح ہماری اجازت کے بغیر تصرف کرتا ہے تو جو بھی اس قسم کے کام کرتا ہے وہ ملعون ہے اور جو ہم پر ستم روا رکھتا ہے وہ ستم گاروں میں سے ہے اور اس پر خدا کی لعنت ہے اس لئے کہ خدا فرماتا ہے کہ خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔

خدا کی طرف سے آئمہؑ کے لیے تفویض خلق کے بارے میں توقیع

کتاب تحفہ قدسی جو "غیبت" شیخ طوسی کا ترجمہ ہے اس کے صفحہ ۲۳۳ پر ہے کہ حسین ابن ابراہیم بن اسناداش سے محمد بن علی بن بابویہ یا علی ابن احمد دلال قمی نے کہا کہ شیعوں کی ایک جماعت نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ خدا نے آئمہؑ کو تفویض کر دیا ہے کہ وہ خلق کریں یا روزی دیں ایک گروہ نے کہا کہ یہ امر محال ہے اور یہ خدا کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اجسام کو خلق و ایجاد کرنے کی قدرت سوائے خدائے عزوجل کے کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ ایک اور گروہ کہتا تھا کہ خدا نے یہ قدرت آئمہ علیہم السلام کو عطا کر دی ہے اور انہیں تفویض کر دی ہے لہٰذا وہ ایجاد کرتے ہیں اور روزی دیتے ہیں۔ وہ اس بات پر جھگڑے اور انہوں نے شدید مناقشہ کیا ان میں سے ایک فرد نے کہا کہ تمہیں اس امر سے کونسی چیز مانع ہے کہ تم ابو جعفر محمد بن عثمانؒ بن سعید عمروی سے رجوع نہیں کرتے۔ تم اس بات کا سوال کرو تاکہ وہ تم پر حقیقت واضح کر دے اس لئے کہ وہ صاحب الامرؑ کا سفیر ہے وہ جماعت اس پر راضی ہو گئی اور اس نے یہ بات قبول کر لی اور یہ مسئلہ لکھ کر خدمت

امامؑ میں بھیج دیا۔ وہاں سے توقیع برآمد ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے: یقیناً خداوند تعالی ہی ہے جس نے ایجاد کیا اور اجسام کو خلق کیا اور روزی تقسیم کی اس لئے کہ وہ جسم نہیں ہے اور کسی جسم میں حلول بھی نہیں کرتا اور اس جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے اور وہ سنتا ہے اور جانتا ہے لیکن آئمہ علیہم السلام خدا سے سوال کرتے ہیں پس خدا خلق کرتا ہے اور وہ چاہتے ہیں اور خدا روزی دیتا ہے ان کی استدعا کو قبول کرنے کی خاطر اور ان کے حق کو عظیم رکھنے کی غرض سے۔

محمد بن عثمان اور ان کا قم کے قاصد کو غیب سے متعلق خبر دینا

ابو نصر ھبتہ اللہ محمد بن ام کلثوم دختر ابو جعفر العمرویؒ نے کہا کہ مجھ سے بنی نوبخت میں سے ایک فرد نے جو ابو الحسن بن کثیر نوبختی ہے اور حدیث بیان کی مجھ سے ام کلثوم محمد بن عثمان عمروی کی لڑکی نے کہ میرے والد کے سامنے قم اور اس کے گرد و نواح سے آئی ہوئی کچھ چیزیں ایک مرتبہ جمع ہوئیں۔ جنہیں ان کو صاحب الامرؑ کی خدمت میں بھیجنا تھا۔ پس جس وقت قم کا قاصد بغداد آیا اور ابو جعفرؒ کے پاس پہنچا اور اموال ان کے حوالے کئے اور ان کو ودیعت کر دیئے اور واپس لوٹنے لگا تو ابو جعفرؒ نے اس سے کہا کہ جو چیزیں تجھے دی گئی ہیں ان میں سے ایک چیز باقی رہتی ہے۔ بتا کہ وہ کہاں ہے۔ اس قاصد نے کہا کہ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ جو کچھ مجھے دیا گیا تھا وہ میں نے تیرے حوالے کر دیا۔ ابو جعفرؒ نے کہا ایک چیز باقی رہتی ہے جا اور جو تیرے پاس ہے اس میں دیکھ اور غور و فکر کر کہ تجھے کیا کیا دیا گیا تھا۔ وہ شخص چلا گیا اور چند روز سوچتا رہا اور تلاش کرتا رہا اسے کچھ یاد نہ آیا اور اس کے ہمراہیوں نے بھی کوئی چیز اس کو یاد نہ دلائی۔ انہیں بھی کچھ یاد نہ تھا۔ وہ شخص ابو جعفرؒ کے پاس آیا

اور کہا جو کچھ مجھے دیا گیا تھا میں نے آپ کو دے دیا اب کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ ابو جعفرؒ نے کہا امامؑ فرماتے ہیں کہ دو سوڈانی کپڑے مردانہ جو فلاں پسر فلاں نے تجھے دیئے تھے وہ کیا ہوئے۔ اس نے کہا ہاں اے میرے آقا قسم خدا کی مجھے یاد نہیں رہے اور میرے دل سے بالکل محو ہو گئے۔ اور اس وقت مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کہاں رکھے ہیں۔ وہ شخص واپس گیا اور اپنے تمام سامان میں دیکھا بھالا لیکن ان دونوں کپڑوں کا پتہ اس نے کہیں نہ پایا۔ وہ ابو جعفرؒ کی خدمت میں واپس آیا اور ان کپڑوں کی گمشدگی کی اطلاع دی۔ ابو جعفرؒ نے کہا فرماتے ہیں کہ تو فلاں بن فلاں روئی بیچنے والے کے پاس جا کہ تو دو گٹھڑیاں اس کے لئے روئی کے انبار میں سے لے گیا تھا۔ اس میں سے ایک عدد گٹھڑی کو کھول (ان دو گٹھڑیوں میں سے ایک پر اس طرح تحریر ہے) پس وہ دو عدد کپڑے" اسی میں ہیں۔ وہ مرد ابو جعفرؒ کے بتانے پر حیران رہ گیا۔ روئی کے انبار پر گیا دونوں گٹھڑیوں کو کھولا اور دیکھا کہ ایک گٹھڑی میں روئی کے ساتھ وہ دونوں پارچے اس میں رکھے ہوئے ہیں۔ اور چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے وہ دونوں کپڑے اٹھا لئے اور ان کو لے کر ابو جعفرؒ کے پاس آیا اور ان کے حوالے کر دیئے۔ اس شخص نے جو کچھ ابو جعفرؒ کی وجہ سے دیکھا تھا وہ لوگوں کا بتایا اور کہتا تھا کہ یہ بالکل عجیب و غریب بات ہے۔ کوئی ایسی باتوں سے واقف نہیں ہوتا سوائے پیغمبرؐ یا امامؑ کے جو خدا کی طرف سے چھپی ہوئی باتوں کو جانتے ہیں، سنتے ہیں اور مخفی باتوں سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ شخص ابو جعفرؒ کے مقام و مرتبہ کو نہیں جانتا تھا اور اس کا نہ جاننا ٹھیک تھا اس لئے کہ معتضد عباسی کے زمانہ میں حالات بہت سخت تھے۔ اور یہ راز اور رمز تھے اس رتبہ و مقام کے جاننے والے خاص لوگوں کے لیے جو حضرت ابو جعفرؒ سے منسوب تھا۔

امام زمانہؑ ابوطاہر کو حکم دیتے ہیں کہ اموال محمد بن عثمان کے حوالے کردے

کتاب تحفہ قدسی "غیبت" شیخ طوسی میں جو فاضل معاصر حاجی شیخ محمد رازی کے قلم سے مرقوم ہے صفحہ ۳۱۵ پر یہ قصہ لکھا ہوا ہے اور وہ ابو طاہر محمد ابن علی بن بلال ہے۔ ابو طاہر محمد بن بلال بھی ان لوگوں میں سے ہے جو امام زمانہؑ کی بابیت اور وکالت کا دعوے دار ہوا۔ اس کا محمد بن عثمانؒ کے ساتھ مناقشہ اور اموال امام زمانہؑ کا ضبط کرنا اس بنا پر کہ وہ مدعی تھا کہ وہ امام زمانہؑ کا وکیل ہے اور اس کا ان اموال کو محمد بن عثمانؒ کے حوالے نہ کرنا اور اس سے شیعوں کا دور ہو جانا اور اس پر لعن اس توقیع کے ذریعہ جو ناحیہ مقدسہ سے برآمد ہوئی یہ سب باتیں مشہور و معروف ہیں۔ (داستان کا خلاصہ)

ابو غالب زراریؒ کہتا ہے ابو الحسن محمد ابن یحییٰ معاذی کہتا ہے کہ ایک شخص امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد، شیعوں میں تفرقہ اور ابو طاہر بن بلال سے انحراف کرکے اس سے مل گیا پھر اس سے پھر گیا اور ہماری طرف آگیا۔ اس ملنے اور جدا ہونے کی غرض ہم نے اس سے دریافت کی کہنے لگا میں ایک روز ابو طاہر کے پاس تھا۔ اس کا بھائی ابو طیب اور ابن حرز اور اس کے پیروکاروں کی ایک جماعت بھی وہاں تھی۔ اس وقت ملازم آیا اور کہا محمد ابن عثمانؒ دروازے پر ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی ابوطاہر کے پیروکار پریشان ہو گئے اور ان کو ان کا آنا برا لگا۔ ابو طاہر نے کہا کہو کہ آ جائیں۔ محمد ابن عثمانؒ داخل ہوئے ابوطاہر اور اس کے پیروکار ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ محمد ابن عثمانؒ صدر مجلس میں اور ابوطاہر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ انہوں نے صبر سے کام لیا تاکہ حاضرین خاموش ہو جائیں۔ اس کے بعد کہا اے ابوطاہر میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا امام زمانہؑ نے تجھے حکم نہیں دیا کہ جو اموال تیرے پاس ہیں وہ میرے حوالے کردے اس نے کہا ہاں فرمایا؟ اس وقت محمد ابن عثمانؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر چلے گئے اور محفل پر خاموشی طاری ہو گئی۔ جب حواس درست

ہوئے تو ابو طیب نے اپنے بھائی ابو طاہر سے پوچھا تو نے صاحب الزمانؑ کو کہاں دیکھا۔ اس نے کہا کہ ابو جعفرؒ نے مجھ کو اپنے ایک مکان میں داخل کیا ناگہاں میں نے دیکھا کہ حضرت نے مجھے مکان کی چھت پر سے آواز دی اور مجھے حکم دیا کہ جو اموال میرے پاس ہیں وہ انہیں دے دوں۔ ابو طیب نے کہا تو نے کیسے جانا کہ وہ امام زمانہؑ ہیں۔ کہنے لگا جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی ہیبت مجھ پر طاری ہو گئی۔ میں بہت مرعوب ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ صاحب الزمانؑ ہیں۔ (یہ امر بجائے خود ابو جعفرؒ کی کرامتوں میں سے ہے)

محمد ابن عثمان کی کرامتوں میں سے ایک اور کرامت

الخرائج ابن بابویہ عن محمد ابن متیل قال: دعانی ابو جعفر العمری فاخرج ثوبات معلمہ و صرہرات فیھا دراھم فقال: تحتاج ان تصمر نفسک الی واسط

عبارات کا ترجمہ: ابن بابویہ' محمد ابن متیل سے نقل کرتے ہیں کہ ابو جعفرؒ عمروی نائب امام زمانؑ نے مجھے بلایا اور حکم دیا کہ فوراً واسط چلا جاؤں اور یہ کہا کہ واسط پہنچتے ہی خصوصاً" اس وقت جب تم گھوڑے سے اترو تو اس وقت تم سے ایک آدمی ملے گا تو یہ کپڑے اور روپوں کی تھیلی تم اس کو دے دینا اور اسی کے حوالے کر دینا۔ محمد ابن متیل کہتا ہے کہ اس حکم کے مطابق میں نے واسط کا سفر کیا۔ سب سے پہلے جو شخص مجھے ملا وہ محمد قطاہ تھا۔ جب اس نے مجھ سے ملاقات کی اور اس نے مجھ سے تعارف چاہا تو میں نے اپنا نام بتایا۔ ہم ایک دوسرے کے گلے ملے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ ابو جعفرؒ نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ کپڑے اور یہ روپے میں تمہیں دے دوں۔ اس نے کہا خدا کا شکر ہے۔ محمد ابن عبداللہ انتقال کر گئے ہیں اور میں گھر سے اس غرض سے باہر نکلا ہوں کہ ان کی تجہیز و تکفین کا سامان بہم کروں۔ ہم نے ان کپڑوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ کفن ہے اور وہ روپیہ دفن کے اخراجات کے لئے

ہے۔ میں (محمد بن متیل) نے بھی اس شخص کے جنازہ میں شرکت کی اور دفن و کفن کی تکمیل کے بعد میں واسط سے واپس آگیا۔ یہ واقعہ خود بخود گواہی دیتا ------ اور ثابت کرتا ہے کہ جناب ابو جعفر عمؒ اسرار غیبی سے واقف تھے اور یہ بات ان کے معجزات میں سے ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔

ساتواں باب

نائب سوم جناب حسین ابنؒ نوبختی کے حال کی شرح اور ان کے فضائل

فضائل: حضرت امام زمانہؑ ان کو صاحب بلند منزلت کی حیثیت سے متعارف کراتے تھے۔ عالم جلیل زاہد نبیل نخبۃ المحدثین مرحوم محدث قمی (قدس اللہ روحہ) اپنی کتاب "منتہی الامال" میں حسین ابن روح کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔ امام زمانہؑ کی توقیع: **نعرفہ عرفہ اللہ خیر کلہ و رضوانہ و اسعدہ بالتوفیق ------- و انہ عند نا بالمنزلتہ و المحل الذی لیرانہ زاد اللہ فی احسانہ الیہ انہ ولی قدیر**

ترجمہ: مضمون بلاغت آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم حسین ابن روح کو پہچانتے ہیں۔ اللہ اسے جانے۔ اسے اپنی رضا و خیر کے طریقہ پر عالم گردانے اور اس کی اپنی توفیق سے مدد فرمائے۔ ہم اس کی امانت داری اور دینداری سے باخبر ہوئے اور ہم اسے قابل اعتماد و وثوق سمجھتے ہیں۔ یقیناً اس کا ہماری نظر میں اتنا بلند مقام و مرتبہ ہے کہ یہ مرتبہ اس کو شاد رکھتا ہے۔ پروردگار عالم اپنے احسان کا اس پر اضافہ کرے یقیناً وہ تمام نعمتوں کا حامل ہے اور ہر شے پر قادر ہے اور حمد و ستائش پروردگار عالم کے

لیے روا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور صلواۃ ہو اس کے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاکؑ پر۔ نقل از منتہی الامال جلد دوم ص ۵۰۷ طبع اسلامیہ ۱۳۳۸ھ

حسین ابن روحؒ غیب کی خبر دیتے ہیں

یہ قصہ مختصراً" یوں ہے کہ محمد ابن حسین صیرفی (کتاب اکمال الدین سے نقل) کہتا ہے کہ میں بلخ سے بہ ارادہ حج باہر نکلا۔ میرے پاس مال خمس تھا جس میں آدھا سونا تھا اور آدھی چاندی تھی۔ میں نے سونے چاندی کے ٹکڑے کر لئے جو شمش کی شکل کے ہو گئے۔ جب میں سرخس پہنچا تو ایک ریگستان میں ٹھہرا تو ٹکڑوں پر نگاہ ڈالنے سے پتہ چلا کہ ایک ٹکڑا میرے ہاتھ سے اڑ گیا اور صحرا میں گر گیا جسے میں نہ دیکھ سکا۔ جب میں شہر ہمدان میں پہنچا تو ٹکڑوں کو دوبارہ دیکھنے لگا اور گننے لگا۔ مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ ایک ٹکڑا میرے ہاتھ سے گر کر صحرا میں رہ گیا ہے۔ اور مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ (ٹکڑے کا وزن ۹۳۔۱۰۳ مثقال تک تھا بہ اختلاف روایت) اسی جگہ (ہمدان) اتنے ہی وزن کا ٹکڑا جتنے وزن کا میرے ہاتھ سے صحرا سرخس میں گر گیا تھا میں نے اپنے مال میں سے بنوایا اور گم شدہ ٹکڑے کی جگہ اس کو رکھ دیا۔ اور باقی ٹکڑوں میں اسے ملا دیا۔ جب میں بغداد پہنچا اور حسین ابن روحؒ کی تلاش میں نکلا تو جو کچھ میں لایا تھا وہ میں نے ان کے حوالے کر دیا تو آنجناب نے سونے کے ٹکڑوں کے درمیان اسی ٹکڑے کو جو میں نے اپنے مال سے بنوایا تھا اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور اس کو بٹوہ سے باہر نکالا اور فرمایا یہ ٹکڑا ہمارا مال نہیں ہے۔ وہ ٹکڑا جو ہمارے مال کا جزو تھا اور جسے سرخس میں خیمہ لگاتے وقت ریگستان میں گم کر دیا تھا تو اسی جگہ جا اور اسے تلاش کر وہ تجھے مل جائے گا۔ جا اس جگہ چلا جا۔ لیکن تو مجھے دوبارہ نہیں دیکھے گا (یہ امر کرامت اور فضائل میں سے ہے)

حسین ابن روحؒ کا حسن سلوک

بحار کے ترجمہ میں یہ داستان مختصر طور پر اس طرح تحریر ہے کہ ابونصر ہبتہ اللہ نے کہا کہ ابو الحسن بن کبریائی نوبختی اس طرح کہتا ہے کہ حسین ابن روحؒ تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ آپ کا دربان معاویہ پر لعنت کرتا ہے اور اسے گالیاں دیتا ہے انہوں نے حکم دیا کہ اسے نکال دیں اور اسے کام سے علیحدہ کر دیں۔ وہ ایک مدت تک بیکار رہا۔ اس نے التجا کی کہ اسے دوبارہ کام پر لگایا جائے۔ خدا کی قسم اسے حسین ابن روحؒ نے دوبارہ کام پر نہ لگایا اور یہ تمام کام تقیہ کی وجہ سے تھا۔

اور پھر ہبتہ اللہ نے کہا ابو احمد بن ابرض نے خبردی اور کہا کہ میں بھائیوں اور دوستوں کے ہمراہ حسین ابن روحؒ کے گھر پر آتا جاتا تھا۔ اور ان سے معاملہ کرتا تھا۔ اس وقت ہم تقریباً" دس افراد تھے۔ ہم میں سے نو آدمی حسین ابن روحؒ کو قابل لعنت سمجھتے تھے۔ باقی ایک فرد کو اس معاملہ میں شک اور تردد تھا (یعنی وہ ان پر لعنت کرنے کے لیے خود کو آمادہ نہیں کر سکتا تھا) لیکن جس وقت ہم حسین ابن روحؒ سے بات کرتے تھے' اور ان کے ساتھ وقت گزارتے تھے تو' ہم نو آدمیوں کا دل ان کی طرف مائل ہوتا تھا اور ہم ان سے اس طرح رخصت ہوتے تھے کہ ان کی محبت کے وسیلے سے بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ فضائل صحابہ' پیغمبر اور حدیثیں سناتے تھے کہ ان میں سے کچھ روایت کی گئی تھیں اور کچھ روایت نہیں کی گئی تھیں۔ اور ان کو ہم نے ان سے سنا تھا اور یہ طرز عمل ان کے حسن سلوک کا نمونہ تھا۔

حسین ابن روحؒ کا ایمان و اطمینان

اس موضوع کا بیان اس طرح ہے کہ ابن نوح نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے مصر کے شہر میں سنا کہ وہ ذکر کر رہے تھے کہ ابی سہل نوبختی سے کہا گیا تھا کہ امر وکالت شیخ ابی القاسم حسین ابن روحؒ کو کس طرح منتقل ہوا اور تیری طرف کیوں نہ منتقل ہوا۔ جواب دیا کہ وہ (یعنی آئمہ اطہارؑ) زیادہ جانتے ہیں اور جسے وہ پسند کرتے ہیں وہ بہتر اور نیکوتر ہے۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ دشمنان دین سے ملتا رہتا ہوں اور دین و مذہب کے معاملہ میں ان سے مناظرہ و مجادلہ کرتا ہوں اور بات چیت کرتا ہوں اگر میں وکیل ہو جاتا اور آنجناب کی جائے سکونت و قیام کو پہچانتا تو اس طرح جس طرح حسین ابن روحؒ پہچانتے ہیں اور میں کسی دلیل یا جواب کے سلسلہ میں عاجز رہ جاتا تو یہ مجھے ہر طرح گمان ہے کہ میں آنجناب کی جائے قیام کا پتہ دوسروں کو بتا دیتا۔ لیکن اگر حجتہ اللہؑ حسین ابن روحؒ کے دامن کے نیچے ہوں اور ان کے جسم کو قینچی سے کاٹا جائے تو وہ ہرگز اپنے دامن کو ان کے چہرہ سے نہیں ہٹائیں گے اور ان کا لوگوں کو پتہ نہیں بتائیں گے۔ تو یہ بات ان کے کمال اطمینان اور ایمان حقیقی کی دلیل ہے اور جناب حسین ابن روحؒ کے موثق ہونے پر دلالت کرتی ہے اور ضمناً" یہ بات بھی بتاتی ہے کہ دوسروں کی بہ نسبت حتیٰ کہ نزدیکی رشتہ داروں' دوستوں' جاننے والوں بلکہ محمد ابن عثمان کے وابستگان قریب کی بہ نسبت بھی حتی کہ ہبتہ اللہ بن محمد جو محمد بن عثمان کا نواسہ تھا ان سے بھی زیادہ حسین ابن روحؒ کو اطمینان حاصل تھا۔

آئندہ کی خبر دینا

کتاب منتخب الاثر میں آیت اللہ لطف اللہ صافی ص۳۹۷ پر تحریر فرماتے ہیں

غیبت الشیخ : جماعتہ عن ابی عبداللہ الحسین ابن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ : قال حدثنی جماعتہ من اھل بلدنا القمیین کانوا ببغداد فی سنتہ التی خرجت

القرامطه علی الحاج و هی سنته تناثر الکواکب و ان والدی کتب الی الشیخ ابی القاسم الحسین ابن روح (رضی الله عنه) یستاذن فی الخروج الی الحج فخرج الجواب لا تخرج فی هذا السنته فاعاد فقال هو نذر واجب لیجوزلی العقود۔ فخرج فی الجواب ان کان لا بد فکن فی القافله الاخره فکان فی القافله الاخره فسلم بنفسه و قتل من تقد مه فی القوافل الاخره ترجمہ یہ ہے کہ راویوں کے ذکر کے بعد علی بن بابویہ کہتا ہے کہ میں نے جناب حسین ابن روحؒ سے اجازت چاہی کہ میں اسی سال حج کا سفر کرنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اعمال حج انجام دوں۔ مجھے اپنے شہر سے خروج کی اجازت دے دیں۔ میرے خط کے جواب میں انہوں نے تحریر کیا کہ اس سال حج نہ کرو اور یہ کام دوسرے سال انجام دینا۔ پھر میں نے ایک اور خط لکھا کہ میں نے نذر مانی تھی اور واجب تھا کہ وہ نذر اس سال پوری کروں۔ انہوں نے تحریری طور پر مجھے بتایا کہ اب جبکہ جانے سے تمہیں مفر نہیں ہے تو لازم ہے کہ اس قافلہ میں جاؤ جو حاجیوں کا آخری قافلہ ہے۔ کسی دوسرے قافلہ میں نہ جانا میں نے ان کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اس سال قرامطیوں نے حاجیوں کو لوٹا ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور حجاج کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فقط آخری قافلہ جس میں میں تھا ڈاکوؤں اور چوروں کی دست برد سے محفوظ رہا۔

آٹھواں باب

قرامطہ اور اس کے معنی اور اس فرقہ کی مختصر شرح

مجمع البحرین (مرحوم طریحی) ص ۳۴۰: **القرامطتہ فرقتہ من الخوارج**
قرامطہ و قرامطین خوارج کا ایک فرقہ ہے۔ اس کے لغوی معنی بیان کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں: **و عن الشیخ البھائی انہ فی سنتہ عشر ثلاثماہ دخلت القرامطہ الی مکہ فی ایام الموسم و اخذ وا الحجر الاسود و بقی عند ھم عشرین سنتہ و قتلوا خلقا کثیر و ممن قتلوا علی بن بابویہ و کان یطوف فما قطع طوافہ فضربوہ بالسیف فوقع الی الارض**

شیخ بہائی کہتا ہے کہ سن ۳۱۰ھ میں ایام حج میں قرامطہ مکہ آئے اور حجر اسود کو اس کی جگہ سے اکھاڑ لیا اور اسے نکال لیا۔ اور ایک عرصہ تک حجر اسود قرامطہ کے پاس رہا۔ انہوں نے اس سال حاجیوں اور دوسرے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو قتل کیا ان مقتولین میں سے علی بن بابویہ بھی ہیں جن کو طواف کی حالت میں تلوار کی ضرب سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ قتل ہو کر زمین پر گر پڑے عالی مرتبہ محدث قمی سفینہ البحار جلد دوم کے ص ۴۲۵ پر اس طرح تحریر کرتے ہیں۔ **القرامطیہ و ھم المبارکیہ**

والاسمعیلیہ ایضا و ھم فرقتان ۔ فرقتہ قالت بلمامۃ اسمعیل بن جعفر و انہ القائم المنتظر علیہ السلام و قالت فرقہ و ھو الا ملم بعدہ ۔ (عبارت کا ترجمہ اور قرامطہ کے بارے میں نقطہ نظر کا اظہار درج ذیل سطروں میں مطالعہ و تحقیق کے عنوان کے ماتحت قارئین کے سامنے ہو گا۔)

قرامطہ کے بارے میں تحقیق و تجزیہ

مجمع البحرین جو لغت کی کتاب ہے اس میں قرامطہ کے معنی کے سلسلہ میں اس طرح تحریر ہے کہ: شیخ بہائی سے نقل کرکے لکھا ہے کہ قرامطہ یہ ہے کہ سال ۳۱۰ میں انہوں نے موسم حج میں مکہ میں وارد ہو کر بہت سی مخلوق کو قتل کیا اور ان کا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ ان مقتولین میں سے علی بن بابویہ بھی ہیں۔ وہ حجر اسود اکھاڑ کر لے گئے اور یہ پتھر بیس برس تک ان کے پاس رہا مرحوم طریحی جو کتاب معتبر مجمع البحرین کے تحریر کرنے والے ہیں۔ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴۰ پر نقل کرتے ہیں: عن الشیخ البھائی کے جملہ سے شیخ بہائی کی بات نقل کرتے ہیں: **عن الشمخ البھائی انہ فی سنتہ عشر ثلاثماہ دخلت القرامطہ فی ایام موسم الحج۔** قرامطہ کا خروج اور ان کا مکہ میں داخل ہونا اور ان کے ڈاکے کو سال ۳۱۰ سے متعلق کرکے بیان کیا ہے اور قصص قرآن نامی کتاب کے ص ۵۹ پر فرہنگ قصص (صدر بلاغی) میں تحریر ہے کہ ۲۱۹ ھ کی ذی الحج کی سات تاریخ کو (ممکن ہے ۳۱۹ ہو ۲۱۹ نہ ہو کہ واقعہ سے مطابقت رکھتا ہے) ابو طاہر قرامطی ایک لشکر جرار لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا اور اس نے طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں پر تلوار سونت لی اور حاجیوں کو مکہ اور اس کے دروں کے مابین اس نے قتل کر دیا۔ اور تیس ہزار سے زیادہ افراد کا خون بہایا۔

توجہ: مرحوم شیخ بہائی نے قرامطہ کے مکہ پر حملے کا سن ۳۱۰ھ بیان کیا ہے۔ مرحوم شیخ

بہائی کا یہ نقطہ نظر جناب حسین ابن روحؒ نوبختی کے زمانہ نیابت سے مطابقت رکھتا ہے۔ چنانچہ مرحوم مقدس اردبیلی کتاب جامع الرواۃ کی جلد دوم ص ۱۴۸ پر تحریر کرتے ہیں کہ: **و کان محمد بن عثمان بن سعید العمری قد حفر لنفسہ قبرا سواہ بالساج فسئل عن ذلک فقال للناس اسباب ثم سئل بعد ذلک فقال قد امرت ان اجمع امری فمات بعد ذلک شھرین فی جمادی الاولی سنتہ خمس و ثلاثماہ (و قیل سنتہ اربع و ثلاثماۃ)** ترجمہ: محمد ابن عثمان سعید عمری نے اپنے لئے ایک قبر کھود کر اسے پکی بنائی تھی۔ جب ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو لوگوں کو کہا اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ اس کے بعد جب سوال ہوا تو فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے معاملات کو جمع کروں پس اس سے دو ماہ بعد جمادی الاول سنہ ۳۰۵ھ فوت ہو گئے۔ ایک روایت کے مطابق ۳۰۴ھ میں محمد ابن عثمان بن سعید نے رحلت فرمائی۔

محمد بن عثمان ۳۰۴ یا ۳۰۵ میں وفات پاتے ہیں اور اسی وقت امامؑ کی جانب سے حسین ابن روحؒ نیابت پر مامور ہوتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر مکہ کے موسم حج میں قرامطہ کا حملہ کرنا اور حاجیوں کو قتل کرنا جناب حسین ابن روحؒ کے عہد میں ہو گا اس لئے کہ ان کا زمانہ نیابت ۲۱ تا ۲۲ سال ہے۔ (یعنی ۳۰۵ سے لے کر ۳۲۶ تک) پس مرحوم شیخ بہائی جو کچھ بیان کر رہے ہیں کہ ۳۱۰ھ میں قرامطہ نے حملہ کیا تو وہ حسین ابن روحؒ کا زمانہ نیابت ہی ہو گا۔ خصوصاً" اس کے پیش نظر کہ کتاب منتخب الاثر ص ۳۹۷ پر شیخ طوسی کی "غیبت" میں اس طرح منقول ہے:۔ **جماعتہ عن ابی عبداللہ الحسین ابن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ قال: حدثنی جماعتہ من اھل بلدنا القمیین کانوا بہ بغداد فی السنتہ التی خرجت القرامطہ علی الحاج و ھی سنتہ تناثر الکواکب ان والدی کتب الی الشیخ ابی القاسم الحسین ابن روح (رضی اللہ عنہ) یستاذن فی الخروج الی الحج** (الی آخر حدیث) مرحوم شیخ اپنی کتاب "غیبت" میں لکھتے ہیں کہ حسین ابن روح کی نیابت کے زمانہ میں قرامطہ نے مکہ پر حملہ کیا اور بے قصور حجاج اور ان کے احباب کو قتل کیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر فرہنگ قصص قران کا نقطہ نظر کہ قرامطہ کا مکہ میں ورود اس عظیم شہر میں قتل و غارت، ابو طاہر قرملی کے عہد سلطنت میں، اور وہ بھی موسم حج میں اور سال ۳۱۹ یا ۳۱۰ھ میں، جیسا کہ شیخ بہائی قرامطہ کے حملے کے سلسلے میں تحریر کرتے ہیں، اور "غیبتہ" طوسی میں بھی تحریر ہے، اور ایک جماعت کی طرف سے کہ وہ ابی عبداللہ الحسین بن علی بن حسین سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ میرے والد نے جناب حسین ابن روح سے اجازت حاصل کی تاکہ مکہ جائیں اور وہ سال تھا کہ قرامطہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا، مکمل طور پر یہ بات واضح کرتا ہے کہ قرامطہ کا حملہ جناب حسین ابن روحؒ کے زمانے میں ہوا۔ اور وہ ۳۰۵ھ میں منصب نیابت پر امام کی طرف سے فائز ہوئے تھے۔ ہم جو کچھ قصص قرآن میں ہے اس سے قبل کے صفحہ میں قارئین کے سامنے جو کچھ پیش کر چکے ہیں اب کتاب تتمہ المنتہی میں محدث عالی قدر مرحوم شیخ عباس قمی نے جو کچھ تحریر کیا ہے اس سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

قرامطہ اور ان کی داستان تتمہ المنتہی کے

ص ۲۷۶

۲۸۶ھ میں قرملی نے بحرین میں خروج کیا اور اس کا تسلط مضبوط ہو گیا اور خلیفہ کے لشکر اور اس کے درمیان بہت سے لڑائیاں ہوئیں۔ اس نے کئی مرتبہ خلیفہ کے لشکر کو شکست دی اور بصرہ اور اس کے گرد و نواح کو لوٹا اور ابو سعید مذکور ابو طاہر رئیس قرامطہ کا باپ ہے۔ قرامطہ ہمیشہ شہروں میں فساد کرتے تھے اور ۳۱۷ھ کے موسم حج میں گئے اور حاجیوں کا مال لوٹ لیا اور لوگوں کو مسجد الحرام میں قتل کیا اور مقتولین کو چاہ زمزم میں پھینک دیا۔ باب کعبہ اور حجراسود کو اکھاڑ پھینکا اور کعبہ کا پردہ اٹھا لیا اور اس کو آپس میں تقسیم کر لیا اور اس میں سے ایک نے چاہا کہ کعبہ کے

پرنالے کو اکھاڑے وہ کعبہ کی چھت سے گر پڑا اور ہلاک ہو گیا۔ پس انہوں نے مکہ کے گھروں کو لوٹا، حجر اسود لے گئے۔ امیر بغداد و عراق نے پچاس ہزار دینار دیئے کہ وہ حجر اسود کو لوٹا دے تاکہ وہ مکہ لے جائیں۔ انہوں نے یہ بات نہ مانی اور وہ بائیس سال تک ان کے پاس رہا حتی کہ عبداللہ مہدیؑ جنہیں امام جعفر صادقؑ کے بیٹے اسمٰعیل کی اولاد میں شمار کیا ہے اور ان کی افریقہ میں حکومت تھی۔ انہوں نے ابو طاہر کو خط لکھا اور اسے اس نامناسب اقدام پر سرزنش کی اور اس پر لعنت کی اور کہا کہ تو نے ہم کو ذلیل و رسوا کر دیا اور حکومت کو الحاد سے ملحق کر دیا تجھے چاہئے کہ حجر اسود کو اس کے مکان کو لوٹا دے اور لوگوں کے اموال ان کو واپس کر دے۔ پس قرامطہ نے حجر اسود کو اس کی جگہ لوٹا دیا۔ تتمہ المنتہی کے ص ۲۹۸ پر یوں لکھا ہے۔ الراضی باللہ کے زمانہ میں امر خلافت میں گڑبڑ واقع ہو گئی اور بہت سے لوگوں نے خروج کیا اور شہروں پر قبضہ کر لیا اور سلطنت قائم کر لی اور وہ سلطنت طوائف کے ملوک کی طرح کی تھی۔ چنانچہ منقول ہے کہ بصرہ، واسط اور اھواز عبداللہ بریدی اور اس کے بھائیوں کے زیر فرمان تھے اور فارس کی سلطنت عماد الدین بن بویہ کے قبضہ میں تھی اور موصل اور دوسرے علاقے دیار ربیعہ و مصربنی ہمدان کے قبضے میں تھے اور مصر و شام اخشید بن طغج کے زیر نگیں اور مغرب و افریقہ عبداللہ مہدی کے پاس اور بلاد اندلس بنی امیہ کے ماتحت اور خراسان اور اس کے اطراف نصر بن احمد سامانی کے قبضہ میں۔ بحرین و یمامہ و ہجر ابو طاہر قرمطی کے پاس۔ طبرستان و جرجان دیلم کے قبضہ میں اور الراضی کے قبضہ میں صرف بغداد تھا۔ پس عباسی سلطنت کے ارکان متزلزل ہو گئے تھے اور ان کی سلطنت روبہ زوال تھی۔ الراضی نے چھ سال اور گیارہ دن حکومت کی۔ اسی کتاب کے ص ۲۸۲ پر مرقوم ہے:۔ ۳۰۱ھ میں ابو سعید جنابی قرمطی رئیس قرامطہ کو ایک خادم نے حمام میں قتل کر دیا اور اس کا بیٹا ابو طاہر سلمان ابو سعید باپ کی جگہ رئیس قرامطہ مقرر ہوا۔ سفینہ جلد دوم ص ۴۵ پر محدث قمی اعلی اللہ مقامہ اس طرح تحریر کرتے ہیں

قرمطہ ۔ القرامطہ وھم المبارکیہ و الاسمعیلیہ ایضاً" و ھم فرقتان فرقتہ قالت بإمامہ اسمعیل بن جعفر و انہ القائم المنتظر" و قالت فرقہ اخری ان اسمعیل توفی فی حیاۃ ابیہ غیر انہ قبل و فاتہ نص علی ابنہ محمد و ھو الامام بعدہ۔

کتاب سفینہ میں قرامطہ کو دو گروہوں کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا ہے مبارکیہ و اسماعیلیہ فرقہ والے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسمٰعیل امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند مہدی منتظر ہیں اور ایک اور فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اسمٰعیل اپنے والد کی زندگی ہی میں دنیا سے گزر گئے لیکن موت سے قبل اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے محمد کو امام جانتے تھے۔

طریحی کے نظریہ کی رو لغت قرمطہ میں (مجمع البحرین) تتمہ المنتہی ص ۲۸۸، ۳۱۷ھ میں مقتدر نے منصور دیلمی کو امیر حجاج مقرر کیا وہ حاجیوں کے قافلے کے ہمراہ مکہ گیا اور وہاں خیریت سے پہنچ گیا۔ ابو طاہر قرملی ملعون بھی مکہ آیا اور ترویہ کے روز مسلمانوں سے ملاقات کی اور ان پر ظلم کیا اور ان کو مسجد الحرام میں قتل کیا اور مقتولین کو چاہ زمزم میں پھینک دیا اور ایک چھینی حجر اسود پر اتنی دفعہ ماری کہ وہ ٹوٹ گیا۔ اس کو اکھاڑ لیا۔ یہ واقعہ ۱۴ ذی الحجہ ۳۱۷ھ کو ہوا۔ وہ گیارہ روز مکہ میں رہے اور حجر اسود اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے۔ بیس سال سے زیادہ عرصہ تک وہ ان کے پاس رہا۔ مسلمانوں نے پچاس ہزار دینار ان کو دینے چاہے کہ وہ حجر اسود لوٹا دیں مگر انہوں نے قبول نہیں کئے یہاں تک کہ مطیع اللہ کے زمانہ میں ۳۳۹ھ میں عبیداللہ مہدی کے حکم سے اسے انہوں نے مکہ لوٹا دیا۔ (چنانچہ تاریخ میں ۲۸۶ھ) کی طرف اس کا اشارہ ہوا ہے)

صاحب مجمع البحرین کا نقطہ نظر: مجمع البحرین میں قرمط کے بارے میں شیخ بہائی سے نقل کیا گیا ہے کہ ۲۱۰ھ میں حج کے زمانہ میں قرامطہ مکہ میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کو لے گئے بیس سال تک ان کے پاس رہا۔ انہوں نے بہت سی مخلوق کو قتل کیا۔ مرنے والوں میں سے علی بن بابویہ بھی تھا جو طواف میں مشغول تھا پس اس کے تلوار

ماری گئی وہ زمین پر گر پڑا۔

اس نقطہ نظر کی رد: یہ ایک عجیب معاملہ ہے اس کے باوصف کہ کسی نے تذکرہ نہ کیا۔ صرف اختیارات میں مجلسی' ابن بابویہ کی تاریخ وفات کے سلسلہ میں مخالف ہے۔ چنانچہ اس میں شعبان ۳۲۹ھ لکھی ہوئی ہے۔

حجر الاسود کا رفع الاستبعاد: مولف (تتمہ کا لکھنے والا) کہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اس مفہوم سے دوری اختیار کرے۔ حجر الاسود سے کہا۔ وہ الہی آیتوں میں سے ایک آیت ہے۔ اس کی ایک حالت ہے۔ ان میں سے یہ کہ اس نے گفتگو کی ہے۔ جناب سید سجادؑ کے لئے جب ان کا تنازعہ ہوا امامت کے بارے میں محمد حنفیہ کے ساتھ۔ اور یہ بات بہت مشہور گئی کہ وہ اپنے نصب کئے جانے کے سلسلہ میں سوائے معصوم کے کسی اور کی اطاعت نہیں کرتا جیسا کہ چند مرتبہ ایسا ہوا۔ اسی بنا پر شیخ اجل اقدم جعفر بن محمد بن قولویہ قمی اسی سال جس سال حجر اسود کو لے گئے تھے کہ اس کی جگہ نصب کریں تو انہوں نے سفر اختیار کیا تاکہ وہ حضرت صاحب الزماںؑ کی خدمت میں بھی پہنچیں۔ حجر اسود کے نصب کرنے کے وقت وہ بغداد میں بیمار ہو گئے۔ پھر انہوں نے نائب مقرر کیا اور رقعہ لکھا اور نائب کو دے کر مکہ بھیج دیا اور نائب سے کہا کہ اس رقعہ کو اسے دیکھو جو حجر اسود کو خود نصب کرے۔ اور اس تحریر میں انہوں نے اپنی عمر کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اس شخص نے وہ خط آنجناب کو پہنچایا۔ آپ نے رقعہ کا مطالعہ کئے بغیر ہی فرمایا کہ وہ تیس سال اور زندہ رہیں گے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے کہا تھا۔ حجر الاسود ایک پتھر تھا۔ جو بہشت میں حضرت آدم کے پاس تھا۔ اور روایت میں ہے کہ وہ عظیم ملائکہ میں سے ایک ملک ہے۔ اللہ نے بندوں کا میثاق اس کو ودیعت کر دیا اور وہ روز قیامت اپنے میثاق کے ہمراہ آئے گا یہی وجہ ہے کہ اس کو چومنے کے وقت آپ کہتے ہیں۔ **امانتی ادیتھا و میثاقی تعاھدتہ لتشھد لی عندک بالموافات**

عمر ابن خطابؓ کا استبعاد اور ناگوار گفتگو

روایات میں ہے اور علمائے عامہ نے بھی اس کو نقل کیا ہے کہ ایک سال عمر ابن خطابؓ نے حج کیا۔ اسی سال حضرت امیر المومنینؑ بھی تشریف لے گئے تھے۔ عمرؓ حجر الاسود کے نزدیک آئے۔ اس کو بوسہ دیا اور کہا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اور اگر رسولؐ خدا کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ نفع بھی پہنچاتا ہے اور نقصان بھی۔ اس لئے جب خدا نے اپنے بندوں سے میثاق لئے تو ایک ورق پر لکھ کر حجر اسود کے حوالے کر دیئے اور میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ روز قیامت حجر اسود اس طرح آئے گا کہ اس کو زبان حاصل ہو گی تاکہ وہ شہادت دے اس کے بارے میں جس نے اسے بوسہ دیا ہے کہ وہ موحد تھا۔ عمرؓ نے کہا **لا خير في عيش قوم لست فيهم يا ابا الحسن** ترجمہ: اے ابو الحسنؑ جس قوم میں آپؑ نہ ہوں اس کی زندگی میں بھلائی نہیں۔

حسین ابن روحؒ کی کرامت کا ایک اور نمونہ

واقعہ یوں ہے: مرحوم صدوق اکمال الدین میں ص ۵۱۹ پر (طبع تہران دار الکتب الاسلامیہ سال ۱۳۹۵ھ) یوں تحریر کرتے ہیں: **قال حسن بن علی بن محمد المعروف بابی علی بغدادی' ورایت تلک السنته بمدینته السلام امراة فسالتنی عن وکیل مولانا من هو فاخبر ها بعض القميين انه ابو القاسم ابن روح و اشار اليها فدخلت عليه و انا عنده فقالت ايها الشيخ ای شئی معی فقال ما معک فالقيه فی الدجله ثم ائتينی حتی اخبرک قال: فذهبت المراة و حملت ما كان معها فالقيه فی الدجله ثم**

رجعت و دخلت الی ابی القاسم الروحی (قدس اللہ روحہ) فقال ابو القاسم لمملوکۃ اخرجی الی الحق۔ تا آخر داستان۔

ترجمہ : ابن علی بغدادی کا کہنا ہے کہ بغداد میں ایک عورت سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ سے پوچھا ہمارے مولا امام زمانہؑ کا وکیل کون ہے میں نے کہا کہتے ہیں کہ ابو القاسم ہے اور میں نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ وہ عورت حسین ابن روحؒ کے پاس پہنچی۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ عورت نے حسین ابن روحؒ سے کہا۔ میرے ساتھ کیا چیز ہے جسے اپنے مولا تک پہنچانے کے لیے میں تیرے پاس لائی ہوں۔ حسین ابن روحؒ نے اس عورت سے کہا۔ وہ بٹوہ جس میں روپے ہیں اسے دجلہ میں پھینک آ اور بلا کسی تاخیر کے میرے پاس آ تا کہ پروردگار کی خصوصی عنایت اور قدرت کا تو مشاہدہ کرے۔ عورت نے ایسا ہی کیا اور بٹوہ کو دجلہ میں پھینک دیا اور واپس لوٹ آئی۔ حسین ابن روحؒ نے اپنے غلام سے کہا جا وہ بٹوہ لا۔ غلام ان کے حکم کے مطابق گیا اور وہ بٹوہ لے آیا۔ جناب حسین ابن روحؒ نے اس عورت سے کہا آ اور اس بٹوہ پر نگاہ ڈال ملاحظہ کر اور دیکھ کہ یہ وہی کیسہ ہے جسے تو نے دجلہ میں ڈال دیا تھا۔ عورت قریب آئی اور دیکھا' تصدیق کی' اقرار کیا اور کہا کہ یہ میرا وہی بٹوہ ہے جسے میں نے دجلہ میں پھینکا تھا اور تیرے پاس آ گئی تھی۔ اس کے بعد جناب حسین ابن روحؒ نے اس عورت سے کہا میں تجھے بتاؤں یا تو مجھے بتائے گی کہ اس بٹوہ میں کتنا مال ہے عورت نے جناب حسین ابن روحؒ سے کہا آپ بتائیں اور خبر دیں۔ جناب حسین ابن روحؒ نے بٹوہ بغیر کھولے فرمایا کہ اس کیسہ میں ایک جوڑی طلائی دست بند ہیں ایک بڑی بالی ہے دو چھوٹی بالیاں ہیں جواہر ہیں دو انگوٹھیاں ہیں جن میں سے ایک میں فیروزہ ہے ایک میں عقیق ہے۔ (بٹوہ میں وہی کچھ تھا جو جناب حسین ابن روحؒ نے بتایا تھا۔ بلا کم و کاست) عورت نے بٹوہ کھولا اور جو کچھ جناب حسین ابن روحؒ نے فرمایا تھا ایک ایک کرکے باہر نکالا۔ نہ صرف میں بلکہ دیکھنے والا ابی علی بغدادی اور وہ عورت تینوں غرق حیرت رہ گئے۔

ثم قال الحسین لی بعد ما حدثنی بھذا الحدیث اشھد عند اللہ عزوجل یوم القیامتہ بما حدثت بہ انہ کما ذکرتہ لم از دفیہ و لم انقص منہ و حلف بالائمہ علیھم السلام میں ابی علی بغدادی اس واقعہ کا نقل کرنے والا آئمہ اطہارؑ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی بروز قیامت گواہی دوں گا اور جو کچھ میں نے کہا وہ بلا کم و کاست وہی ہے۔

حسین ابن روحؒ کی گفتگو مختلف زبانوں میں

(کرامت کا اظہار)

یہ واقعہ اس طرح ہے: زینب زوجہ محمد بن عبدیل (آبہ) جو ساوہ کے گرد و نواح میں ایک قریہ ہے جو اس زمانہ میں ایک آباد شہر تھا۔ اس عورت نے ایک وقت خواہش کی کہ جناب حسین ابن روحؒ کے پاس جائے۔ اس نے دل میں سوچا کہ میں غیر عرب عورت ہوں۔ میں حسین ابن روحؒ سے بات نہیں کر سکوں گی بہتر یہ ہے کہ ایک مترجم جو عربی جانتا ہو اور ان کا ہم زبان ہو اپنے ہمراہ لے جاؤں جو میری ترجمانی کرے اور میرے مقصد کا اظہار کرے اس عورت نے تین سو دینار مال خمس میں سے لئے اور اپنے ہمراہ ایک مترجم لے آئی۔ جب جناب حسین ابن روحؒ کے قریب پہنچی تو انہوں نے آبی کی فصیح زبان میں کہا (چونا چوں بدا کولیہ چونست) اس کے معنی یہ ہیں کہ تیرا کیا حال ہے اور تیرے بچوں کا کیا حال ہے۔ زینب نے جس وقت دیکھا کہ جناب حسین ابن روحؒ خود اسی کی آبی زبان میں کلام کر رہے ہیں تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے وہ مال جو وہ اپنے ہمراہ لائی تھی جناب حسین ابن روحؒ کے حوالے کر دیا اور اسے مترجم کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ پہلے جناب حسین ابن روحؒ نے سمجھ لیا کہ یہ عورت عرب نہیں ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لیا

کہ آبہ کی رہنے والی ہے جب تو انہوں نے اسی آبی لہجے میں اس سے بات کی اور اس کا اور اس کے بچوں کا حال دریافت کیا۔

حسین ابن روح اور ان کا شلمغانی پر لعنت بھیجنا

تحفہ قدسی ص ۲۹۴۔ علما کی ایک جماعت نے ہم کو خبر دی ہے کہ ابی الحسن محمد بن احمد ابن داؤد قمی نے کہا کہ میں نے احمد بن ابراہیم نوبختی اور ابی القاسم حسین ابن روحؒ کی تحریر دیکھی ایک ایسے نامہ کی پشت پر جس میں مسائل اور ان کے جوابات تحریر تھے اور جسے قم سے بھیجا گیا تھا تاکہ سوال کیا جائے کہ آیا یہ جواب فقیہ علیہ السلام کی طرف سے ہیں یا محمد ابن علی شلمغانی کی طرف سے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی طرف سے کہا گیا تھا کہ یہ جواب میں نے دیئے ہیں۔ پس اس نامہ کی پشت پر ان کے لئے لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تحقیق جو کچھ اس رقعہ میں تحریر ہے ہم اس سے باخبر ہوئے پس اس میں تمام جواب ہماری طرف سے ہیں۔ گمراہ اور گمراہ کرنے والا معروف بہ عزاقری' اللہ اس پر لعنت کرے (عزاقری شلمغانی کا لقب ہے) اس کا اس میں ایک حرف بھی نہیں ہے۔ اور تحقیق جو خط تمہارے پاس احمد بن بلال اور ایسے ہی دیگر افراد کے حوالے سے پہنچے ہیں ان کا اسلام سے ارتداد و انحراف اسی شلمغانی کے ارتداد و انحراف کی مانند ہے کہ ان پر خدا کا غضب نازل ہو۔ یہ توقیع بروز اتوار چھ ماہ شوال سال گذشتہ ۳۰۵ھ میں پہنچی تھی اور "احتجاج" جلد دوم طبع نجف اشرف مطبع نعمان کے ص ۲۹۰ پر بھی ہے۔

شلمغانی اور اس کی کفریات

علامہ محدث الحاج شیخ عباس قمی قدس روحہ کی کتاب الکنی و الالقاب کے ص ۳۳۰ کے حوالے سے اس کی عبارتوں کا ترجمہ: محمد بن علی شلمغانی جو ابن ابی العزاقر

کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے اور روایتیں بھی نقل کی ہیں۔
وہ پہلے شیعہ مذہب پر تھا اور وہ حسین ابن روحؒ کے اصحاب خاص میں سے تھا۔ یہاں تک کہ اس نے ان سے حسد کیا اور مذہب شیعہ ترک کر دیا اور ردیہ مذہب اختیار کر لیا۔ اور اس طرح اپنی روش اور عقیدہ تبدیل کر لیا اور اس قدر منحرف و گمراہ ہوا کہ وہ اپنی طرف سے مذہبی احکام منتشر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ امامؑ کے ناحیہ مقدسہ سے اس پر لعن پر مبنی توقیعات صادر ہوئیں۔ سلطان زمانہ حضرت صاحب الامرؑ نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا تھا اور اس کو پکڑنے کے بعد قتل کر دیا گیا اور بغداد میں اسے دار پر کھینچا گیا۔ ابن شحنہ اپنی کتاب "روضات المناظر" میں لکھتا ہے کہ ۳۲۲ھ میں الراضی باللہ کا زمانہ حکومت تھا کہ محمد بن علی شلمغانی قتل ہوا اور شلمغان واسط کے نواح میں ایک قریہ ہے۔ اس شلمغانی نے ایک مذہب ایجاد کیا تھا جس میں حلول و تناسخ کا عقیدہ شامل تھا۔ انجام کار یہ ہوا کہ ابن مقلہ وزیر نے اسے پکڑا اور علما نے اس کے خون کے مباح ہونے کا فتویٰ جاری کیا پس اس کو مصلوب کر دیا گیا اور بعد ازاں آگ میں جلا دیا گیا۔ اس خبیث و پلید مذہب کے اعتقادات کی رو سے اسلامی عبادات مکمل طور پر ترک کرنا جائز تھا۔ محارم اس میں حلال تھے اور یہ کہ صاحب فضل کے لئے یہ مناسب ہے کہ اپنے سے کم فضیلت والی عورت سے نکاح کرے اور اس کے نزدیک ہوتا کہ اس کو بھی وہی مرتبہ حاصل ہو جائے۔ اور اس میں اس قسم کے مزخرفات پر مبنی عقائد تھے۔ حسد کی برائی اور مذہب کے سلسلہ میں جو کام شلمغانی نے کیا وہ ہی کافی ہے۔ شیخ طوسی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ شلمغانی شروع میں جناب حسین ابن روحؒ اور لوگوں کے درمیان وسیلہ تھا اور جو ضرورتیں لوگوں کو لاحق ہوتی تھیں وہ شملغانی حسین ابن روحؒ کے حکم کے مطابق پوری کرتا تھا۔ مرحوم شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا

ہر روز چھ چیزوں سے خدا کی پناہ طلب کرتے تھے۔ وہ چھ چیزیں یہ تھیں۔ شک' شرک' خود پسندی' غضب' گمراہی اور حسد۔

کرا جکی امیر المومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا' حاسدوں سے زیادہ ظالم میں نے کسی کو نہیں دیکھا جبکہ وہ ظاہری طور پر خود کو مظلوم اور اس فرد کا طرف دار ظاہر کرتے ہیں جس سے حسد کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ خود پر ظلم کر رہا ہے اس حسد کی وجہ سے جو اسے لاحق ہے۔ اور فرمایا کہ حسد کرنے والا جس وقت تو خوش ہوتا ہے تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے اور تیری خوشحالی سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ اور سید راوندی قدس سرہ نے اپنی کتاب "ضوا لشہاب" میں حسد سے متعلق ایک عجیب و غریب حکایت بیان کی ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ موسیٰ الھادی کے زمانے میں بغداد میں ایک مالدار آدمی رہتا تھا اس کے بعض ہمسائے اور خصوصیت کے ساتھ ایک فرد اس سے بہت حسد کرتا تھا اور اس کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاں تک ہو سکے اس ہمسائے کے تمام معاملات میں سختی سے کام لے یہاں تک کہ اس نے ایک غلام کا لڑکا خریدا اور اس کو پالا پوسا اور جوان کیا۔ جب وہ جوان ہوا تو اسے حکم دیا کہ تو مجھے اس ہمسائے کے کوٹھے پر لے جا کر قتل کر دے جس سے میں حسد کرتا ہوں تاکہ اس طرح اس بے گناہ آدمی کی گرفتاری اور قتل کا سامان فراہم ہو جائے۔ پس اس نے ایک چھری اس غلام کو دی اور اسے مجبور کیا کہ وہ یہ اقدام کرے اور اس سے قسمیہ کہا کہ تجھ سے کوئی پرسش نہیں ہوگی۔ اور اپنے مال میں سے تین ہزار درھم اس کام کے بجا لانے کے سلسلہ میں اسے ادا کئے اور غلام سے کہا کہ جب تو مجھے قتل کر دے تو کام تمام کرنے کے بعد یہ روپیہ لے کر جس شہر میں بھی تیرا دل چاہے تو چلے جانا۔ غلام نے ابتدا میں انکار کیا لیکن اس کے مالک نے اللہ کے کلمہ کی قسم دی اور اس کو اس کام کے انجام دینے پر مجبور کرکے رضا مند کر لیا۔ یہاں تک کہ یہ کام وقوع پذیر ہوگیا۔ غلام کہتا تھا کہ آقا آپ خود کو برباد کر رہے ہیں۔ ایک ایسے عمل کے لیے جو نہ صرف آپ کے لئے کوئی فائدہ نہیں رکھتا

بلکہ سر تا سر نقصان کا باعث ہے اس لئے کہ یہ کام انجام دینے کے بعد بھی آپ اپنی آرزو پوری نہیں کر سکیں گے (ہمسائے کی گرفتاری) اس لئے کہ آپ کی حیثیت ایک مردہ سے زیادہ نہیں ہو گی۔ بہرکیف آخر شب میں صبح کے قریب حاسد اٹھا اس نے غلام کو اس تکلیف اور خوف کی حالت میں جو غلام پر مسلط تھیں بیدار کیا۔ یہاں تک کہ وہ ہمسائے کے کوٹھے پر پہنچ گیا۔ حاسد شخص نے خود کو روبہ قبلہ کیا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور غلام سے کہا جلدی کر۔ غلام نے چھری اس کی گردن پر رکھی اور رگیں کاٹ دیں۔ خون اس کے جسم سے خارج ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو مقتول کے گھر کے افراد جو تمام واقعات سے بے خبر تھے انہیں اپنے آدمی کے موجود نہ ہونے کی خبر ہو گئی۔ انہوں نے اسی روز اس کے جسم کو ہمسائے کے کوٹھے پر پا لیا کہ وہ قتل کیا جا چکا تھا۔ پس وہ ہمسایہ گرفتار کرنے کے بعد زندان میں ڈال دیا گیا۔ وہ قید میں تھا کہ اس کے قضیہ کا حال خلیفہ الھادی کو معلوم ہو گیا اور اس نے اس بے گناہ کی رہائی کا حکم دیا۔

حسین ابن روحؒ کی کرامت کا ایک اور نمونہ

ابو الحسن عقیقی کا واقعہ "مہدی موعود" نامی کتاب سے ص ۶۵۶ کے حوالے سے جس کا ترجمہ دوانی نے کیا ہے پیش کیا جاتا ہے۔ (کتاب "اکمال الدین" میں بھی مندرج ہے) ابو محمد حسین ابن محمد بن یحیٰی علوی جو طاہر کے بھتیجے تھے انہوں نے بغداد میں اپنے مکان میں جو روئی بیچنے والوں کے بازار کی دائیں جانب واقع تھا مجھے بتایا کہ ابو الحسن علی ابن احمد بن عقیقی ۲۹۸ میں بغداد آئے اور علی ابن عیسیٰ ابن جراح سے جو اس وقت وزیر تھے ملنے گئے تاکہ اپنی املاک کے بارے میں چھان بین کریں اور وزیر سے اپنی حاجت براری کرائیں وزیر نے کہا تیرے متعلقین اس شہر میں بہت ہیں اگر جو کچھ وہ چاہیں اور میں انہیں فراہم کروں تو کام کا سلسلہ طویل ہو جائے گا اور

میں ان کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ عقیقی نے کہا میں اپنی حاجت ایک ایسے فرد سے طلب کر رہا ہوں کہ میری مشکل اس کے ہاتھوں آسان ہوتی ہے۔ علی بن عیسیٰ نے پوچھا وہ کون ہے۔ کہا خدائے عزوجل۔ اتنا کہا اور غصہ کی حالت میں باہر چلا گیا۔ عقیقی کہتا ہے میں غصہ کھاتا ہوا باہر آیا اور دل میں کہتا تھا کہ پروردگار تو ہر ہلاک ہونے والے کا بدلہ دیتا ہے اور ہر مصیبت کی تلافی کرتا ہے اتنا کہا اور اس کے پاس سے چلا گیا۔ اس کے بعد جناب حسین ابن روحؒ کا ایک فرستادہ میرے پاس آیا اور وہ سو درھم میرے لئے لایا اور ایک رومال کچھ حنوط اور کچھ کفن دے کر مجھ سے کہا آقا تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب بھی تم پر کوئی مصیبت آئے یا کوئی مصیبت پہنچے تو یہ رومال اپنے چہرہ پر پھیرلو۔ یہ تمہارے آقا و مولا کا رومال ہے۔ یہ حنوط کفن اور درہم لو اور جان لو کہ اس رات تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی جب تم مصر پہنچو گے تو محمد ابن اسمٰعیل دس روز پہلے مرچکا ہو گا۔ اس کے بعد تم بھی مر جاؤ گے۔ یہ کفن اور حنوط تمہاری ملکیت ہے۔ میں نے وہ چیزیں لے لیں اور ان کو اپنی نگاہ میں رکھا قاصد واپس چلا گیا۔ اسی رات غلام حمید بن کاتب وزیر کا چچا زاد بھائی آیا اور کہا وزیر تم کو بلاتا ہے۔ ہم خانہ وزیر پر آئے اس نے کہا اے بوڑھے شخص خدا تیری حاجت پوری کرے اس کے بعد مجھ سے اجازت چاہی اور چند رجسٹریاں جن پر مہر لگی ہوئی تھی مجھے دیں میں نے وہ لے لیں اور باہر آگیا۔ ابو محمد حسن بن محمد نے کہا ابو الحسن علی بن احمد عقیقی نے شہر نصیبین میں مجھے یہ حکایت سنائی۔ اور کہا کہ آخر کار عقیقی مصر چلا گیا اور اپنی جائیداد اس نے فروخت کر دی اس کے دس روز قبل محمد بن اسمٰعیل گزر گیا اور اس کے بعد اس کی بھی وفات ہو گئی اور اسی کفن میں جو اسے دیا گیا تھا کفنایا گیا (شیخ طوسی کی "غیبت" میں ایک جماعت سے صدوق کے حوالے سے اس قسم کی روایت ہوئی ہے)

حسین ابن روحؒ کی ایک اور کرامت

کتاب "مہدی موعود" ص ۶۵۳ سے نقل کیا جاتا ہے: شیخ صدوق نے "اکمال الدین" میں محمد بن علی اسود سے نقل کیا ہے (طبع چہاردہم) محمد بن عثمانؒ کی رحلت کے بعد علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ نے مجھ سے چاہا کہ ابوالقاسم حسین ابن روحؒ سے استدعا کروں اور وہ حضرت صاحب الزمانؑ سے استدعا کریں کہ وہ میرے لیے دعا کریں تاکہ خدا مجھے بیٹا عطا کرے۔ حسین ابن روحؒ نے آنجنابؑ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ تین دن بعد مجھے اطلاع دی کہ امامؑ نے علی بن بابویہ کے لئے دعا فرمائی ہے اور عنقریب ایک ایسا بابرکت بیٹا جس کے وجود سے خدا لوگوں کو نفع پہنچائے گا اسے عطا کرے گا اور اس کے بعد اور بیٹے بھی پیدا ہوں گے۔ محمد بن علی اسود کہتا ہے کہ میں نے ابی قاسم سے خود اپنے بارے میں استدعا کی کہ وہ دعا کریں کہ خدا مجھے بھی بیٹا عنایت کرے۔ میری خواہش کو انہوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ خواہش پوری نہ ہو گی۔ راوی کہتا ہے علی بن بابویہ کے ہاں اسی سال محمد نام کا لڑکا پیدا ہوا اور اس کے بعد چند بچے اور پیدا ہوئے اور میرے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔

شیخ صدوق علیہ الرحمتہ (وہی شخص عظیم ہیں جو امام زمانہؑ کی دعا اور ان کی خدا سے درخواست کے نتیجے میں پیدا ہوئے) کہتے ہیں کہ محمد ابن علی اسود جب بھی مجھے دیکھتے تھے کہ میں شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید کی محفل میں کتابیں اٹھائے ہوئے جا رہا ہوں اور علم پر مبنی کتابوں کے یاد کرنے میں رغبت رکھتا ہوں تو وہ مجھ سے کہا کرتے تھے علم کے سلسلہ میں یہ تیری رغبت تعجب انگیز نہیں ہے اس لئے کہ تو امام زمانہؑ کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔

اس مفہوم کی تفصیل ابن نوح کی روایت کے مطابق شیخ طوسی کی کتاب "غیبت" کے صفحہ ۱۹۳ پر اس طرح مرقوم ہے۔ شیخ صدوقؒ ان کے بھائی اور محمد بن

نوح نے کہا کہ جس وقت ابو عبداللہ حسین ابن محمد ابن سورہ قمی سفرِ حج سے واپس آئے تھے علی ابن حسین بن یوسف زرگر اور محمد ابن احمد بن محمد صیرفی جو ابن دلائل کے نام سے مشہور تھے اس کے علاوہ اور لوگوں نے جو علمائے قم کے بزرگ علما میں سے تھے انہوں نے روایت کی ہے کہ علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ نے اپنی چچا زاد بہن سے جو محمد ابن موسیٰ بن بابویہ کی بیٹی تھیں شادی کی لیکن اس کے بطن سے ان کا کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ پس انہوں نے ایک خط ابوالقاسم حضرت حسین ابن روحؒ کے نام لکھا اس میں تحریر تھا کہ میں صاحب الزمان علیہ السلام سے ایک استدعا رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ وہ میرے بارے میں دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ مجھے ایک فقیہ بیٹا عنایت فرمائے۔ اس کے جواب میں تحریر آئی اس میں لکھا تھا کہ تو عنقریب ایک دیلمی کنیز سے شادی کرے گا جس کے بطن سے تیرے ہاں دو فقیہ بیٹے پیدا ہوں گے اور ابن نوح نے بھی کہا ہے کہ ابی عبداللہ بن سورہ نے مجھ سے کہا کہ علی بن بابویہ کے تین بیٹے تھے ان میں سے محمد (شیخ صدوقؒ) اور حسین' دو فقیہ تھے اور حفظ حدیث میں ماہر تھے۔ وہ حدیثیں جو انہیں یاد تھیں وہ قم کے علما میں سے کسی کو بھی ازبر نہ تھیں ان کا ایک تیسرا بھائی حسن تھا۔ یہ عبادت اور زہد میں مصروف رہتے تھے۔

حاجی شیخ عباس قمی کی "فوائد الرضویہ" کے صفحہ ۲۸۱ پر اس طرح مرقوم ہے اور "خلاصہ" نامی کتاب میں بھی تحریر ہے کہ علی بن بابویہ اپنے عہد میں شیخ اہل قم تھے اور ان میں فقیہ اور ثقہ شمار ہوتے تھے۔ وہ عراق آئے اور حسین ابن روحؒ جو امام زمانہؑ کے وکیل تھے' ان کے پاس پہنچے اور ان سے بعض دینی مسائل دریافت کئے۔ واپس چلے جانے کے بعد انہوں نے ایک خط لکھ کر علی ابن جعفر اسود کو دیا اور ان کو بھیجا اس خط میں انہوں نے استدعا کی تھی کہ وہ رقعہ جس میں انہوں نے فرزند کے تولد کی استدعا کی تھی وہ امامؑ کی خدمت میں پہنچا دیں۔ جب وہ رقعہ امام علیہ السلام کی نظر سے گزرا تو انہوں نے جواب میں تحریر کیا **قد دعونا اللہ لک بذالک و سترزق ولدین ذکرین خیرین۔** آنجنابؑ کی دعا کی برکت کے نتیجے میں خدا نے ان کو دو بیٹے

دیئے ابو جعفر اور ابو عبداللہ۔ ابو جعفر سے منقول ہے کہ میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوا ہوں اور وہ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ علی ابن بابویہ نے ۳۲۹ میں وفات پائی۔ اور اسی کتاب کے ص ۵٦ پر شرح صدوق کے ضمن میں اس طرح تحریر ہے۔ محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ قمی ابا و الدیلمی اما ابو جعفر العالم الجلیل و المحدث النبیل نقاد الاخبار و نلشر اثار الائمہ الا طہار علیہم السلام عماد الملتہ و الدین' شیخ القمیین و ملاذ المحدثین شیخ من مشائخ' و رکن من ارکان الشریعہ شیخ الحفظہ وجہ الطائفہ المستحفظہ' رئیس المحدثین و الصدوق فیما برویہ عن الائمتہ الطاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ولد بدعاء مولانا صاحب الامرؑ و نال بذالک عظیم الفضل والفخر و صفہ الاملمؑ فی توقیع الخارج من الناحیتہ المعد ستہ بانہ ولد مبارک ینفع اللہ بہ ----- علی ما رواہ الشیخ الطوسی ترجمہ : شیخ طوسی علیہ رحمتہ اللہ نے روایت کی ہے کہ ایک عالم بزرگ' محدث' آثار آئمہ کے نشر کرنے والے' ملت اور دین کا ستون' سچے راوی' ابو جعفر امام زمانہؑ کی دعا سے پیدا ہوئے۔ جس کی وجہ سے آپ کو عظیم مرتبہ ملا اور فخر حاصل ہوا۔ امامؑ نے اپنی ایک توقیع ناحیہ میں اس ولادت کو مبارک قرار فرمایا اور ان کے ذریعہ دین و ملت کے لئے نفع کی بشارت دی۔

شیخ صدوق بھی صاحب کرامت ہیں

عالی قدر محدث قمی اپنی کتاب "فوائد الرضویہ" میں صفحہ ۵۵۳ پر اس طرح تحریر کرتے ہیں : قال فی (ضا) فی ترجمتہ ھذا الشیخ المعظم و من جملتہ کراما تہ التی قد ظہرت فی ھذہ الاعصار و بصرت بہا عیون جم غفیر من اولی الابصار و اہالی الا مصار انہ قد ظہر فی مرقد الشریف فی رباع مدینہ الری المخروبہ ثلمہ و انشقاق من طغیان المطر فلما فتشوھا و تتبعو ھا بقصد اصلاح ذلک الموضع بلغوا الی

سرداب فیها مرقد الشریف فلما دخلو ھا و جلوا جثۃ الشریف ھناک مجسلہ عاریتہ غیر بادیہ العورہ جسمیہ و یسمہ علی اظفار ھا اثر الخضاب

اس عبارت کا مضمون یہ ہے کہ ۱۲۳۸ میں جب فتح علی شاہ کی سلطنت کا زمانہ تھا۔ شیخ صدوق مرحوم کی وفات کے ٹھیک ۸۵۷ سال بعد۔ اس صفحہ کے اول ہی میں تحریر ہے کہ ۳۸۱ھ میں وفات ہوئی اور ری میں شہزادہ عبدالعظیم کے قریب دفن ہوئے۔ ان کی وفات کے ۸۵۷ سال بعد ری اور شاہ عبدالعظیم میں سیلاب آیا اور پانی نے اس عالم جلیل کے مزار میں سوراخ کر دیا۔ اس جگہ کے رہنے والے جب وہاں آئے تو انہوں نے اس عظیم عالم کے جسد فانی کو بالکل سالم و کامل پایا۔ اس میں کوئی نقص واقع نہ ہوا تھا اور اس پر بوسیدگی و فرسودگی کا کوئی نشان نہ تھا۔ یہاں تک کہ ان کی انگلیوں میں خضاب کے آثار نمایاں تھے۔ یہ خبر تہران پہنچی اور فتح علی شاہ نے بھی سنی جو اس وقت مالک سلطنت تھا (اور یہ ۱۲۳۸ھ کا زمانہ تھا) بادشاہ یہ خبر سن کر کہ مرحوم شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ کا جسد خاکی قبر میں بالکل ٹھیک ہے اور حنا کا خضاب ان کی انگلیوں پر ظاہر ہے جبکہ ان کو وفات پائے ہوئے ۸۵۷ سال گزر چکے ہیں تو وہ خود اس جگہ پہنچا اور اس نے اس عالم بزرگ کے جسد کو خود دیکھا اور وہ ان کے مزار کی تعمیر میں خود مصروف ہوا اور اس عالم ربانی کے لئے گنبد اور بارگاہ کی تعمیر کا اس نے حکم دیا۔

تیسرے نائب جناب حسین بن روحؒ کے احوال کی تشریح

خاندان نوبختی کی کتاب کی نقل جسے اقبال نے ۱۳۱۱ھ میں لکھا اور وہ تہران میں طبع ہوئی۔ مختصر طور پر نقل ہے۔

شیخ ابو القاسم حسین ابن روحؒ (متوفی ۱۸ شعبان ۳۲۶ھ) ابو سہل اسمٰعیل بن علی کے بعد نوبختی خاندان کے مشہور ترین افراد میں سے ہیں اور ان کی شہرت کی وجہ ان کے دینی مرتبہ کی وجہ سے شیعہ امامیہ میں ہے۔ اس لئے کہ وہ حضرت حجت علیہ السلام کے تیسرے نائب ہیں۔ (یہ بزرگوارؒ ۳۰۵ھ سے شعبان ۳۲۶ھ تک نیابت خاص کے عہدہ پر فائز رہے)

اخبار کے مورخین کبھی ابوالقاسم حسین ابن روحؒ ابن ابی بحر کبھی نوبختی (کتاب "الغیبت" طوسی و مناقب ابن شہر آشوب ص۴۸۵) اور کبھی زمانی روحی (الغیبتہ ۲۰۹۔۲۴۱' اکمال الدین ص۲۷۶۔۲۸۶) کبھی حسین ابن روحؒ بنی نوبخت ("احتجاج" طبرسی ص۲۴۵) اور بعض اوقات قمی لکھتے ہیں۔ ("رجال کشی" ص۳۴۵)

یہ کہنا مناسب ہے کہ حسین ابن روحؒ والد کی طرف سے ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو نوبختی خاندان سے کہ جس میں تمام اہل بغداد شمار ہوتے ہیں کوئی رشتہ نہیں رکھتے بلکہ حسین ابن روحؒ کو جو نوبختی کہا گیا ہے وہ اس تعلق کی وجہ سے ہے جو خاندان نوبختی سے جناب حسینؒ کو تھا۔ حسین ابن روحؒ نوبختی گیارہویں امام حسن عسکریؑ کے زمانے میں بھی صحابہ خاص میں شمار ہوتے تھے اور ان کے باب کہلاتے تھے (مناقب شہر آشوب صفحہ ۴۵۸ طبع تہران) ابو القاسم حسین ابن روحؒ کے نوبختی ہونے کے سلسلہ میں کسی تردید کی گنجائش نہیں ہے اس لئے کہ عام اصحاب رجال اور علمائے احادیث نے اس بزرگ کو نوبختی تحریر کیا ہے اور خاندان نوبختی شیعہ بزرگوں پر مشتمل تھا۔ حسین ابن روحؒ کا تقرر نیابت خاص پر حضرت حجتؑ کی طرف سے نائب دوم حضرت حجتؑ یعنی ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عمروی کی وفات کے بعد جو ۳۰۴ میں یا ایک روایت کے مطابق جمادی الاول ۳۰۵ کے آخر میں واقع ہوئی' وکیل امام زمانہؑ کی حیثیت سے ہوا اور ان کا تقرر سابق نائب کی طرف سے ایک جماعت کی موجودگی میں ہوا جن میں گروہ امامیہ کے نامور افراد تھے۔ مثال کے طور پر ابوعلی محمد بن ہمام اسکافی' ابوعبداللہ محمد بن ثابت' ابوعبداللہ باقطانی' ابوسہل اسمٰعیل

بن علی نوبختی، ابوعبداللہ حسین ابن علی الوجناء وغیرہ۔ (غیبت طوسی صفحہ ۲۴۲)

حسین ابن روحؒ جیسا کہ بیان ہو چکا ابو جعفر عمروی کے زمانہ حیات میں امام حسن عسکریؑ کے خواص اور معتمدین میں شمار ہوتے تھے اور یہ وکیل دومؒ کی نظر میں یعنی ابو جعفر محمد بن عثمانؒ کے نزدیک اتنے مقرب تھے کہ ابو جعفرؒ نے اس کے بعد کہ امامیہ رؤسا کو چند طبقوں میں تقسیم کیا تو اول جس کو ورود کا اجازہ دیا وہ ابوالقاسم حسین ابن روحؒ تھے (تاریخ اسلامی)

ام کلثوم بنت ابو جعفر عمرویؒ کہتی ہیں کہ حسین ابن روحؒ میرے والد ابو جعفرؒ کی وفات سے چند سال قبل ان کے وکیل تھے اور ان کی املاک کا انتظام کرتے تھے اور ان کی جانب سے دینی اسرار شیعہ رؤسا تک پہنچاتے تھے اور میرے والد کے خواص میں شمار ہوتے تھے اور ہر مہینے تیس (۳۰) دینار گزر اوقات کے لئے ان کو دئے جاتے تھے۔ یہ رقم ان اموال کے علاوہ تھی جو ان کو شیعہ رؤسا اور وزراء مثلاً آل فرات وغیرہ کی طرف سے پہنچتے تھے۔ اس لئے کہ ان لوگوں کی نظر میں حسین ابن روحؒ کا ایک محترم مقام تھا اور ایک خاص منزلت تھی اور ان باتوں نے رفتہ رفتہ حسین ابن روحؒ کا شیعوں کی نظر میں مرتبہ عظیم کر دیا تھا۔ میرے والد کی نظر میں ان کا وثوق، اختصاص، دیانت اور فضل بڑھتا گیا اور ان کا مقام شیعوں میں استوار ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ میرے والد کی طرف سے نیابت و سفارت کے منصب پر فائز ہو گئے۔ (الغیبت طوسی ص ۲۴۲۔ ۲۴۳)

حسین ابن روحؒ کا بغداد کے دار النیابت میں بیٹھنا

ابو جعفر عمرویؒ نے اپنی وفات سے دو سال پیشتر ان شیعوں کو جو مال امام، حضرت

صاحب الامرؑ کی خدمت میں پہنچانے کے واسطے ان کے پاس لاتے تھے حکم دیا کہ وہ اموال بغیر کسی مطالبہ کے حسین ابن روحؒ کے حوالے کر دیں چنانچہ اس سلسلہ میں جو شخص بھی کسی مغالطے کا شکار ہوتا یا اس امر میں مانع ہوتا تو ابو جعفرؒ کے غصہ کا سبب بنتا (الغیبت ص۲۴۰ و اکمال الدین ص۲۷۵) اور ابو جعفرؒ عمروی کی وفات کے بعد اور ان کی وصیت کے بعد جو انہوں نے حسین ابن روحؒ کو امام عصرؑ کا نائب سوم مقرر کرنے کے سلسلہ میں کی حسین ابن روحؒ دار النیابت بغداد تشریف لائے اور اسی طور پر وہاں تشریف فرما ہوئے اور شیعہ عمائدین ان کے گرد بیٹھے اور ابو جعفرؒ کا خادم ذکاء حاضر ہوا اس کے پاس ابو جعفرؒ کے صندوقچہ کی چابی اور ان کا عصا تھا۔ اس نے کہا کہ ابو جعفرؒ نے فرمایا ہے کہ جب مجھے دفن کر دو اور حسین ابن روحؒ میری جگہ بیٹھے تو یہ چیزیں اس کے حوالے کر دینا۔ اس صندوقچہ میں آئمہ علیھم السلام کی انگشتریاں مبارک ہیں۔ حسین ابن روحؒ اس روز شام کو شیعہ گروہ کے کچھ افراد کے ساتھ دارالنیابت سے باہر آئے اور ابو جعفر کے گھر گئے۔ سب سے پہلی توقیع جو حسین ابن روحؒ کے ہاتھوں صادر ہوئی وہ اتوار ۲۴ شوال ۲۰۶ کو ہوئی۔ (الغیبت طوسی صفحہ ۲۴۳)

حسین ابن روحؒ کے بارے میں ابو سہل کا اقرار

عظیم متکلم عالم ابو سہل اسمٰعیل نوبختی سے حسین ابن روحؒ کے منصب کے اعلان کے بعد کسی شخص نے پوچھا کہ وہ خود اس منصب پر فائز کیوں نہ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ جنہوں نے حسین ابن روحؒ کو یہ بلند منصب عطا کیا ہے وہ ہم سے زیادہ دانا و بینا ہیں اور میرا کام دشمنوں کے ساتھ مناظرہ و مناقشہ ہے۔ اگر میں حسین ابن روحؒ کی طرح امامؑ کی جائے سکونت سے واقف ہوتا تو مناقشہ کے وقت میں وہ مقام مخالف کو دکھا دیتا لیکن حسین ابن روحؒ اگر امام زمانہؑ کو زیر دامن چھپائے ہوئے ہوں اور ان کے قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں تو وہ امامؑ کو نہیں دکھائیں گے۔ (یہ

بات حسین ابن روحؒ کے ایمان کے استحکام میں سے ہے۔)

حامد ابن العباس اور وزیروں کی طرف سے حسین ابن روحؒ کا احترام

حسین ابن روحؒ نیابت کے منصب پر فائز ہونے کے سال سے وزارت حامد ابن العباس کے زمانہ تک (جمادی الاخر ۳۰۶ سے ۳۱۱ تک) بڑے احترام کے ساتھ بغداد میں زندگی گزارتے تھے اور ان کا مکان معزول وزیروں' امیروں اور بڑے لوگوں کی آمد و رفت کا مرکز تھا علی الخصوص خاندان فرات جیسا کہ عرض کیا گیا حسین ابن روحؒ کو خصوصیت کے ساتھ احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور وہ امامی مذہب کے پیروکار شمار کئے جاتے تھے۔ اور جب تک یہ خاندان برسر اقتدار رہا المقتدر باللہ کی وزارت اور حکومت کے اور بڑے کام ان کے ذریعے ہوتے رہے۔ کوئی حسین ابن روحؒ اور ان کے اصحاب کے کام میں مداخلت نہیں کرتا تھا اور گرد و نواح کے شیعہ جن اموال کے پہنچانے کے ذمہ دار تھے ان کی خدمت میں لاتے تھے۔ لیکن جونہی آل فرات حامد ابن العباس اور اس کے طرف داروں کے ہاتھوں اقتدار سے محروم ہوئے اور نیا وزیر آل فرات اور اس کے متعلقین کو قید و بند میں رکھنے پر مستعد ہوا تو اس کے اور حسین ابن روحؒ کے درمیان بھی صورت حال خراب ہوئی جس کی تفصیل جاننے کے لئے کتب تاریخ سے رجوع کرنا ضروری ہے اور یہ کہنا بھی بجا ہے کہ تاریخ بھی اس سلسلہ میں واضح صورت حال کی حامل نہیں ہے اور تاریخ سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ حسین ابن روحؒ نے ۳۱۲ھ میں اس مال کی بنا پر جس کا ان سے دیوان مطالبہ کرتا تھا اس مال کو روک لیا اور وہ قید کر دیئے گئے اور ذی الحج ۳۱۲ھ تک خلیفہ کی قید میں رہے (الغیبتہ ص ۲۰۰) اور قید سے رہائی کے بعد بغداد میں شیعہ امور کی انجام دہی پر

پھر اسی عزت و احترام سے مامور ہو گئے۔ اور شیعوں کے ذمہ جو اموال ہوتے تھے وہ انہی کو پہنچاتے تھے۔ اور چونکہ اس دوران میں آل نوبخت کے چند افراد مثلاً اسحاق ابن اسمٰعیل، ابوالحسن علی ابن عباس، ابوعبداللہ حسین علی نوبختی وغیرہ خلفاء اور امرائے لشکر کے بالمقابل اہم عہدوں پر فائز تھے لہٰذا کسی کو ابوالقاسم حسین ابن روحؒ کو تکلیف پہنچانے کی جرات نہ ہوئی۔

الراضی کی خلافت کے زمانہ میں حسین ابن روحؒ کی حیثیت اور ان کا درجہ

حسین ابن روحؒ، الراضی کی خلافت کے دوران ایک عرصہ تک بغداد میں شیعوں کے درمیان بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ اور اس مال کثیر کی بنا پر جو امامیہ فرقہ کے افراد ان کے پاس لاتے تھے ان کی دولت کی کثرت اور جاہ و حشمت نے خلیفہ اور اس کے عمال کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ وہ لوگ اس وقت تنگ دستی کا شکار تھے۔ خلیفہ، حسین ابن روحؒ سے کہا کرتا تھا اور ابوبکر محمد بن یحییٰ صولی جو "کتاب الاوراق" کا مصنف ہے اور حسین ابن روحؒ کے معاصرین میں سے ہے وہ کہتا ہے کہ الراضی اکثر ہم سے کہتا تھا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ حسین ابن روح جیسے ہزاروں افراد ہوتے اور امامیہ افراد اپنے اموال ان کے پاس بھیجتے یہاں تک کہ پروردگار ان کے ذریعہ اس فرقہ کو محتاج کر دیتا۔ حسین ابن روحؒ جیسے فرد کا امامیہ حضرات سے اموال لے کر مالدار ہو جانا زیادہ ناپسندیدہ معلوم نہیں ہوتا۔ (نقل از "کتاب الاوراق") ابو القاسم حسین ابن روحؒ مخالف اور موافق دونوں کی تصدیق کے مطابق اپنے عہد کے اہم ترین اور عقل مند ترین فرد تھے۔ (غیبت طوسی ۲۵۰ تاریخ الاسلام ذہبی) وہ بغداد میں لوگوں کے درمیان اور خلیفہ کی نگاہوں میں عزت و احترام سے زندگی بسر کرتے تھے اور

خلیفہ مقتدر کے نزدیک عظیم منزلت کے حامل تھے اور وہ چونکہ عقل مند، دور اندیش اور مصلحت شناس تھے ان سب کے درمیان تقیہ سے کام لیتے تھے۔ ابو القاسم حسین ابن روحؒ نوبختی کی وفات بدھ کے دن ۱۸ شعبان ۳۲۶ھ کو شب میں واقع ہوئی اور ان کو نوبختیہ میں ایک بند گلی میں جو علی ابن احمد بن علی نوبختی کا مکان تھا اس میں سپرد خاک کیا گیا (غیبت طوسی ص۲۵۲) یہ قبراب بھی نوبختیہ کے سابق محل میں بغداد میں موجود ہے اور وہ العطارین نامی بازار اور محلّہ میں مشرق کی طرف دائیں جانب مکان کے اندر ہے۔

حسین ابن روحؒ اور شلمغانی

حسین ابن روحؒ کے مخالفین میں سے ایک شلمغانی ہے جس نے ان سے حسد کیا۔ اس شخص کا نام محمد بن علی (ابو جعفر) تھا۔ وہ قریہ شلمغان کے افراد میں سے تھا۔ قراء واسط کی وجہ سے اسے ابن العزاقیر کہتے تھے اور اس کے پیروکاروں کو اسی مناسبت کی وجہ سے عزاقریہ کہتے تھے۔ یہ شخص بغداد کے مؤلفین و مصنفین میں سے تھا یہ نئے مذہب کی بنیاد رکھنے سے پہلے اور حسین ابن روحؒ کی متابعت سے انحراف کرنے سے پہلے امامیہ افراد کی نظر میں بڑے مرتبہ کا حامل تھا۔ اس کے حسین ابن روحؒ کی پیروی سے انحراف کی صحیح تاریخ معلوم نہیں۔ اور تاریخی کتابوں سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ حسین ابن روحؒ ایک وقت قید میں بھی رہے ہیں اور ان کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اس نے خود کو امامؑ کا سفیر اور نائب بتایا ------ اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ شلمغانی نے حسین ابن روحؒ کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر خود کو امامؑ غائب کے سفیر کی حیثیت سے متعارف کرا لیا اور شیعوں کی ایک جماعت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور شروع میں اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ حسین ابن روحؒ کا مرتبہ حاصل کر لے اس کے بعد اس کا کام اور آگے بڑھ گیا اور اس نے نبوت و الوہیت

تک کا دعویٰ کیا اور وہ پہلا موقع تھا جب شلمغانی کا راز ابن الاثیر کی گواہی کے مطابق حامد بن العباس کی وزارت کے زمانہ میں فاش ہوا اور سب سے پہلا شخص جس نے اس راز کے چہرہ سے پردہ اٹھایا وہ حسین ابن روحؒ نوبختی تھے۔ (ابن الاثیر کی نقل کے مطابق سال ۳۲۲ کے واقعات کے ذیل میں)

حسین ابن روحؒ کے احوال کی شرح کو شیعہ مورخوں اور راویوں نے اپنی کتابوں میں تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ تحریریں ہمارے زمانے تک نہیں پہنچی ہیں۔ ان سب میں سے ایک ابوالعباس احمد بن علی بن نوح سیرافی ہیں جو عظیم شیعہ مصنفین میں سے ہیں چنانچہ رجال نجاشی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کی ایک کتاب ہے جس کا نام اخبار و کلاء اربعہ ہے۔ جو اب موجود نہیں ہے۔ شلمغانی اور اس کا موصل میں روپوش ہونا اور حسین ابن روحؒ کی شلمغانی کے بارے میں لعنت سے متعلق توقیع حامد ابن العباس کے معزول ہونے کے بعد اور ابوالحسن علی بن محمد بن الفرات کا برسر اقتدار آنا۔ شلمغانی نے نئے وزیر کے بیٹے محسن سے تعلقات کی بنا پر اس کو اپنے قریب کر لیا تھا' اور جب اس تاریخ میں قرامطہ نے حاجیوں پر قاتلانہ حملہ کیا اور ان میں سے بہت سے جو بغداد کے رہنے والے تھے قتل کر دیئے گئے اور دارالخلافہ کے باشندوں نے اس کے بھائی اور باپ کے خلاف ہنگامہ کر دیا اور ان پر تہمت لگائی کہ وہ بھی اس میں شریک تھے۔ محسن نے مخالفین کے حملوں سے بچانے کے لئے اور ان اموال کا معاوضہ دینے کے لئے جو لوگوں نے اپنے قبضہ میں کر لئے تھے شلمغانی کو وزارت میں داخل کر لیا تھا اور اسے کئی دیوانی عمال کی جگہ مقرر کیا اور اس کی مدد سے اور ایسے ہی کئی دوسروں کی مدد سے ایک گروہ کے بقایاجات کے مطالبہ کے بہانے گوسفندوں کی طرح گردن کاٹ دی۔ (معجم الادباء' یاقوت ج۱ ص۲۹۶۔ تجارب الامم ج۵ ص۱۴۴) اور ابوالحسن بن الفرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کے بعد اور ابوالحسن خاقانی کے برسر اقتدار آنے کے بعد جس کی وزارت ۸ ربیع الاول ۳۱۲ھ سے رمضان ۳۱۳ھ تک رہی' شلمغانی روپوش ہو گیا اور

خوف کی وجہ سے موصل سے بھاگ گیا۔ انہی دنوں ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں حسین ابن روحؒ نے ایک لعنت پر مبنی توقیع اس کے خلاف زندان سے صادر کی۔ شلمغانی موصل میں چند سال امیر ناصر الدولہ حسن کے پاس رہا اور ان دنوں معلنا یا جزیرہ ابن عمر کی نزدیکی آبادیوں میں چھپا ہوا تھا اور یہ وہی زمانہ ہے جس میں ابوالفضل محمد ابن عبداللہ بن المعلب (رجال نجاشی صفحہ ۲۶۸ کی تحریر کے مطابق) نے شلمغانی کی تالیفات کو اس کے سامنے پڑھا اور شلمغانی سے ان کے روایت کرنے کی اجازت حاصل کی اور رسالہ نجاشی کے ص۲۶۸ پر (مشتمل بر ۱۸ عنوانات) اور تالیفات شلمغانی نامی رسالے میں ہے۔ مثلاً جب "کتاب التکلیف" کتاب "ماہیت العصمہ" الزاھر بالحجج العقلیہ، کتاب المباحلہ، کتاب الاوصیاء، کتاب المعارف، کتاب فضل النطق علی الصمت، کتاب الانوار، کتاب التسلیم، کتاب الامامہ الکبیر اور کتاب الامتہ الصغیر وغیرہ

عقائد شلمغانی

پروردگار ہر چیز میں اس کے تحمل کی مقدار کے مطابق حلول کرتا ہے اور شلمغانی ایک ایسا شخص ہے جس میں خدا نے پورے طور پر حلول کیا ہے۔ اور چونکہ شلمغانی اس خصوصیت کی وجہ سے مسیح اور حلاج کی شبیہ بن گیا ہے اس لئے اسے روح القدس کہا گیا ہے حوالہ کے لئے دیکھئے "الفرق بین الفرق" ص۲۴۹، آثار باقیہ ص۲۱۴ (و مسیح) معجم الادباء ج۱ ص۳۰۱، "غیبت" طوسی ص۲۶۵ (وحلاج) معجم الادبا ج۱ ص۲۹۸ و "غیبت" طوسی ص۲۶۵ و تجارب الامم ج ۵ ص ۱۲۳۔

شلمغانی کے عقائد کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

پروردگار ہر چیز میں اور ہر صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور بنیادی طور پر خدا ایک نام ہے معانی کے اعتبار سے اور ایک تصور ہے جو لوگوں کے دل میں گھر کر لیتا ہے اور جو چیز لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے وہ اس کا تصور کر لیتے ہیں۔ کہ گویا لوگ

اس کا مشاہدہ کر لیتے ہیں اور اسے پا لیتے ہیں۔ ہر وہ فرد جس کے لوگ محتاج ہوں وہ ان کا خدا ہے اسی طرح افراد بشر میں سے ہر فرد مقام الوہیت کا حقدار ہو جاتا ہے اور خدا کہلاتا ہے شلمغانی کے پیروکاروں میں سے ہر ایک اس شخص کو خدا سمجھتا ہے جس کی کوئی حاجت اس سے وابستہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں ہر محتاج اُس وجہ سے اپنے سے مافوق فاضل کی نسبت مفضول سمجھا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر ایک عزاقری کہتا تھا کہ وہ رب الارباب ہے اور عزاقریہ کے افضل اور خداؤں کا خدا ہے اور اس کے بعد اور کسی خدا کا وجود نہیں ہے۔ عزاقریہ یعنی شلمغانی کے پیروکار یہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو حضرت علیؑ کے فرزند نہیں مانتے تھے وہ کہتے تھے کہ جب کسی شخص کو مرتبہ الوھیت مل جاتا ہے تو نہ وہ کسی کا بیٹا ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہوتا ہے اس قسم کی خرافات ان کے عقائد میں موجود تھے جن کا اس کتاب میں ذکر درست نہیں۔

ام کلثوم دختر ابو جعفر عمرویؒ کہتی ہیں کہ میں ایک روز جعفر بن بسطام کی ماں کے پاس گئی میں نے دیکھا کہ اس نے میری حد سے زیادہ عزت و تکریم کی یہاں تک کہ میرے قدموں پر گر پڑی اور میرے پیر چومے۔ میں نے اس بات کو برا سمجھا اور کہا کہ ایسا مت کرو کہ یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ میں نے اس کے ہاتھ پر نگاہ کی اس نے رونا شروع کر دیا اور کہا میں کس طرح باز رہ سکتی ہوں کہ تو میری خاتون حضرت فاطمہ ہے۔ میں نے کہا وہ کس طرح۔ کہنے لگی کہ ابو جعفر محمد بن علی شلمغانی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس ایک راز ہے جس کو پوشیدہ رکھنے کا میں نے عہد کر رکھا ہے کہ اگر وہ فاش ہو گیا تو گنہگار ہو جاؤں گا۔ ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے عہد کیا کہ میں اس راز کو کسی سے نہیں کہوں گی۔ ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں ارادہ کیا تھا کہ فقط شیخ حسین ابن روحؒ کو اس سے آگاہ کروں گی۔ اس عورت نے یہ بھی کہا کہ شلمغانی نے کہا ہے کہ محمد رسولؐ اللہ کی روح تیرے باپ ابو جعفرؒ محمد بن عثمان میں منتقل ہو گئی ہے اور امیرالمومنین علی ابن ابی

طالبؑ کی روح شیخ ابوالقاسم حسین ابن روحؒ میں منتقل ہوئی ہے اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی روح تجھ میں (ام کلثوم) منتقل ہوئی ہے اس بنا پر میں تجھے کس طرح عظیم نہ سمجھوں۔ میں نے کہا اس جھوٹی بات سے باز آ۔ کہنے لگی شلمغانی نے اس راز کے چھپانے کا عہد لیا ہے اور مجھے خوف ہے کہ اگر یہ فاش ہوگیا تو مجھ پر عذاب آ جائے گا اور اگر تو مجھے اس کے افشاء پر آمادہ نہ کرتی تو میں تجھ سے یا کسی اور سے یہ بات نہ کہتی۔

جب میں اس کے پاس سے چل کر باہر آئی تو میں شیخ ابوالقاسمؒ کی خدمت میں دوڑ کر پہنچی اور تمام بات ان کو بتائی۔ چونکہ ان کو مجھ پر اعتماد تھا لہٰذا انہوں نے اس پر اعتبار کیا اور کہا کہ اب اس عورت سے کبھی نہ ملنا اگر وہ رقعہ لکھے جواب نہ دینا اور اس کے کسی بھیجے ہوئے سے' بات نہ کرنا۔ ان کفر آمیز بیانات کے بعد اس سے ملاقات نہ کرنا اس لئے کہ یہ آدمی ملعون ہے اور اس گروہ کے دل میں کفرو الحاد آگیا ہے اور شلمغانی کا دعویٰ ہے کہ خدا نے اس میں حلول کیا ہے اور وہ خدا سے ملحق ہو گیا ہے اور خدا اور وہ ایک ہو گئے ہیں۔ اور یہ مسیحیوں اور حلاج کا قول ہے اس دن سے میں نے پسران لبسطام سے دوری اختیار کر لی اور ان سے میل جول ختم کر دیا ان کی ماں سے بھی ملاقات نہیں کی۔ یہ خبر آل نوبخت تک پہنچ گئی اور شلمغانی پر لعنت کرنے کے لئے ہر ایک کو تحریر بھیجی۔ اور ان سب کو اس کے اقوال کے قبول کرنے سے منع کیا۔ اور اس سے بات چیت کرنے سے روکا' اس کے بعد حضرت قائم آل محمدؑ کی ایک توقیع شلمغانی پر لعنت کرنے اور اس سے دور رہنے کے سلسلہ میں حسین ابن روحؒ کے ذریعہ صادر ہوئی (الغیبت ص ۲۶۳ھ تا ۲۶۵ھ) اور اسی قسم کی توقیع حسین ابن روحؒ نے ذی الحج ۳۱۲ھ میں زندان سے خلیفہ مقتدر کی دستگاہ میں امام غائبؑ کی طرف سے صادر کی تھی اور امامیہ مسلک کے افراد کے درمیان اسے تقسیم کرنے کے لئے ابوعلی محمد بن ہمام اسکافی بغدادی کے پاس بھیجی تھی۔ اسی کتاب احتجاج طبرسی کے ص ۲۱۵ کے ذیل میں اور اختلاف روایت کے ساتھ ص ۲۹۰ پر مطبوعہ سال

۳۸۶ھ مکتبۃ النعمان نجف اشرف کی عبارت کا متن اس طرح ہے۔

"فی جملہ من لعن و تبراء و کذا کان ابو طاہر محمد بن علی بن ہلال و الحسین بن منصور حلاج و محمد بن علی الشلمغانی المعروف بابن ابی العزا قری لعنھم اللہ"

ترجمہ: ان میں سے جن پر لعنت اور برات کی گئی اسی طرح ابو طاہر محمد ابن علی ابن ہلال اور حسین ابن منصور حلاج اور محمد ابن علی شلمغانی جو ابن ابی عزاقری کے نام سے مشہور تھا' بھی تھے۔ خدا ان سب پر لعنت کرے۔

شلمغانی پر لعنت کے سلسلہ میں صادر ہونے والی توقیع کا متن

فخرج التوقیع بلعنھم و البراء منھم جمیعا" علی ید الشیخ ابی القاسم الحسین بن روحؒ و نسختہ:

عرف اطال اللہ بقاک و عرف اللہ الخیر کلہ و ختم بہ عملک من تثق بدینہ تسکن الی نیتہ من اخواننا ادام اللہ سعادتھم بان محمد بن علی المعروف بالشلمغانی عجل اللہ لہ نقمتہ و لا امھلہ قد ارتدہ عن الاسلام و فارقہ و الحد فی دین اللہ و ادعی ما کفر معہ بالخالق جل و تعالی و افتری کذبا" و زورا" و قال بھتانا" و اثما" عظیما" کذب العادلون باللہ و ضلوا ضلالہ" بعیدا و خسروا خسرانا مبینا و انا برئنا الی اللہ تعالی الی رسولہ صلوات اللہ علیہ و سلامہ و رحمتہ و برکاتہ منہ و لعناہ علیہ لعاین اللہ تتری فی الظاہر منا و الباطن فی السر و الجھر و فی کل وقت و علی کل حال و علی کل من شایعہ و تابعہ بلغہ ھذا القول منا فاقام علی تولا کم اللہ اننا فی التوقی و المحاذ رہ منہ علی مثل ما کنا علیہ ممن تقدمہ من نظرائہ من

الشریعی و النمیری و الھلالی و البلالی و غیر ھم و عادہ اللہ جل ثنائہ و مع ذالک قبلہ و بعدہ عندنا جمیلہ و بہ نثق و ایاہ نستعین و ھو حسبنا فی کل امورنا و نعم الوکیل

(مذکورہ) بلاغت پر مبنی فقروں کا حاصل کلام یہ ہے کہ شیخ ابوالقاسمؒ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ پروردگار عالم تیرا خیر کے ساتھ تعارف کرائے اور تیری عمر کو دراز کرے اور تیرے کام کو خیر و خوبی کے ساتھ تمام کرے اور تیری نیک بختی کو دائمی قرار دے۔ جن کی دین داری پر تجھے اعتبار ہے ان کو یہ بات سمجھا دے کہ محمد ابن علی شلمغانی جس پر خدا جلد عذاب کرے گا اور اسے مہلت نہیں دے گا اس لئے کہ وہ اسلام سے پھر گیا ہے اور اس سے جدا ہو گیا ہے اور دین خدا کے سلسلہ میں اس نے راہ کفر و الحاد اختیار کی ہے اور بعض باتوں کا وہ مدعی ہوا ہے جو کفر کا باعث ہیں۔ اس نے خدا کے متعلق دروغ سے کام لیا ہے اور اس پر بہتان باندھا ہے اور اس نے بڑا گناہ کیا ہے۔ وہ لوگ جو حق سے منحرف ہو گئے انہوں نے خدا سے جھوٹ منسوب کیا، گمراہ ہو گئے۔ اور نقصان اٹھانے والے ہو گئے اور ہم نے اس سے خدا، رسولؐ اور آل رسولؐ کے لئے بے تعلقی اختیار کر لی ہے اور اس پر لعنت کی ہے اور خدا کی لعنت ہر حالت میں ہر وقت اس پر اور ان پر جو اس کی پیروی کریں گے یا اس بات کے سننے کے بعد بھی اس کی دوستی کا دم بھریں۔ توجہ: تمام روایتیں اور کتابیں **من نظرائہ من الشریعی و النمیری و الھلالی و البلالی وغیرہم** کے جملے کے بعد یہ تحریر پیش کرتی ہیں کہ حضرت صاحب الامرؑ سے ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ میں اس کی دوستی سے انکار کرتا ہوں جیسا کہ اس سے پیشتر اسی جیسوں کی دوستی سے انکار کیا ہے مثلاً شریعی نمیری ھلالی و بلالی وغیرہ۔

عاقبت شلمغانی

شلمغانی کا قتل، اس کے جسم کا جلایا جانا اور اس کے جلے ہوئے جسم کی خاک کا دجلہ میں پھینکا جانا اس کے بعد شلمغانی پر لعنت، حسین ابن روحؒ کے وسیلے سے صادر

ہو گئی بغداد کے امامیہ (شیعہ) اس سے متنفر ہو گئے اور اس پر لعنت کرنے کی بات تمام محافل و مجالس میں ہونے لگی۔ شلمغانی کے قتل کے واقعہ سے کچھ قبل اس موقع پر جبکہ شیعہ رؤسا ابوعلی ابن مقلہ وزیر کے گھر پر جمع تھے اور حسین ابن روحؒ کی جانب سے اس پر لعن بھیجنے کا ذکر کر رہے تھے خلیفہ راضی نے حکم دیا کہ شلمغانی کو گرفتار کر لیں لیکن اس کی گرفتاری آسانی سے ممکن نہیں ہوئی اس لئے کہ ابو علی ابن مقلہ ایک مدت تک خلیفہ کے حکم کے مطابق شلمغانی کی تلاش میں پھرتا رہا اور وہ روپوش ہو کر زندگی گزار رہا تھا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگ جاتا تھا۔ خلیفہ کا وزیر اسے پانے میں کامیاب نہ ہوا۔ آخر کار شوال ۳۲۳ھ میں اس پر قابو پایا اور ابن مقلہ نے اس کا گھر تلاش کر لیا اور اس کو زندان میں ڈال دیا اور اس کے اہم پیروکاروں میں سے حسین ابن قاسم بن عبداللہ و ابراہیم بن محمد بن ابی عون و ابن شیب زیات و احمد بن محمد بن عبدوس وغیرہ کے وہاں خطوط پائے جن میں یہ سب اس کو ایسے خطابوں سے یاد کرتے تھے جو پروردگار عالم کی شان کے مطابق ہیں۔ خلیفہ کی موجودگی میں لوگوں کو وہ خطوط دکھائے گئے اور وہ سچ ثابت ہوئے اور شلمغانی نے بھی اقرار کیا کہ یہ اس کے پیروکاروں کے خطوط ہیں۔ خلیفہ نے احمد بن محمد بن عبدوس اور ابراہیم ابن محمد بن ابی عون کو شلمغانی کے سامنے بلایا اور حکم دیا کہ اپنے خدا کے تھپڑ مارے۔ اس نے ایسا نہیں کیا۔ جب خلیفہ نے اس کواس کام پر مجبور کیا تو احمد بن محمد بن عبدوس نے اس کے تھپڑ مارا لیکن ابن عون نے ایسا نہ کیا۔ شلمغانی اور اس کے طرفداروں کو خلیفہ کے حکم سے فقیہوں، قاضیوں اور رؤسائے لشکر کے سامنے کئی مرتبہ مقدمہ کے لئے پیش کیا گیا۔ آخر کار سب نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ سہ شنبہ (منگل) ۲۹ ذی القعد ۳۲۲ھ کو شلمغانی اور ابن عون کی گردن اڑا دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کا سر جدا کرنے کے بعد ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔

پھر ان دونوں کی لاشوں کو جلا کر ان کی خاک کو دجلہ کی نذر کر دیا۔ ("معجم الادباء" جلدا ص۲۹۷' "والفرق" ص۲۵۰)

(شلمغانی' اس کا قتل' اس کے جسم کا جلانا اور اس کی خاک کا دریائے دجلہ میں ڈال دیا جانا اور اس کے لعن کے بارے میں صادر ہونے والی توقیع کا متن علامہ مجلسی قدس سرہ کی بحار ج۱۳ صفحہ ۳۱۵) مطبوعہ اسلامیہ تہران ۱۳۵۳ھ میں تحریر ہے۔ ترجمہ اردو میں بھی ہے۔ اسی کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے۔

نواں باب

نائب چہارم جناب علی بن محمد السمری کے حالات اور ان کے فضائل کی شرح

فضائل

علی ابن محمد سمری نے ستاروں کے ٹوٹ کر گرنے والے سال وفات پائی۔ ان کی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ اس عظیم فرد کے سال وفات میں نجوم کا تناثر ہوا اور نجوم کا تناثر جس طرح صاحب عبقری حسان نے جلد۲ میں تحریر کیا ہے اس طرح ہے۔

عبارت کا متن: عبقری فقیر کہتا ہے کہ علی بن محمد سمری کی وفات کا دن بحار میں درج شدہ عبارت کے مطابق ۳۲۹ھ ہے۔ نیمہ شعبان کا دن تھا۔ اس سال کو شیعوں نے ستاروں کے ٹوٹ کر گرنے کا سال قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ اس سال اکثر علما' اور محدثین اخبار' عالم باقی کی طرف رحلت کر گئے جن میں سے ایک ثقتہ الاسلام یعقوب کلینی ہیں جو کافی کے مؤلف ہیں۔ محدث قمی قدس اللہ سرہ نے کتاب "تتمہ" کے ص ۳۰۳ پر تحریر کیا ہے کہ چوتھے نائب شیخ جلیل و معظم علی بن محمد سمری ہیں جو

حسین ابن روحؒ کے قائم مقام ہیں۔ انہوں نے تین سال تک امر نیابت انجام دیا اور ۳۲۹ھ نیمہ شعبان کو وہ رحمت الٰہی سے پیوست ہو گئے۔ اس سال ستارے ٹوٹے اور غیبت کبریٰ کی ابتدا ہوئی۔ ان کی قبر شریف بغداد میں شیخ کلینی کی قبر کے قریب ہے۔ اور شیخ صدوقؒ و شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ حسن ابن احمد مکتب نے کہا کہ ہم اس سال بغداد میں تھے جب جناب سمری کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات سے چند روز پیشتر ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک فرمان حضرت صاحب الامرؑ کی طرف سے برآمد ہوا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے علی بن محمد سمری خدا تیری مصیبت کے سلسلہ میں تیرے بھائیوں کے اجر کو عظیم قرار دے۔ آئندہ چھ روز میں تو اس دنیا سے سفر کر جائے گا پس اپنے کاموں کو سمیٹ۔ اپنا کوئی وصی یا قائم مقام مقرر نہ کر کہ غیبت کبریٰ واقع ہو گئی ہے (آخر توقیع تک)

حسن نے کہا ہم سب نے توقیع کے نسخے کو اٹھایا اور ان کے پاس سے باہر آ گئے۔ چھٹے روز ان کے پاس پہنچے تو وہ حالت نزع میں تھے۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہے۔ فرمانے لگے **للہ امر و ھو بالغہ** پروردگار کی ایک حکمت اور اس کا امر ہے جو روبہ عمل ہو گا۔ یہ غیبت کبریٰ کا کنایہ تھا۔ یہ کہا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (رضوان اللہ علیہ)

ان بزرگوار کے فضائل میں سے ہے کہ ان کی رحلت کو امام زمانہؑ مصیبت عظیم قرار دیتے ہیں۔

حضرت امام زمانؑ اپنی توقیع میں یوں رقمطراز ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا علی بن محمد سمری اعظم اللہ اجر اخوانک فیک

فلنک ممت بین سنتہ ایام یعنی اے علی بن محمد سمری پروردگار عالم تمہارے دینی بھائیوں کو تمہاری وفات کی مصیبت کے بدلے اجر عظیم عطا فرمائے تم چھ روز کے اندر وفات پا جاؤ گے۔ پس اپنے کام پر توجہ کرو۔ خصوصیت کے ساتھ امر وکالت کو کسی کے سپرد نہ کرنا کہ کوئی تمہاری جگہ بیٹھے۔ اس لئے کہ غیبت کبریٰ واقع ہو چکی ہے۔ حضرت امام زمانہؑ اس توقیع شریف میں جناب علی بن محمد سمری کی وفات کو ایک عظیم مصیبت قرار دیتے ہیں اور اگر اس طرح جسے علامہ بزرگوار صدر کتاب "تاریخ الغیبت الصغریٰ" کے ص ۴۶۷ پر تحریر کرتے ہیں۔ اس بات کی وجہ کہ حضرت صاحب العصرؑ نے توقیع میں یہ کیوں صادر کیا ہے کہ میرے نام کے بارے میں پرسش نہ کرو اس حصہ میں تحریر کرتے ہیں اور اپنا نظریہ بیان کرتے ہیں۔ **وانظر الی العلتہ التی یذکرھا ------ انہ یشمر الی ضعف الا خلاص و الا رادہ عند الفرد المسلم و ان کان سائرا فی خط الائمہ فانہ ان اطلع علی الاسم الشلہ------"**

توجہ کرنی چاہئے کہ یہ بات بہت باریک تھی کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت کا نام نامی و اسم گرامی مخفی رہے اور افشا نہ ہو۔ اس سبب کو مرد مسلمان کا ضعف ایمان و خلوص و ضعف ارادہ سمجھنا چاہئے۔ اس لئے کہ حضرت اپنے علم امامت کی رو سے جانتے ہیں کہ اگر کوئی آپ کے اسم مبارک سے باخبر ہو جائے تو وہ اس کو ظاہر کر دے گا لہٰذا کہنا چاہئے کہ غیبت کبریٰ کے واقع ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ کوئی فرد قابل اطمینان و وثوق نہیں تھا۔

شیخ طوسی کتاب "غیبت" میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ مفیدؒ اور عضائری ابو عبداللہ صفوانی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ شیخ ابو القاسم حسین ابن روحؒ نے ابو الحسین علی بن محمد سمریؒ کو اپنا جانشین بنایا اور انہوں نے بھی وہ کام انجام دیئے جو حسین ابن روحؒ کرتے تھے۔ جس وقت علی بن محمد سمری کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیعہ ان کے گرد جمع ہوئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے بعد وکیل کون ہے۔ آپ کے بعد آپ کا جانشین کسے ہونا چاہئے انہوں نے اس بات کا کوئی

جواب نہیں دیا بس اتنا کہا کہ میں اس امر پر مامور نہیں ہوں کہ کسی کو اپنے بعد نائب مقرر کروں۔

علی بن محمد سمریؒ صدوق کے والد کی وفات کی خبر دیتے ہیں

کتاب ''مہدی موعود'' سے نقل کیا جاتا ہے جس کا ترجمہ ترجمہ دوانی نے کیا ہے۔ صفحہ ۶۸۷ ''علی بن محمد سمری کی فضیلت مزید''

علما کی ایک جماعت نے شیخ صدوق سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا ابوالحسن بن صالح بن شعیب طالقانی رحمتہ اللہ علیہ نے ذیقعد ۳۳۹ھ میں مجھ سے کہا کہ احمد بن ابراہیم بن مخلد نے کہا کہ میں بغداد میں شیعہ مشائخ رحمتہ اللہ علیہم کے مابین موجود تھا اس وقت شیخ ابو الحسن علی بن محمد سمری قدس اللہ روحہ نے بغیر کسی تمہید کے فرمایا کہ خدا علی بن بابویہ قمی پر اپنی رحمت نازل کرے۔ جو بزرگ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے وہ تاریخ نوٹ کر لی یہاں تک کہ خبر آئی کہ علی بن بابویہ نے اسی روز وفات پائی ہے۔ اسی طرح ''غیبت'' شیخ میں بھی تحریر ہے کہ علما کی ایک جماعت نے حسین بن علی بن بابویہ قمی سے میرے لئے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ قم کے علما کی ایک جماعت علی بن احمد ابن عمران صفار اور حسین ابن احمد بن ادریس کہتے تھے کہ اسی سال جب میرے والد علی بن بابویہ نے وفات پائی علی بن محمد سمری بغداد تشریف لائے۔ اور ہر اس شخص سے جو قریب ہوتا پوچھتے علی ابن بابویہ کا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ان کا حال اچھا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ جس کی ہمیں خبر نہ تھی۔ وہ پھر بھی ان کا حال ہم سے پوچھ رہے تھے

ہم وہی جواب دے رہے تھے لیکن انہوں نے کہا خدا علی بن بابویہ کی موت کے بدلے تمہیں اجر عظیم عطا کرے۔ یہی لحات تھے جب علی بن بابویہ نے دنیا سے کوچ کیا۔ ہم نے بھی اس لمحے' روز اور ہفتہ کو نوٹ کر لیا تھا جب سترہ یا اٹھارہ روز ہو گئے تو خبر آئی کہ علی بن بابویہ نے اسی ساعت میں جس میں ابوالحسن سمری نے فرمایا تھا وہ دنیا سے رحلت کر گئے۔ شیخ طوسی کہتے ہیں کہ حسین ابن ابراہیم نے ابوالعباس محمد بن نوح سے انہوں نے ابو نصر حبتہ اللہ بن کاتب سے میرے لئے نقل کیا کہ ابو الحسن سمری کا مقبرہ شاہراہ خلنجی نامی معروف سڑک پر باب الحول کے پہلو میں ابو عتاب نامی نہر کے نزدیک واقع ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان بزرگوار نے ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔

علی بن محمد سمری کی وفات کے سلسلہ میں صادر ہونے والی توقیع کی عبارت

اکمال الدین: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یا علی بن محمد سمری اعظم اللہ اجر اخوانک فیک فانک میت ما بینک و بین ستتہ ایام فاجمع امرک و لا توص احد فیقوم مقامک بعد وفاتک فقد وقعت الغیبتہ الثانیہ (التامہ نسخہ بدل) فلا ظہور الا بعد اذن اللہ عزوجل و ذلک بعد طول الامد د قسوۃ القلوب و امتلاء الارض جورا سیاتی (شیعتی ---- من شیعتی ---- الی شیعتی ---- لشیعتی) من یدعی المشاہدۃ الا فمن ادعی المشاہدۃ قبل خروج السفیانی و الصیحتہ فھو کذاب مفتر و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

توجہ: توقیع مبارک کے بعض کلمات کے اختلاف کا بیان' لفظ شیعتی جو کتاب معتبر میں چار طرح لکھا گیا ہے (شیعتی۔ من شیعتی۔ الی شیعتی۔ لشیعتی)

منتھی الا مال میں محدث قمی جناب ثراہ "اکمال الدین" صدوق سے نقل کرتے

ہیں (سیاتی من شیعتی) اسی میں لفظ من وارد ہوا ہے۔

اکمال الدین جلد دوم ص۵۱۶ مطبوعہ ۱۳۹۵ھ دار الکتب الاسلامیہ جو علی اکبر کی تصحیح اور حواشی کے ساتھ شائع ہوئی ہے اس میں توقیع میں لفظ من نہیں ہے۔ (سیاتی شیعتی) ہے۔ مرحوم محدث قمی نے جس طرح توقیع کی عبارت کا تتمہ المنتہی کے صفحہ ۳۰۳ پر ترجمہ کیا ہے وہ اس طرح ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم اے علی بن محمد سمری خدا تمہاری مصیبت میں تمہارے برادران دینی کے اجر کو عظیم کرے اس لئے کہ آئندہ چھ روز میں تم دنیا سے رحلت کر جاؤ گے۔ پس اپنے کام کو سمیٹو۔ اپنا جانشین مقرر نہ کرنا اس لئے کہ غیبت تامہ واقع ہو چکی ہے اور اس کے بعد میں ظاہر نہیں ہوں گا لیکن حق تعالیٰ کے اذن کے بعد اور یہ ظاہر ہونا اس کے بعد ہو گا کہ غیبت کی مدت طویل ہو جائے اور دل سخت ہو جائیں اور زمین ظلم و جور سے پر ہو جائے اور اس کے بعد شیعوں کی ایک جماعت دیدار کا دعویٰ کرے گی۔ اور خروج سفیانی اور صدائے آسمانی سے پہلے جو دیدار کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور افترا پرداز ہو گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

کتاب احتجاج طبرسی ص۲۹۷ جلد۲ مطبوعہ مطبع نعمانی نجف ۱۳۸۶ھ میں اس طرح تحریر ہے کہ (الی شیعتی) من کی جگہ الی لکھا ہوا ہے۔ بحار ج۱۳ (ترجمہ ارومیہ ص۳۰۳) میں من شیعتی تحریر ہے۔ کفایۃ الموحدین مرحوم طبرسی نوری جلد دوم ص۲۲۹ پر (من شیعتی) تحریر ہے۔ عبقری حسان مرحوم نھاوندی جلد دوم ص۲۸ الیاقوت الاحمر کے عنوان کے ماتحت (من شیعتی) لکھا ہے۔ کتاب معادن الحکمۃ فی مکاتیب الائمہ میں جو علامہ محقق علم الھدی محمد بن حسن المرتضیٰ کاشانی کی تالیف ہے اور جو کتب خانہ وزیری یزد کی مطبوعات میں سے ہے ۱۳۸۸ھ مطبوعہ مکتبۃ الصدوق تہران جلد دوم ص ۲۸۸ میں (سیاتی شیعتی) ہے۔ کتاب غیبت طوسی سے نقل کیا گیا۔

کتاب غیبت طوسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے' جو علامہ بزرگوار مرحوم شیخ آقائے بزرگ تہرانی جو کتاب ارجمند الذریعہ کے مؤلف ہیں ان کی ہمت اور ارادہ

کے نتیجے میں مکتبہ نینوی تہران سے شائع ہوئی ہے اس کے ص ۲۴۳ پر لشمعتی آیا ہے۔ کتاب "منتخب الاثر" میں حجتہ الاسلام آقائے لطف اللہ صافی گلپایگانی ص۳۹۹ پر توقیع کے متن کو "غیبت" طوسی سے اس طرح نقل کرتے ہیں: **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا علی بن محمد السمری اعظم اللہ اجر اخوانک فیک فانک میت ما بینک و بین ستہ الایام فاجمع امرک و لا توص الی احد فیقوم مقامک بعد وفاتک فقد وقعت الغیبتہ التامتہ فلا ظہور الا بعد اذن اللہ تعالی ذکرہ۔ وذالک بعد طول الامد و قسوۃ القلوب و امتلا الارض جورا و سیاتی لشیعتی من یدعی المشاہدہ الا فمن ادعی المشاہدہ**

توجہ و تذکر: تحقیق کرنے والے اور بابصیرت و باخبر اہل نظر لشیعتی کو امام زمانہؑ کے مقصود کلام سے زیادہ قریب سمجھتے ہیں لہذا اس نقطہ نظر سے معانی یہ ہوں گے۔ جو مصیبتیں، بلائیں اور رنج شیعوں کو ایام غیبت میں پہنچیں گے تو یہ بھی ان مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہوگی کہ جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے اس امر کے کہ وہ کہیں گے کہ ہم نے امام عصرؑ کو دیکھا ہے۔

دسواں باب

امام زمانہؑ کی دنیا کے تمام واقعات اور بندوں کے اعمال سے آگاہ ہونا

اس خط کے متن کی رو سے جو مرحوم شیخ مفید قدس سرہ کے لئے ناحیہ مقدسہ سے ماہ صفر ۴۱۰ھ کے اواخر میں صادر ہوا۔ امام زمانہؑ نے یہ فرمایا ہے: **نحن و ان کنا نا وین بمکاننا النائی عن مساکن الظالمین ارانا الله تعالی لنا من الصلاح و لشیعتنا المومنین فی ذلک ما دامت دولہ الدنیا الفاسقین فانا نحیط علما بانبائکم و لا یعزب عنا شئی من اخبار کم**

(تاریخ غیبت الکبریٰ کے ترجمہ کی نقل۔ اس کے مترجم سید حسن افتخار زادہ ہیں۔ ص ۱۷۴ ہے۔)

ہم نے اگر ایک مخصوص جگہ سکونت اختیار کرلی ہے، ستم گاروں کی جگہ سے دور ہیں تو اس لئے کہ پروردگار عالم نے ہماری اور ہمارے شیعوں کی بہتری اس عرصہ میں یہی دیکھی ہے کہ جب تک دنیا کی حکومت ظالموں اور تخریب کاروں کے قبضہ میں ہے ہم اسی طرح رہیں۔ لیکن ہم تمہاری باتوں سے باخبر ہیں اور ہماری نظروں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ تمہاری بے سرو سامانی سے ہم پوری طرح آگاہ ہیں اور

اس وقت سے آگاہ ہیں کہ جب بہت سے گروہوں نے تم پر دست درازی کی جس سے اسلاف صالح دور رہے تھے اور اس پیمان کو جو خداوند عالم نے ان سے لیا تھا اس کو یوں بھلا بیٹھے جیسے وہ کوئی چیز ہی نہ ہو۔

ہم نے تم کو بھلایا نہیں ہے اور اگر ہماری توجہ تمہاری طرف نہ ہوتی تو پریشانیاں تم پر نازل ہوتیں اور دشمن تم کو پامال کر دیتے۔ پروردگار عالم کی طرف متوجہ رہو اور ہمارے مقصد کو سہارا دو۔ تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ ایسا کام کرے کہ وہ ہماری دوستی کے سلسلہ میں ہم سے نزدیک تر ہو جائے اور جو چیز ہمیں اچھی نہیں لگتی اس سے دور رہے۔ اس لئے کہ ہمارے ظہور کا فرمان یک لخت اور بغیر کسی تمہید کے ہو گا اس طرح کہ نہ تو یہ فائدہ دے گی نہ پشیمانی گناہ کے درد کا مداوا کرے گی نہ فائدہ پہنچائے گی۔

امام زمانہؑ کا بندوں کے اعمال کو دیکھنا اور مذہب شیعہ کی سچائی کا ثبوت

امام زمانہؑ نے فرمایا ہے تم میں سے جو کوئی اس ضربت کے بارے میں پوچھے اس سے کہہ دو کہ ضربت صفین ہے۔

قصہ مختصراً" یہ ہے۔ محی الدین اربلی کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے پاس تھا ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یک لخت اس شخص پر خواب کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس نے عمامہ سر سے اتار لیا۔ اس کے سر پر ایک خطرناک چوٹ کا نشان دکھائی دیا۔ میرے والد نے اس چوٹ کے نشان کے بارے میں پوچھا۔ اس شخص نے کہا یہ ضربت صفین میں لگی تھی۔ میرے والد نے کہا جنگ صفین تو بہت پہلے ہوئی تھی اور تو اس زمانہ میں دنیا میں نہ تھا۔ اس شخص نے کہا میں نے ایک مرتبہ مصر کا سفر کیا اور

قبیلہ عزہ کا ایک شخص میرا رفیق سفر تھا۔ راستے میں ایک روز ہمارے درمیان جنگ صفین کا تذکرہ ہوا۔ میرا رفیق سفر کہنے لگا اگر میں صفین میں ہوتا تو علیؑ اور ان کے اصحاب کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھاتا۔ میں نے کہا اگر میں صفین میں ہوتا تو اپنی تلوار کی پیاس معاویہ اور اس کے اصحاب کے خون سے بجھاتا۔ میں اور تو معاویہ اور علیؑ کے ساتھی ہیں۔ پس ہم ایک دوسرے سے خوب لڑے اور ایک دوسرے کو خوب زخمی کیا یہاں تک کہ میں چوٹوں کی شدت کی وجہ سے زمین پر گر پڑا اور میرا برا حال ہوگیا۔ یک لخت میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہے جو نوک نیزہ سے مجھے بیدار کر رہا تھا جب میں نے غور سے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ وہ شخص گھوڑے سے اترا اس نے میرے زخموں پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ میں فوراً اچھا ہوگیا۔ پھر کہا تو یہیں ٹھہر۔ پھر وہ غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا۔ اس حالت میں کہ میرے دشمن کا سر اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اس کا گھوڑا بھی لایا تھا۔ اس نے کہا یہ تیرے دشمن کا سر ہے تو نے ہماری مدد کی ہے اور ہم سے دوستی کی ہے تو ہم نے بھی تجھ سے دوستی نبھائی ہے۔ خدا ہر اس فرد کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں۔ فرمانے لگے میں فلاں ابن فلاں ہوں۔ (یعنی حضرت صاحب الامرؑ) اس کے بعد مجھ سے فرمایا جو کوئی تجھ سے اس ضربت کے بارے میں سوال کرے تو اس سے کہنا کہ یہ صفین کی ضرب ہے۔ (کتاب پیوند معنوی ص ۱۰۳ سے نقل کیا۔)

آیت اللہ صدر جو کتاب غیبت کبریٰ کے مصنف ہیں ان کے نظریات مترجم کی تحریر کے مطابق

نظریہ اول : حضرت امامؑ صاحب الامرؑ اخبار عالم سے خدائی الہام اور ایک طرح کے اعجاز کے ذریعہ آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اس مفہوم کی تائید کرنے والی دلیلیں ہیں جو بتاتی

ہیں کہ لوگوں کے تمام کام اچھے ہوں یا برے رات دن حضرت امام زمانہؑ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ دوسری دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ آیہ شریفہ ہے۔ (آیت ۱۰۵ سورہ توبہ) فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المومنون۔ یعنی جلد ہی تمہارے کاموں کو خدا، رسولؐ اور مومنین دیکھیں گے۔

روایتوں کی رو سے مومنین سے مراد آئمہ اطہارؑ ہیں۔

اجتماعی نقطہ نظر سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ امام کو چاہئے کہ وہ حتمی طور پر الہام الٰہی سے تائید یافتہ ہو۔ اور یہ تائید تین اسباب کی بنا پر دستیاب ہوتی ہے۔

مقدمہ اول: جس وقت پروردگار عالم کسی اہم مسئلہ کو کسی خاص شخص کے حوالے کرتا ہے تو ضروری ہے کہ اس اہم کام کے انجام دینے کی صلاحیت و توانائی بھی اسے عطا کرے وہ اس لئے کہ عدم صلاحیت و توانائی کی صورت میں ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی۔

مقدمہ دوم: پروردگار عالم نے عالم کی سرپرستی اور باگ ڈور پہلے مرحلے میں پیغمبر اسلامؐ کو پھر ان کے معصوم جانشینوں کے حوالے کی ہے اور وہ بھی اس طرح کہ اگر عالمی حکومت کا قیام ان میں سے ہر ایک کے زمانہ میں ممکن ہو جائے تو لازم ہے کہ حکومت تشکیل دے کر وہ امور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھے۔ اس بنا پر آئمہ معصومینؑ ایسے پیشوا ہیں کہ عالمی تحریک کی صلاحیت رکھتے ہیں اور تمام جہان کی رہبری و قیادت کی صلاحیت و استعداد ان میں ہے۔

مقدمہ سوم: عالمی سطح پر رہبری کرنا پروردگار عالم کی طرف سے الہام کا محتاج ہے اس لئے کہ تمام عالم کی رہنمائی ایک پیچیدہ اور عمیق بات ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی سلطنت کے انتظام و انصرام کے لئے باوجود اس کے کہ قابل افراد ہاتھ لگ جاتے ہیں اس صورت میں بھی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

بغیر الہام کے تمام زمانے کی پیشوائی محال ہے

اب یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک فرد بغیر خدائی الہام کے تمام روئے زمین کا اہتمام کرے اور تمام الجھنوں کو انفرادی طور پر سلجھائے۔ یہ کام الہام کے بغیر محال ہے۔ اس بنا پر جب تک الہام الٰہی نہ ہو گا زمانے بھر کا انتظام و انصرام ممکن نہیں ہے۔ اور چونکہ ہم شیعان آل محمدؐ کے اعتقاد کی رو سے امام عصر ارواحنالہ فدا آئمہ معصومینؑ میں سے ہیں اور پیشواؤں میں سے ہیں اور زمانے کے عملی طور پر منتظم ہیں اس وجہ سے یہ ضروری ہے کہ قطعی طور پر وہ الہام الٰہی سے تائید یافتہ ہوں۔ جب مورد الہام قرار پا گئے تو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اس بات کے سمجھنے میں کہ امامؑ تمام لوگوں کے اعمال سے کس طرح واقف ہو سکتے ہیں اور تمام معاملات کس طرح ان کی نظر سے گزر سکتے ہیں۔

نظریہ دوم : ہم اگر نظریہ اول کو غلط سمجھ کر کہیں کہ حضرت امامؑ فطری طور پر اور دینی شائستگی کی بدولت زمانے کی رہبری کر سکتے ہیں اور کسی اعجاز کے محتاج نہیں ہیں اور غیبت کے بارے میں دوسرے نظریہ کو ضروری سمجھ لیں اس صورت میں چونکہ امامؑ لوگوں کے درمیان زندگی گزارتے ہیں اور لوگوں میں ان کی آمد و رفت' ان سے ملتے جلتے ہیں اور ان کے اخبار و احوال سے آگاہ ہیں بغیر اس کے کہ کوئی حضرت کو پہچانے۔ حضرت خود یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ عالم کی تمام خبروں اور زمین کے زاویوں کے تمام واقعات سے باریک بینی کے ساتھ آگاہ ہو سکتے ہیں۔ بہرحال مذکورہ امور کو پیش نظر رکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام روحی فداہ لوگوں کے احوال و واقعات سے آگاہ ہیں اور مجموعی احوال و اعمال آپ کی نگاہ سے مخفی نہیں ہیں اور ہر وہ شخص جو ان نظریات میں سے کسی ایک کو بھی قبول کرے گا تو اس کو کوئی مشکل

درپیش نہیں ہو گی۔ یوں کہنا چاہئے کہ جو قطعی اور حتمی بات ہے وہ یہ کہ نظریہ اول اپنے تین مقدمات کے ساتھ بہت صحیح اور مدلل ہے۔ منطقی اور عقلی ہے اس لئے کہ قرآن اور اخبار و روایات اس کی تائید کرتے ہیں۔

"فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المومنون" (سورہ توبہ آیت ۱۰۵) اس عنوان پر مفسرین اور اہل تحقیق کے نظریات۔ تفسیر نمونہ جلد ۸ ص ۱۲۴ سے منقول: فسیری: اس طرف اشارہ ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ وہ اگر کوئی کام اپنی خلوت گاہ میں یا لوگوں کے درمیان کرے تو وہ علم خدا سے پوشیدہ رہے گا بلکہ خدا کے علاوہ پیغمبرؐ اور مومنینؑ بھی اس سے آگاہ ہوں گے۔ اس حقیقت کی طرف توجہ اور اس پر ایمان رکھنا مومنین کی کردار سازی کے سلسلہ میں کتنا گہرا اثر رکھتی ہے۔ عام طور پر اگر انسان احساس کرے کہ کوئی شخص اس کی نگرانی کر رہا ہے تو وہ اپنی کیفیت ایسی رکھے گا کہ اس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہو سکے تو پھر اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ خدا، پیغمبرؐ اور مومنینؑ اس کو دیکھ رہے ہیں تو پھر کیا صورت حال ہو گی۔ یہ آگاہی ہونا اس کی اس سزا کی تمہید ہے جو دوسرے جہان میں اس کے انتظار میں ہے۔ آخر میں خدا اس جملہ کو بھی بڑھاتا ہے کہ بہت جلد تم اس کی طرف لوٹ جاؤ گے جو ہر مخفی و آشکار سے آگاہ ہے۔ اور جو کچھ تم نے عمل کیا ہے اس کی تم کو خبر دے گا اور اس خبر کے مطابق تم سے باز پرس ہو گی۔

گیارہواں باب

امامؑ کے سامنے اعمال کا پیش ہونا

اہل بیت علیہم السلام کے پیروں کاروں کے درمیان اماموں سے حاصل ہونے والی خبروں پر توجہ کرنے سے یہ عقیدہ مشہور و معروف ہے کہ پیغمبرؐ اور آئمہؑ تمام امت کے اعمال سے آگاہ ہوتے ہیں یعنی پروردگار عالم ایک خاص طریقہ سے ان کو اعمال امت سے باخبر رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو روایات وارد ہوئی ہیں وہ کثیر ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند پیش کی جاتی ہیں۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: **تعرض الاعمال علی رسول اللہ اعمال العباد کل صباح ابرارھا و فجارھا فاحذرھا و ھو قول اللہ عزوجل و قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ و سکت**

لوگوں کے تمام اعمال ہر روز صبح پیغمبرؐ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں' بدوں اور نیکوں دونوں کے اعمال۔ اس لئے متوجہ رہیے اور یہ اللہ کے کلام کا مفہوم ہے جو وہ یہ فرماتا ہے: **"و قل اعملوا"** (اصول کافی جلد اول ص ۱۷۰)

ایک اور حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: **ان الاعمال تعرض علی نبیکم کل عشیہ الخمیس فلیستح احد کم ان تعرض علی نبیہ العمل القبیح۔** تمہارے سارے اعمال تمہارے پیغمبرؐ کے سامنے ہر جمعرات کو عصر کے وقت پیش کئے جاتے ہیں۔ شرم کرو۔ (تفسیر برہان جلد ۲ ص ۱۵۸) یاد رہے کہ تفسیر برہان میں

(ص۱۵۷-۱۵۸) جو معصومینؑ کی چودہ حدیثوں پر مشتمل ہے اور وہ سب حدیثیں یہ بتاتی ہیں کہ اعمال، رسولؐ خدا اور آئمہؑ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے: **عن ابراہیم بن ہاشم عن حماد بن عیسی عن ابی عبداللہؑ قال مالکم تسئوون رسول اللہ فقال لہ رجل جعلت فداک کیف تسئوون فقال اما تعلمون ان اعمالکم تعرض علیہ فاذا رای معصیتہ ساءہ فلا تسئوون و سروہ**

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں خدا کے رسولؐ کا دل کیوں دکھاتے ہو اور انہیں تکلیف کیوں دیتے ہو۔ وہ شخص جو امامؑ کے پاس موجود تھا اس نے پوچھا اے فرزند رسولؐ ہم پیغمبرؐ کا دل کس طرح دکھاتے ہیں اور انہیں تکلیف دیتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمام اعمال رسول خداؐ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر تم سے گناہ ہوا ہو تو رسول خداؐ کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ گناہ اس شخص کے لئے آئندہ خرابی کا سبب ہو گا۔ پس تم ایسے کام کرو کہ پیغمبر اسلامؐ تم سے خوش ہوں نہ کہ ناخوش۔ پھر ایک اور روایت میں امام علی ابن موسیٰ رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے اور میرے خاندان کے لئے دعا فرمایئے۔ آپ نے فرمایا میں دعا نہیں کرتا۔ **واللہ ان اعمالکم تتعرض علی فی کل یوم ولیلتہ** ترجمہ: خدا کی قسم تمہارے اعمال صبح و شام میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ راوی یہ حدیث بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے یہ بات مجھے گراں گزری تو امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تو کتاب خدا میں نہیں پڑھتا: **و قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المئومنون۔ ہو واللہ علی ابن ابی طالبؑ۔** وہ کہتا ہے کہ عمل کرو، خدا، پیغمبرؐ اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ قسم خدا کی مومنین سے مراد علی ابن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد اطہار سے دیگر امام ہیں۔

قل اعملوا فسیری کی تفسیر کے سلسلہ میں
تفسیر نمونہ جلد۸ میں سوال اور جواب

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ آیات جو ان روایات کی نقیض ہیں جو اس موضوع کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں اس موضوع سے استفادہ کیا جا سکتا ہے یا اس طرح جس طرح اہل سنت مفسرین نے اس موضوع کی تفسیر کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس آیت میں ایک روز مرہ کے مسئلہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ کہ انسان جو بھی کام کرتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو جاتا ہے اور خدا اور پیغمبرؐ کے علاوہ مومنین بھی معمول کی طرح اس سے باخبر ہو جاتے ہیں۔

جواب : آیت میں اطلاق ہے اور یہ تمام اعمال کے مفہوم پر حاوی ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ تمام اعمال معمولاً" پیغمبرؐ اور مومنین پر آشکار نہیں ہوتے اس لئے کہ بہت سے اعمال بد پوشیدہ طور پر انجام دیئے جاتے ہیں اور وہ مخفی رہتے ہیں حتی کہ بہت سے اعمال نیک جو مخفی طور پر کئے جائیں ان کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے اور اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ تمام نیک و بد اعمال یا ان کا غالب حصہ سب لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے تو ہم نے یہ بہت فضول بات کہی ہے۔ لہٰذا پیغمبرؐ اور مومنوں کا اعمال مردم سے باخبر ہونا معمول سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ الٰہی تعلیم سے متعلق ہے۔ دوسرے یہ کہ اس آیت کے آخر میں ہم پڑھتے ہیں کہ **فینبئکم بما کنتم تعملون** پروردگار قیامت میں جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی تم کو خبر دے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جملہ مخفی و غیر مخفی تمام اعمال آدمی سے متعلق ہے اور آیت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمل سے مراد اس آیت میں اول و آخر ایک ہی ہے۔ اس بنا پر آیت کا آغاز تمام اعمال سے چاہے وہ آشکار ہوں یا پوشیدہ ہوں متعلق ہے اور ظاہر ہے کہ ان سب اعمال سے آگاہ ہونا معمول سے تعلق نہیں رکھتا۔ دوسری تعبیر کی رو سے آیت تمام اعمال کی جزا کی بات کر رہی ہے۔ آیت کا آغاز بھی خدا، پیغمبرؐ اور مومنین کے سلسلہ میں تمام اعمال سے متعلق بات کر رہا ہے۔ ایک باخبر ہونے کا مرحلہ ہے اور

دوسرا مرحلہ جزا کا ہے اور موضوع دونوں حصوں میں ایک ہی ہے۔ تیسرے مومنین پر انحصار اسی صورت میں صحیح ہے کہ معمول سے ہٹ کر تمام اعمال مراد ہوں ورنہ آشکار اعمال تو مومنین اور غیر مومنین سب ہی دیکھتے ہیں۔ اس رخ سے ضمنی طور پر ایک اور نکتہ واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں مومنین سے مراد جس طرح کثیر روایات میں آیا ہے تمام صاحبان ایمان نہیں ہیں بلکہ ان لوگوں کا گروہ خاص ہے جو خدا کے حکم کے نتیجے میں اسرار و غیب سے باخبر ہوں یعنی پیغمبرؐ کے سچے جانشین۔ ایک اہم نکتہ جس کی طرف یہاں خاص طور سے توجہ کرنی چاہئے کہ اعمال کے پیش ہونے کا مسئلہ اپنے ماننے والوں کے لئے ایک عجیب و غریب تربیتی اثر رکھتا ہے اس لئے کہ جب مجھے یہ معلوم ہو گا کہ خدا جو میرے ساتھ ہر مقام پر ہے اس کے علاوہ پیغمبرؐ اور میرے دوسرے پیشوایان محبوب ہر روز یا ہر ہفتہ ہر اس عمل سے جسے میں انجام دیتا ہوں قطع نظر اس سے کہ جگہ کونسی تھی یا عمل نیک تھا یا بد وہ آگاہ ہو جاتے ہیں تو بلاشک و شبہ میں خیال رکھوں گا اور اپنے اعمال کی نگرانی کروں گا اور یہ بات میری تربیت کے سلسلہ میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔

کیا رؤیت سے مراد یہاں آنکھوں سے دیکھنا ہے؟ مفسرین کے گروہ کے درمیان مشہور یہ ہے کہ **فسیری اللہ عملکم** کے جملہ میں رؤیت بمعنی معرفت ہے اور علم کے معنی میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ مفعول صرف ایک ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اگر رؤیت سے مراد علم ہوتا تو مفعول دو ہوتے۔

لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم رؤیت سے اس کے اصل معنی یعنی مشاہدہ، محسوسات مراد لیں۔ نہ معرفت مراد لیں اور نہ علم۔ اس موضوع کے سلسلہ میں خدا کے بارے میں جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور تمام محسوسات پر احاطہ رکھتا ہے لہذا وہ تو قابل بحث ہے ہی نہیں۔ اماموںؑ اور پیغمبرؐ کے بارے میں بھی اس میں کوئی مانع نہیں ہے اس لئے کہ وہ بھی تمام اعمال کو پیش کئے جانے کے وقت دیکھتے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ انسان کے اعمال فانی نہیں ہیں بلکہ وہ قیامت تک باقی رہیں

گے۔ (تفسیر نمونہ ج۸ ص۱۳۸)

لاھیجی کی تفسیر شریف میں (جلد۲ ص۳۱۱) صاحب مجمع البیان سے منقول ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک مومنین سے مراد آئمہ معصومینؑ ہیں۔ اصول کافی میں (یعقوب ابن شعیب) سے اور امالی شیخ طوسی میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مومنوں سے مراد آئمہ معصومین علیھم السلام ہیں۔ (نقل از تفسیر شریف لاھیجی جلد دوم ص۳۱۱) اصول کافی میں بعض حضرات سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادق آل محمدؐ کے سامنے آیت **فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المئومنون** پڑھی تو حضرت نے فرمایا: **ولیس ھکذا ھی انما ھی و المامونون و نحن المامونون** یعنی اس طرح نہیں ہے جس طرح تو نے اس آیت کو پڑھا ہے بلکہ اس آیت میں **و المامونون' و المومنون** کے بدلے نازل ہوا ہے اور ہم ہیں مامونون یعنی ہم ہیں جنہیں امین بنایا گیا ہے۔

نیز اصول کافی میں روایت کی گئی ہے کہ عبداللہ ابن ابان زیات جس کا امام رضاؑ کی بارگاہ میں بڑا رسوخ تھا۔ اور وہ آپؑ کی نگاہ میں بڑا قابل اعتبار تھا اس نے کہا کہ میں نے حضرتؑ سے دعا کے لئے التماس کیا اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تیری استدعا کے بغیر ہی میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔ قسم خدا کی تمہارے اعمال ہر شب و روز میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے اس کلام کو عظیم خیال کیا حضرتؑ نے فرمایا تو نے کتاب خدا نہیں پڑھی جس میں کہا گیا ہے **و قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المئومنون** اور اس کے بعد فرمایا **ھو واللہ علی ابن ابی طالبؑ** مراد یہ ہے کہ مومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور ان کے فرزندان آئمہ ہیں۔

تفسیر اطیب البیان کے مولف کے نظریات یہ ہیں مسئلہ علمیہ اعتقادیہ ج۶ ص۳۰۸۔

اور وہ یہ ہے کہ علم الٰہی ذاتی ہے عین ذات ہے اور وہ لا متناہی ہے اور ازل

سے ابد تک جو کچھ واقع ہوا یا واقع ہوتا ہے اللہ کو معلوم ہے اس کے علم میں کسی چیز سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور کوئی چیز اس کے علم سے محو نہیں ہوتی اور اس کو نامہ اعمال یا گواہوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن کارخانہ سلطنت کے لئے بندوں کو متنبہ کرنا' توجہ دلانا' اعمال کی کتابت' نامہ اعمال' گواہوں کا قیام' ملائکہ میں سے' اعضا و جوارح میں سے' انبیا و آئمہؑ میں سے اور زمان و مکان اور قرآن میں سے' ان سب کو اس نے مقرر فرمایا۔ اور حضرت رسالت مابؐ اور آئمہ اطہارؑ اور صدیقہ طاہرہ صلوات اللہ علیہما یہ چودہ انوار مقدسہ اس عالم نورانیت میں کہ ان کے انوار پاک کو خلق فرمایا تھا تو انہیں تمام کمالات اور علم **ما کان و ما یکون** قبل از خلقت آدم و عالم عطا فرما دیا تھا اور گواہ اخبار متواترہ اور آیات شریفہ سے بتواتر ثابت ہے اور یہ آیہ شریفہ **قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المئومنون ---- بما کنتم تعملون** (آیت ۱۰۵ سورہ توبہ) قانون سلطنت کے حالات کے مطابق ملائکہ تمام اعمال بندگان' نیکیوں پر مبنی ہوں یا برائیوں پر' تحریر کرتے ہیں اور پروردگار عالم کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اور پیر اور جمعرات کو پیغمبرؐ اور آئمہ اطہارؑ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قیامت کے دن ان اعمال کے بجا لانے والوں کے ہاتھوں میں ان کا نامہ اعمال دے دیں گے اور اس کو میزان میں تولیں گے اور حساب کریں گے۔ یہ سب سلطنت کے حالات کی وجہ سے ہے وگرنہ صرف وہی علم الٰہی کافی ہے اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا نہیں جانتا یا اس کو شبہ ہوا ہے یا اس نے ظلم کیا ہے۔

اس بیان کے بعد آیت کا مفاد واضح ہو جاتا ہے اور ہمیں مفسرین کے محتملات کی ضرورت نہیں رہتی۔ "**قل اعملوا**" یہ امر کے معنی میں ہے یعنی عبادت و معصیت میں سے جو چاہو کرو اس کا بدلہ تمہیں ملے گا۔ (**فسیری اللہ عملکم**) نگہبان تحریر کرتے ہیں اور تمہارے اعمال بارگاہ خداوندی میں لے جاتے ہیں۔ آپ نے **المئومنون** کی تعبیر بھی فرمائی اور بتایا کہ ہفتہ کے ایام میں ہر روز صبح و شام یہ اعمال رسولؐ اللہ کی نظر مبارک سے گزارے جاتے ہیں۔

کتاب ارجمند بوستان معرفت حصہ ۳۴ کے ص ۵۲۳ پر ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان نبوت کے افراد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین زمین کے اسرار کے جاننے والے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا یہ آیتیں آخرت کے بارے میں ہیں۔ اس دن زمین خدا کے حکم سے گویا ہو جائے گی اور لوگوں کے راز فاش کرے گی اور جس کسی نے روئے زمین پر کوئی نیکی یا بدی کی ہو گی اس کی خبر دے گی۔ اور ایسی حدیثیں وارد ہوئیں ہیں کہ زمین نے امیرالمومنینؑ سے باتیں کی ہیں اور وہ علیؑ پر اسرار ظاہر کرتی تھی۔ ان احادیث میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) **عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنھا قالت لی فاطمہؑ لیلہ دخل بی علیؑ سمعت الارض تحدثہ و ھو یحد ثھا و اصبحت و اخبرت والدی فسجد سجدہ طویلہ ثم رفع راسہ و قال ------ یا فاطمہ البشری بطیب النسل فان اللہ فضل بعلک علی سائر خلقہ و امر الارض ان تحدثہ باخبار ھا و ما یجری علی و جھھا من شرق الارض الی غربھا**

ترجمہ: اسما بنت عمیس نے کہا کہ جناب فاطمہؑ نے مجھ سے ایک شب کہا کہ علیؑ میرے پاس آئے تو میں نے سنا کہ زمین ان سے باتیں کر رہی ہے اور وہ زمین سے باتیں کر رہے ہیں۔ صبح کو میں نے رات کے واقعہ کی اطلاع بابا جان کو دی۔ انہوں نے ایک طویل سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر کہا فاطمہؑ تجھے مبارک ہوں پاک فرزند۔ خدا نے تیرے شوہر کو برتری دی ہے تمام انسانوں پر اور زمین کو حکم دیا ہے کہ اپنی خبریں اور جو کچھ اس پر مشرق سے لے کر مغرب تک ہوتا ہے وہ علیؑ کو بتائے۔

یہ حدیث کتاب ارجح المطالب کے ص۶۷۸ پر مطالب السئول سے منقول ہے جو محمد بن طلحہ شافعی کی تالیف ہے۔

(۲) **عن سلمان و ابی ذر قالا ان علیاً لعالم الارض و زرھا الذی تسکن الیہ**

ترجمہ: سلمانؓ و ابوذرؓ نے کہا کہ علیؑ عالم زمین ہیں اور زمین کی تکیہ گاہ ہیں زمین ان کی وجہ سے قائم ہے یعنی وہ زمین کے اسرار سے واقف ہیں۔ چنانچہ بہت سی

احادیث میں آیا ہے کہ زمین پر حجت خدا نہ ہو تو زمین دھنس جائے پس وہ زمین کی تکیہ گاہ ہیں۔

(۳) حسین ابن علیؑ نے فرمایا کہ میں **اذا زلزلت الارض** پڑھ رہا تھا تو میں جب اس آیت پر پہنچا **و قال الانسان ملها یومئذ تحدث اخبارها** تو میرے والد نے فرمایا کہ وہ انسان جو زمین سے سوال کرے گا اور وہ اس سے بات کرے گی وہ میں ہوں۔

(۴) ایک سوداگر نے ابوبکرؓ کے حوالے ہزار دینار کئے اور حج کے لئے چلا گیا جب وہ فریضہ حج ادا کرکے واپس آیا تو ابوبکرؓ کی رحلت ہو چکی تھی اور وہ زندگی کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ سوداگر عمرؓ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا مجھے خبر نہیں ہے۔ عائشہؓ سے بات کرو۔ عائشہؓ نے بھی کہا مجھے کچھ خبر نہیں۔ سوداگر پریشان ہو گیا۔ اس کی سلمانؓ سے جان پہچان تھی۔ وہ ان کے پاس گیا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ سلمانؓ اسے حضرت علیؑ کے پاس لے گئے۔ حضرت علیؑ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا سوداگر کی امانت ابوبکرؓ نے فلاں فلاں مکان میں دفن کی ہے اس مکان کی زمین کھودی گئی وہ ہزار دینار نکالے گئے اور اس سوداگر کے حوالے کئے گئے عمرؓ نے کہا یا علیؑ ابوبکرؓ نے یہ راز آپ کو بتایا تھا۔ علیؑ نے کہا تو ابوبکرؓ کا ہمراز تھا جب تجھ سے نہیں کہا تو مجھ سے کب کہا ہو گا۔ عمرؓ نے کہا تو آپ کو کیسے پتہ لگا کہ سوداگر کی امانت اس مکان میں مدفون ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ابوبکرؓ کے خدا نے زمین کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ اس پر ہو وہ اس کی مجھے اطلاع دے۔ (اس حدیث کو کشفی ترمذی نے اپنے مناقب میں تحریر کیا ہے۔)

لاھیجی کی تفسیر شریف میں علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ انسان سے مراد (**وقال الانسان ملها**) امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

کتاب علل الشرائع میں حضرت سیدۃ النساء العالمین جناب فاطمہ زہراؑ سے روایت کی گئی ہے کہ خلافت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مدینہ میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا۔ لوگ خوف کی حالت میں عمرؓ اور ابوبکرؓ کے گھروں کی طرف دوڑے اور ان کی حالت یہ

تھی کہ وہ خوف کی وجہ سے اپنے گھروں سے باہر آ چکے تھے اور حضرت علیؑ کے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ پس سب کے سب حضرت علیؑ کے گھر کی طرف چل دیئے۔ جب آپ کے در دولت پر پہنچے تو حضرت بلاتوقف خانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ لوگوں کا ہجوم آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ یہاں تک کہ ایک پشتے پر پہنچے اور وہاں بیٹھ گئے لوگ آپ کے گرد بیٹھ گئے اور مدینہ کے مکانوں کے در و دیوار کو دیکھنے لگے۔ وہ لرز رہے تھے۔ پس حضرت علیؑ نے لوگوں سے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم زلزلے سے خائف ہو گئے ہو۔ لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا اور انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پس حضرتؑ نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور فرمایا تجھے کیاہو گیا ہے اے زمین ساکت ہو جا۔ پس خدا کے حکم سے وہ زمین ساکت ہو گئی۔ اب لوگوں کے تعجب میں اور اضافہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں کو میری اس بات پر تعجب ہوا ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس کے بارے میں پروردگار عالم نے فرمایا ہے: **اذا زلزلت الارض زلزالها و اخرجت الارض اثقالها قال الانسان مالها** میں وہ شخص ہوں جو کہے گا کہ اے زمین تجھے کیا ہو گیا ہے۔

خرائج راوندی میں ابوحمزہ ثمالی حضرت ابی جعفر الباقر سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کے قریب تھا کوئی شخص **اذا زلزلت الارض** کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا **و قال الانسان مالها** حضرت نے فرمایا اس آیت میں انسان سے مراد میں ہوں۔ زمین مجھ سے بات کرتی ہے اور اپنی خبریں مجھے پہنچاتی ہے۔

اسی مضمون کی روایت جامع کی جلد ہفتم میں ص ۴۷ پر درج ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ایک اور خبر بھی ہے اور وہ یہ کہ پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا لوگو! معلوم ہے زمین کی خبریں کیا ہیں۔ جو وہ امیر المومنینؑ سے بیان کرتی ہے۔ عرض کیاگیا خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا وہ گواہی دیتی ہے ان مرد و زن کے اعمال کی جو اس پر رہتے ہیں اور کہتی ہے اس شخص نے نیک کام انجام دیا اور دوسرا عمل بد کا مرتکب ہوا۔ یہ ہیں زمین کی خبریں۔ اور پروردگار

عالم زمین پر الہام کرتا ہے کہ اپنی خبریں امیر المومنینؑ سے کہے اور ان کو باخبر کرے۔ داؤد رقی، امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اے داؤد تمہارے تمام اقوال و اموال میرے سامنے جمعرات کو پیش ہوئے میں نے انہیں دیکھا تھا لیکن تیرے ایک عمل نے مجھے خوش کیا وہ تیرا صلہ رحم تھا جو چچا زاد کے بارے میں تھا لیکن تیرے چچا زاد کی عمر تمام ہو چکی ہے۔ تیری روزی اور رزق میں کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ داؤد رقی کہتا ہے میرا ایک چچا زاد تھا جو ناصبی تھا اور ضرورت مند و محتاج تھا میں نے چاہا کہ مکہ جاؤں اور اسے کچھ دوں۔ جب میں مکہ پہنچا تو امام جعفر صادقؑ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ کو اس سلوک کی خبر دی جو میں نے چچا زاد کے ساتھ کیا تھا۔ عبداللہ ابن ابان نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: قسم خدا کی تمہارے اعمال ہر ہفتہ جمعرات کو ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

شب قدر میں اعمال کا امام زمانہؑ کی خدمت میں پیش ہونا

کافی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ (کتاب مصلح جہاں از دیدگاہ قرآن جو مصنف کتاب ھذا کی تالیف ہے اس کے صفحہ ۳۵۴ پر مندرج ہے۔) آپؑ نے فرمایا فرشتے ہر زمانے میں شب قدر میں امام زمانہؑ کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور آپ کے سامنے لوح محفوظ پر لکھی ہوئی اور مقدر کی ہوئی چیزیں پیش کرتے ہیں اور امام زمانہؑ پر طلوع سحر تک درود و سلام بھیجتے رہتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا فرزند رسولؐ آپ شب قدر کو پہچانتے ہیں۔ آپؑ نے جواب دیا ہم کس طرح نہ پہچانیں اس شب قدر کو جب کہ فرشتے اس شب میں آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ہمارے گرد طواف کرتے ہیں ہم پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور عالم کی تمام مخلوق کے مقدروں کو ہمارے روبرو

پیش کرتے ہیں اور اس لوح میں ہر وہ چیز جو واقع ہونی چاہئے درج ہوتی ہے۔ شرف الدین نجفی اپنی اسناد کے ساتھ ابن مسکان سے وہ ثقہ جلیل ابوبصیر سے اور ابوبصیر امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ تنزل الملائکتہ و الروح' امامؑ نے فرمایا' فرشتے اور روح اس شب امام زمانہؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور موت و زندگی نیکی و بدی جو کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے وہ امامؑ کے حوالے کر دیتے ہیں۔

اور آیت من کل امر سلام۔ فرمایا اس سے مراد وہ سلام ہے جو وہ طلوع فجر تک امامؑ پر بھیجتے ہیں۔ کافی میں حسن بن عباس' امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے پاس شب قدر میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ تفسیر قمی میں مرقوم ہے کہ ملائکہ اور روح القدس امام زمانہؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے تحریر کیا ہے وہ حضرت صاحب الامرؑ کو دیتے ہیں۔

ملائکہ اور روح کس پر نازل ہوتے ہیں

کتاب ارجمند تحفۃ المہدیہ کے مصنف اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ ملائکہ اور روح القدس امام زمانہؑ اور معصوم وقت کی خدمت میں حاضر ہونے چاہئیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ امام معصومؑ کے علاوہ کسی میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ ملائکہ و روح جن کا سب سے بڑا ملائکہ کا سپہ سالار اس کی خدمت میں حاضر ہو اور سال بھر کے تمام واقعات اس سے کہے۔ اس لئے کہ غیر معصوم یا جاہل ہیں یا جاہل فاسق یا کافر واقعی یا غیر کامل۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ ملائکہ اور ان کے بزرگ اس فاسق' جاہل یا کافر کی خدمات میں حاضر ہوں۔ یا عالم غیر کامل کی خدمت میں آئیں اور سال بھر کے واقعات اس کو بتائیں حالانکہ اول خلقت سے اب تک نہیں سنا گیا کہ ملائکہ کسی جاہل یا فاسق کی طرف کوئی حکم یا کوئی وحی لے کر آئے اور حجت خدا کے علاوہ کسی اور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس لئے کافی کی ایک حدیث میں امام جعفر صادقؑ سے

منقول ہے کہ خدا اس سے اجل و اعظم ہے کہ وہ ہر کام جو سال میں واقع ہوتا ہے روح القدس اور ملائکہ کے ذریعہ کافر فاسق یا جاہل پر نازل کرے۔

نتیجہ : پس جو کچھ بیان ہوا ہر عقلمند کی عقل حکم دیتی ہے اور استدلال کرتی ہے کہ ملائکہ و روح کو اس زمانے کے امام معصوم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔ اور سال بھر کے واقعات اس کے سامنے پیش کرنے چاہئیں۔

نتیجہ کلام: جب کہ ہر سال شب قدر ہے پس چاہیے کہ امام زمانہؑ کا وجود رہے تاکہ ملائکہ اور روح اس کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس زمانہ میں جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں بلا شک و شبہ امام زمانہ کو موجود ہونا چاہیے' خواہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوں تاکہ اعمال ان کے سامنے پیش ہوں۔

شب قدر اور علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت

پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے بعد سورہ قدر کے تقاضوں کے مطابق فرشتوں کا نزول علیؑ اور آئمہ علیہم السلام کی طرف ہونا چاہئے۔

مرحوم صدوق معانی الاخبار ص۳۱۶ پر لکھتے ہیں : **حدثنا ابی رحمته اللہ قال حدثنا سعد بن عبداللہ قال حدثنا محمد بن الحسین بن ابی الخطاب عن محمد بن عبید بن مهران عن صالح بن عقبه عن المفضل بن عمر قال ذکر عند ابی عبداللہ انا انزلناہ' قالؑ: ما ابین فضلها علی السور۔ قال قلت و ای شی فضلها؟ قالؑ: نزلت ولایته علیؑ و فیها۔ قلت فی لیلته القدر التی فی شهر رمضان قالؑ: نعم هی لیلته قدرت فیها السموت و الارض و قدرت و لایته امیر المومنینؑ فیها**

صدوقؒ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا میرے والد نے ان پر خدا رحمت کرے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے ان سے محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے ان سے محمد بن عبید بن مہران نے ان سے صالح بن عقبہ نے ان سے مفضل بن

عمر نے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ کے سامنے **انا انزلناہ** کی تلاوت کی گئی امامؑ نے فرمایا اس سورہ کی فضیلت باقی تمام سوروں کے مقابلہ میں کس قدر واضح و آشکار ہے۔ میں نے عرض کیا وہ فضیلت کیا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ یہ سورہ لیلتہ القدر پر مشتمل ہے اور علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت اسی رات میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہی شب قدر جس کی مجھے امید ہے کہ ماہ مبارک رمضان میں ہو گی جناب امیرؑ کا امر ولایت اسی شب میں نازل ہوا ہے۔ فرمانے لگے ہاں وہ' وہ رات ہے کہ زمین و آسمان اسی رات میں مقدر ہوئے ہیں اور ولایت امیر المومنینؑ بھی۔

لاھیجی کی تفسیر میں اس طرح ہے۔ **تنزل الملائکتہ و الروح فیھا** فرشتے اور روح **تنزل الملائکتہ و الروح القدس علی امام الزمانؑ یدفعون الیہ ما قدر کتبوہ (من کل امر) ای من اجل کل امر قدر تلک السنہ**

یعنی روح اور ملا ئکہ امام زمانہؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور ان کے سامنے وہ چیزیں پیش کرتے ہیں جو انہوں نے ہر بات کے بارے میں اس سال قدر کے طور پر لکھی ہیں۔ (یعنی اس شخص کا مقدر جو اس سال کے لئے طے ہوا ہو' امام زمانہؑ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔)

دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اور روح شب قدر میں امر مقدر سے اس امر کے صاحب کو جو پیغمبرؐ اور ان کے جانشین ہیں باخبر کرتے ہیں چنانچہ ابو بصیر نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ **تنزل الملائکتہ و الروح فیھا باذن ربھم** یعنی خدا کی طرف سے محمد و آل محمدؐ پر ہر امر سے متعلق۔

اور کافی میں اس مضمون کی روایت ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے کہا ہے کہ ایک روز رسول خداؐ نے بنی تیم و بنی عدو کے سامنے سورہ قدر کی تلاوت کرکے فرمایا (حضرت ابوبکرؓ کے پانچویں جد تیمہ بن مرہ بن کعب بن لوئی ہیں اور حضرت عمرؓ کے چوتھے جد عدی بن کعب بن لوئی ہیں) خداوند تعالی نے فرمایا ہے **تنزل الملائکتہ و الروح** کیا تم جانتے ہو یہ ملا ئکہ اور روح کس پر نازل ہوتے ہیں اور تمام عمر کی کسے

خبر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے رسول خداؐ وہ آپ ہی ہیں۔ پس حضرتؑ نے فرمایا کہ لیلتہ القدر میرے بعد بھی آئے گی اور ملائکہ و روح ہر مقدر شدہ کام کو لے کر نازل ہوں گے۔ کہنے لگے جی ہاں۔ پس حضرتؑ نے فرمایا پھر وہ کس کی طرف نازل ہوں گے۔ کہنے لگے ہمیں نہیں معلوم۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: پیغمبر اسلامؐ نے میرا سر پہلوئے اقدس میں لیا اور فرمایا: اگر نہیں جانتے تو جان لو کہ یہ ہے وہ جو میرے بعد فرشتوں کی خبروں کا حامل اور صاحب کل امر ہے۔

تفسیر جامع جلد ہفتم ص ۴۵۵ پر اس طرح ہے۔

کافی میں حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ امیر المومنینؑ بار بار اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ کوئی وقت ایسا نہیں تھا کہ اول و دوم پیغمبرؐ کے پاس گئے ہوں اور پیغمبرؐ نے گریہ و خشوع کے ساتھ سورہ قدر کی ان کے روبرو تلاوت نہ کی ہو اور یہ نہ فرمایا ہو کہ جس کا مشاہدہ کرتا ہوں' اس کو آنکھوں میں' دماغ میں اور دل میں جگہ دی ہے۔ اور ارشاد فرماتے تھے میری طرف اور پھر فرماتے تھے اس چیز کے لئے جس کا علیؑ میرے بعد مشاہدہ کرے گا۔ انہوں نے سوال کیا اے خدا کے رسولؐ آپ اور علیؑ کس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے آیہ **تنزل الملائکتہ و الروح فیھا باذن ربھم من کل امر** انگشت مبارک سے زمین پر لکھی۔ پھر اس کے بعد ان سے فرمایا کہ آیا خدا کے اس قول کے بعد کہ وہ فرماتا ہے (من کل امر) کوئی چیز باقی رہ جاتی ہے کہ وہ نازل نہ کرے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ شب قدر میں ہر چیز کس شخص پر نازل کرتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے خدا کے رسولؐ آپ پر نازل کرتا ہے۔ فرمایا: کیا شب قدر میرے بعد باقی رہے گی عرض کیا یقیناً۔ فرمایا میرے بعد فرشتے شب قدر میں کس پر نازل ہوں گے اور تمام چیزوں کے امور لے کر آئیں گے۔ انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں۔ اس وقت پیغمبر اسلامؐ نے میرا سر اپنی بغل میں لے کر فرمایا: جان لو کہ اس علیؑ پر فرشتے اور روح نازل ہوں گے۔ شب قدر میں ہر چیز کے بارے میں۔

جب شب قدر آتی تھی پیغمبر اسلامؐ کے بعد تو ان دونوں پر اس قدر خوف و ہراس مسلط رہتا تھا جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پروردگار عالم کی طرف سے کوئی حکم ان کی بربادی کا نہ پہنچ جائے اور وہ شب قدر کو خوب پہچانتے تھے۔

شب قدر میں ملائکہ اور روح کا نزول دو امور کے لئے ہے

تفسیر اطیب البیان کی جلد ۱۴ ص ۱۸ پر تحریر ہے کہ نزول ملائکہ و روح دو امور کے لئے ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ امام زمانہؑ پر نازل ہوتے ہیں اور جو کچھ تقدیر کے معاملے میں طے کیا گیا ہے وہ ان کی نظر سے خدا کے حکم سے گزارتے ہیں کہ **باذن ربھم من کل امر** کا مفاد یہی ہے۔ پھر تقدیر شدہ امور کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ امور جو قابل تغیر نہیں ہیں اور لوح محفوظ میں ثبت ہیں اور انبیا و آئمہؑ اور بہت سے ملائکہ جانتے ہیں اور ان کے بارے میں ملائکہ کے نزول کی احتیاج نہیں ہے دوسرے وہ امور ہیں جو بندوں کے حالات، مصلحتیں اور حکم کے مطابق قابل تغیر ہیں۔ اور لوح محو و اثبات میں آئے ہیں کہ **لا یعلمہ الا اللہ لا نبی مرسل و لا ملک مقرب** جو کچھ اس سال میں مقدر کیا گیا ہے پروردگار عالم ان کے بارے میں آئمہؑ کے لئے ملائکہ اور روح کو نازل فرماتا ہے اور کل امر کا جملہ تمام امور پر دلالت کرتا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ امام زمانہؑ پر ملائکہ کے نزول کا ایک مقصد یہ ہے کہ امامؑ اس حکم پر عمل کرائیں اور اگر کسی کے حق میں امامؑ دعا کریں اور اس کی سفارش کریں اور خدا سے درخواست کریں تو خدا احترام کی وجہ سے اس میں تغیر کر دے۔ اگر اس کی حکمت اور مصلحت نے تغیر کیا ہے۔ اور اس خاندان کی شفاعت (خاندان

عترت و طہارت) صرف روز قیامت ہی مومنین کے حق میں نہیں ہے دنیا میں' نزع کے عالم میں' قبر میں اور عالم برزخ میں بھی یہ خاندان شفاعت کرتا ہے۔ مستحقین عذاب سے بلائیں اور مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں اور جس فائدہ کی ان میں صلاحیت نہیں ہوتی انہیں وہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ روح اور ملا ئکہ مومنین کی مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور انہیں سلام کرتے ہیں اور ان کے حق میں دعا کرتے ہیں اور ان کی عبادت میں شرکت کرتے ہیں اور ان کی عبادت کے ثواب کو مومنین کے نامہ اعمال میں ثبت کرتے ہیں اور اپنی عبادتوں کا ثواب مومنین کو ہدیہ کرتے ہیں اور یہ ملا ئکہ صبح ہونے تک مومنین کے ساتھ رہتے ہیں۔ سلام ھی حتی مطلع الفجر کا یہی مفاد ہے۔

شب قدر میں پروردگار عالم کا امت محمدیہؐ پر لطف خاص

ابو الفتوح رازی اپنی تفسیر میں (روح الجنان) کہ سورہ قدر (انا انزلناہ فی لیلتہ القدر) کے ذیل میں کہتا ہے کہ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ پروردگار عالم اس شب فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جبرئیل اور دیگر فرشتے سدرۃ المنتہی سے زمین پر نورانی پرچم لے کر اتریں اور ان نورانی پرچموں کو چاروں طرف لگا دیں۔ خانہ کعبہ کی پشت پر' رسول اللہؐ کی تربت پر۔ مسجد بیت المقدس پر اور طور سینا پر' اس وقت جبرئیل فرشتوں سے کہتے ہیں منتشر ہو جاؤ اور کوئی سرائے' کمرہ اور چھت ایسی نہ رہے کہ اس جگہ کوئی مومن اور مومنہ ہو اور تم وہاں نہ جاؤ اور پوری رات تسبیح و تہلیل اور استغفار امت محمدیہ کے لئے کرو۔ اور جب صبح ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف رخ کرتے ہیں۔ آسمان کے رہنے والے ان کے استقبال کے لئے آتے ہیں اور

کہتے ہیں کہ کہاں سے آ رہے ہو۔ یہ کہتے ہیں زمین سے کل امت محمدیہ کی شب قدر تھی پھر ان سے پوچھا جاتا ہے کہ **ما فعل اللہ بحوائج امتہ محمد؟** پروردگار عالم نے امت محمدیہ کی ضروریات کے لئے کیا کیا۔ تو یہ کہتے ہیں **ان اللہ غفر طالحیھا و شفع طالحیھا فی لصلحیھا** پروردگار نے صالحین امت محمدیہ کو بخش دیا ہے اور طالحین کے حق میں صالحین کی شفاعت قبول کر لی ہے۔

آسمان دوم کے فرشتے ان کے ساتھ آسمان سوم پر جاتے ہیں اور اسی طرح آسمان ہفتم تک' یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہ بات پوچھتے ہیں اور وہی جواب پاتے ہیں اور بلند آواز سے تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔ ان کی آواز اہل بہشت عدن سنتے ہیں اور رضوان سے کہتے ہیں یہ کیا آواز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرشتے ہیں جو امت محمدیہ کے لئے تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں۔ وہ بھی تسبیح و تہلیل کرنے لگتے ہیں۔ حاملان عرش یہی بات پوچھتے ہیں اور وہی جواب پاتے ہیں خدا کا شکر بجا لاتے ہیں اور تسبیح و تہلیل پروردگار عالم کرتے ہیں۔ پروردگار عالم سے فرشتے عرض کرتے ہیں پروردگار ہم نے سنا ہے کہ تو کل امت محمدیہ کے گناہوں کو بخش دے گا اور تو نے صالحین کی شفاعت طالحین کے حق میں قبول کر لی ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے ہاں **والامتہ محمد عندی مالا عین رات و لا اذن سمعت ولا خطر علی قلب لبشر** امت محمدیہ کی جو حیثیت میرے نزدیک ہے وہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہو گی نہ کسی کان نے سنی ہو گی۔ اور نہ کسی آدمی کے دل میں گزری ہو گی۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو پروردگار عالم جبرئیلؑ امین سے کہتا ہے فرشتوں کو ساتھ لے کر زمین پر جاؤ۔ جبرئیلؑ کے پاس ایک سبز پرچم ہوتا ہے وہ اس کو کعبہ کی چھت پر لگا دیتے ہیں اور ان کے تین لاکھ پر ہوتے ہیں۔ دو پر ایسے ہیں کہ جو صرف اس شب قدر میں کھلتے ہیں جبرئیل ان پروں کو کھول کر شرق و غرب عالم کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ وہ فرشتے ہر جگہ جاتے ہیں اور ہر کھڑے ہوئے کو ہر بیٹھے ہوئے کو' نماز پڑھنے والے کو' ذکر خدا کرنے والوں کو سلام

کرتے ہیں۔ اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھتے ہیں اور ان کی دعا کے بعد آمین کہتے ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو جبرئیلؑ بلند آواز سے کہتے ہیں بار الٰہ امت محمدیہ کی ضروریات کے لئے تو نے کیا کیا۔ آواز آتی ہے کہ خدا نے ان کی طرف دیکھا اور ان کو بخش دیا اور معاف کر دیا سوائے چار افراد کے۔ (۱) عادی شراب خور (۲) جس کو ماں باپ نے عاق کر دیا ہو (۳) رحم کے قطع کرنے والے (۴) جادوگر۔

غیبت امامؑ کی صورت میں لوگوں کی ذمہ داریوں کا کچھ حصہ

(صفحہ ۱۳۲ تکلیف ۲۴) پر درج ہے آنجنابؑ کو ہر روز سلام کرنا خصوصیت کے ساتھ پیر اور جمعرات کو کہ تمام مخلوق کے اعمال ان دونوں دن آنجنابؑ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور اس سے پیشتر بتایا جا چکا ہے کہ غلام کا فریضہ اپنے مولا کے بارے میں یہ ہے کہ وہ اپنی تمام حرکات و سکنات میں اپنے آقا و مولا کا پیروکار ہو۔ اور اس کے تمام اوامر و نواہی کا پابند ہو بلکہ انہیں مراقبہ کی حد تک پایہ تکمیل کو پہنچائے تاکہ اس کو مقام عبد حاصل ہو جائے اور ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہ ہو کہ وہ قلبی توجہات سے غافل ہو۔ اور یہ گمان نہ کرے اور ایسا ظاہر نہ کرے کہ اس کا مولا اس کی پوشیدہ باتوں اور اپنے غلام کے کاموں سے غافل ہے۔ پس اپنے امام مفترض الطاعۃ کے سلسلہ میں جملہ فرائض میں سے ایک فریضہ یہ ہے کہ ہر روز اپنی جاں نثاری اور عقیدت کو بادشاہ حقیقی کی بارگاہ میں پیش کرے۔ اور آنجنابؑ کو سلام عقیدت کرے اور سچی محبت اور مخلصانہ جذبات پیش کرے اور زبان حال و قال دونوں کے اعتبار سے ان جذبات کا اظہار کرے۔ اے ہمارے آقا و مولا و سردار اگر مصلحت کی بنا پر آپ نے اپنے چہرہ مبارک کو ان نالائق غلاموں سے پوشیدہ

کرلیا ہے اور اپنی بارگاہ عظمت و جلالت میں ہم کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے لیکن یہ آپ کے غلام اپنے مقام محبت و جاں نثاری میں اس قدر ثابت قدم ہیں اور جان نثاری و فداکاری کا یہ عالم ہے کہ ہم ہر روز خود کو آپ کے آستان مقدس میں حاضر جان کر اور آپ کی چوکھٹ پر خود کو کھڑا ہوا سمجھ کر اظہار غلامی کرتے ہیں اور پھر لوٹ جاتے ہیں۔

ماہ رمضان کی تیرہویں دعا میں ہے کہ معصومؑ آنجنابؑ سے فرماتے ہیں: **اللھم صلی علی محمد و ال محمد و ادفع عن و لیک و خلیفتک و لسانک و القائم بقسطک و المعظم لحرمتک و المعبر عنک و الناطق بحکمک و عینک الناظرہ و اذ نک السامعہ و شاھدا عبادک و حجتک علی خلقک**

اکثر افراد بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ تمام افراد اپنے امام زمانہ (ارواح العالمین لہ الفدا) کو اس زمانہ میں ایک ادنی مرشد سے بھی زیادہ بے اختیار سمجھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ چونکہ مخلوق کی کثیف نظروں سے پوشیدہ ہیں اس لئے وہ مخلوق کے ظاہر و باطن سے بالکل بے خبر ہیں حالانکہ وہ ہر عہد میں موجود ہیں اور اعمال تو اعمال، افکار کو دیکھ رہے ہیں اور لوگوں کو دکھائی نہیں دیتے۔

شیخ سدید مفید کی توقیع رفیع میں آپ نے فرمایا ہے: **فانا نحیط علما" بانباء کم و لا یعزب عنا شئی من اخبار کم۔** لوگوں کا خیال ہے کہ امامؑ ان کو نہیں جانتے اور ان کو یہ نہیں معلوم کہ لوگ کن کاموں میں مصروف ہیں اور یہ دن رات کس لہو و لعب میں مشغول رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنے امام زمانہؑ سے کس قدر بے پرواہ رہتے ہیں اور اس کی کتنی مخالفت کرتے ہیں بلکہ طرح طرح کی اذیتوں سے آنجنابؑ کو دو چار کرتے ہیں اور ان کی ایذا رسانی کے سامان فراہم کرتے ہیں اور اس سب کے باوجود خود کو آنجنابؑ کے اطاعت کرنے والوں، دوستوں اور شیعوں میں شمار کرتے ہیں اور آنجنابؑ کے شیعہ و جاں نثار ہونے کے کتنے فضول دعوے کرتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی خدا، رسولؐ، آئمہ کرامؑ اور امام زمانہؑ سے شرم محسوس نہیں کرتا اور وہ

سب یہ سوچتے ہیں کہ ان کا امامؑ ان کی طرف سے غافل ہے اور ان کی نامعقول حرکتوں سے خوش ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ اپنی ظاہری و باطنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں سمجھیں اور آپ کا عقیدہ قطعی طور پر یہ ہونا چاہئے کہ آپ کے تمام اقول و اعمال امامؑ کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔

اعمال کے پیش کئے جانے کے سلسلہ میں مرحوم مجلسی کا قول

(کتاب پیوند معنوی ص ۱۴۹ سے) جلد ۷ بحار الانوار میں خدا کی پاک حجتوں کے سامنے اعمال کے پیش ہونے کے سلسلہ میں ایک باب مخصوص کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف قسم کی احادیث درج کی گئی ہیں کہ خلائق کے اعمال ہر پیر اور جمعرات کو پاک حجتوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ رسول اللہؐ اور آئمہ طاہرین کی خدمت میں اعمال ہر جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔

اعمال کے پیش کئے جانے کے مواقع

بعض حدیثوں میں ہے کہ مومن اور فاجر کے اعمال ہر روز صبح پیغمبرؐ اور آئمہؑ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور بصائر الدرجات میں اپنی سندوں کے ساتھ ابی عبداللہ سے منقول ہے کہ **ان الاعمال تعرض علی فی کل خمسین فلذا کان الھلال اکملت فلذا کان النصف من سبعان (ہفتہ ای) عرضت علی رسول اللہ و علی ثم ینسخ فی ذکر الحکیم** ترجمہ: بصائر الدرجات میں اپنی سند سے ابی عبداللہ علیہ السلام

سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ یقیناً اعمال مجھ پر ہر جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر وہ پہلی کے چاند کی مانند کمزور ہوں تو میں اسے مکمل کرتا ہوں۔ اگر ایام ہفتہ کے نصف یعنی پیر کے دن پیش ہوں تو اسے رسول خداؐ اور جناب علی مرتضیٰؑ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ پھر ذکر الحکیم سے انہیں مٹا دیا جاتا ہے۔

اور بحار کے آداب وسنن میں "ریاض الجنان" سے نقل کیا گیا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا۔ (حدیث کی عبارت ،عینیہ یہ ہے) **یا علی ان اعمال شیعتک تعرض علی فی کل جمعتہ فافرح بصالح اعمالھم و استغفر لسیئاتھم۔** ترجمہ: اے علی آپ کے شیعوں کے اعمال عنقریب ہر جمعہ کو میرے حضور پیش کئے جائیں گے۔ پس ان کی نیکیوں کی وجہ سے خوش ہو جاؤ اور برائیوں کے لئے استغفار کرو۔ اور کتاب بشارت المصطفے میں وارد ہے **یا علی ان اعمال شیعتک ستعرض علی فی کل جمعتہ فافرح بصالح ما یبلغنی من اعمالھم و استغفر لسیئاتھم** ترجمہ: اے علی آپ کے شیعوں کے اعمال عنقریب ہر جمعہ کو میرے حضور پیش کئے جائیں گے۔ پس ان کی نیکیوں کی وجہ سے خوش ہو جاؤ اور برائیوں کے لئے استغفار کرو۔

شیخ طوسی غیبت میں اعمال کے پیش کئے جانے کے سلسلہ میں اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ اعمال پہلے امام عصرؑ جو ناموس دھر ہیں ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں' اس کے بعد ہر امامؑ کے سامنے' پھر رسول اللہؐ کے سامنے' پھر خداوند عالم کے سامنے پیش ہوتے ہیں' جیسا کہ مرکز فیض سے فیض کے پہنچنے کی ترتیب اس کے بالکل برعکس ہے اور وہ سلسلہ حضرت حجتؑ پر آکر ختم ہوتا ہے اور ان کے پاس سے لوگوں تک ان کی صلاحیت و استعداد کے مطابق اس کے اثرات جاتے ہیں اور دن کی ساعتوں کی تقسیم کے مطابق دو روز آنجنابؑ کے لئے مخصوص ہیں۔

(کتاب پیوند معنوی کے مصنف مرحوم نوری قدس روحہ کی تسلیم شدہ شخصیت صاحب کتاب نجم الثاقب) استاد اعظم نے اس چیز کو خصوصیت دی ہے کہ اعمال پیر اور جمعرات کو امام عصرؑ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور ان کے صریح کلمات امامؑ

کی غیبت کے بارے میں یہ ہیں۔ کہ ان دو وقتوں میں بندوں کے اعمال امام عصرؑ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ ہر امامؑ کے زمانہ میں اس امام کے سامنے اور رسول اللہؐ کے زمانہ میں آنحضرتؐ کے سامنے۔

شیخ طبرسی مجمع البیان میں **قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المئومنون** کے ذیل میں کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے روایت کی ہے کہ امت کے اعمال ہر پیر اور جمعرات کو پیغمبر اسلامؐ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور وہ ان کو پہچانتے ہیں اور "المئومنون" سے خدا کی یہی آئمہؑ مراد ہیں اور شیخ ابو الفتوح رازی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ احادیث میں وارد ہے کہ امت کے اعمال ہر پیر اور جمعرات کو رسولؐ خدا اور آئمہؑ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور مومنوں سے مراد معصوم امامؑ ہیں۔

ابو الفتوح رازی کی جلد ہشتم طبع اسلامیہ تہران سال ۱۳۹۸ھ قمری کے ص ۱۰۸ پر یہ عبارت ہے۔

تہدید کے طور پر کہا گیا ہے کہ جو چاہو کرو اس لئے کہ تمہارے اعمال خداؑ رسولؐ اور مومنوں کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور اعمال کے پیش ہونے کے وقت کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ اعمال قیامت میں پیش ہوں گے اور احادیث کے مطابق ایک یہ ہے کہ امت کے اعمال ہر پیر اور جمعرات کی رات کو آئمہؑ اور رسول خداؐ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور مومنین سے مراد آئمہ معصومینؑ ہیں۔ اس لئے کہ خدا و رسولؐ پر معطوف ہیں جیسا کہ آیت ولایت میں فرمایا ہے: "**انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین امنو**" اور خدا کا قول "**فان اللہ ھو مولیہ و جبرئیل و صالح المئومنین**" اور اس کا قول "**اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول و اولولی الامر منکم**"

(جمال الاسبوع) کی فصل ہفتم میں فرمایا ہے کہ پیر کی اہم خصوصیات میں سے یہ ہے کہ وہ اعمال کے آئمہؑ و رسول خداؐ کے سامنے پیش ہونے کا دن ہے۔ پھر انہوں نے خاص اور عام تمام حدیثیں نقل کی ہیں اور فرمایا ہے کہ مخصوص طور پر روایت کی

گئی ہے کہ ان دو دنوں میں اعمال کے پیش ہونے کا وقت ان دونوں دنوں کے ختم ہونے پر ہے۔ پس عارف انسان کے لئے یہ مناسب ہے کہ اس فرد کے احترام کے پیش نظر جس کے سامنے اعمال پیش ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال کی اصلاح کرے اور انہیں جہاں تک اس سے ممکن ہو شرع کے مطابق کرے اور یہ جان لے کہ یہ اعمال خدا کے سامنے پیش ہوں گے جو ہر چیز کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

اس وقت مومنین پر ان لوگوں کو ظاہر کرتے ہیں جو بڑے مقدس مشہور تھے اور ان کے ساتھ ان کے اعمال نامہ بھی خدا کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور ان کی موجودگی میں ان کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی برائیاں روشن ہو کر آ جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس دن کا آخری حصہ روایات کے مطابق عرض اعمال کا وقت ہے اور دن کی ساعتوں کو جو تقسیم کیا گیا ہے ان کے مطابق یہ آخری ساعتیں حضور صاحب الامرؑ کے ساتھ مختص ہیں۔ مزید کہ ملا ئکہ کے اوقات بھی معین ہیں جن کے سپرد دن کا کام ہوتا ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور رات کے نگران نیچے آ جاتے ہیں تاکہ اصلاح اعمال کر سکیں اور فوت شدہ چیزوں کا تدارک کر سکیں۔ نیز ان امور کو رفع کر دیں جو لوگوں کی توجہ بانٹ دیتے ہیں اور ان کے تضرع و زاری میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور انہیں اہل غفلت کی محفلوں سے اٹھ آنے سے روکتے ہیں۔ مزید برآں فرشتے اس بات کی بھی دیکھ بھال کرتے ہیں کہ ان کے استغاثے امام عصرؑ تک پہنچائیں اور ان سے درخواست کریں کہ ان کے اعمال کی اصلاح ہو جائے اور ان کی برائیاں نیکیوں میں بدل دی جائیں۔ مزید یہ کہ پیر اور جمعرات کے دن اور رات میں وہ کوشش کریں کہ وہ ایسے خالص عمل بجا لائیں جن کی برکت سے شاید وہ برے اعمال کے نتائج سے بچ جائیں۔ یہ دو دن خاص طور پر بعض ایسے اعمال کے لئے ہیں جن کا ذکر احادیث میں وارد ہے مثلاً ہزار مرتبہ سورہ انا انزلنا پڑھنا اور نماز صبح میں دونوں دن سورہ ھل اتی پڑھنا اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں امامؑ سے مخصوص ہیں۔ پھر یہ کہ ان دونوں دنوں میں مسجدوں میں جھاڑو دینا اور استغفار کی وہ دعائیں جو روایات میں آئی

ہیں ان کا جمعرات کے دن آخر وقت میں پڑھنا اور ان کے علاوہ دیگر اعمال جو معتبر کتابوں میں درج ہیں۔ مؤلف کتاب پیوند معنوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ تو عملی طور پر غیبت امامؑ کے زمانے میں ہونے کے ساتھ ساتھ یہ یقین بھی رکھتا ہے یا نہیں کہ تیرا امامؑ تیرے اعمال کے اپنے سامنے پیش ہونے سے پہلے تیری تمام حرکات و سکنات و اقوال و اعمال سے واقف ہے۔

قسم خدا کی اگر تو یقین کا درجہ حاصل کر لے اور مراقبہ کی کیفیت تجھے حاصل ہو جائے تو فوری طور پر اس کے اثرات اور مظاہر تیرے ظاہر و باطن میں نمایاں ہونے شروع ہو جائیں اور میں یہ خیال نہیں کرتا کہ تو اس قدر بے حیا و بے شرم ہو گا کہ اس طرف توجہ نہ کرے کہ کاموں کی قباحت' اعمال کی خرابی اور افکار و احوال کی پستی سے خدا' رسولؐ اور آئمہؑ باخبر ہیں۔ اور تو پھر ان قبیح کاموں پر اصرار کرے اور تنبیہہ حاصل نہ کرے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تو نعوذ باللہ یہ یقین رکھتا ہو کہ رسول خداؐ اور آئمہؑ مقررہ و معینہ صفات سے متصف نہیں ہیں اور تو ویسے خدا و رسولؐ و آئمہؑ کا معتقد ہو جن کے شیعہ اثنا عشریہ قائل نہیں ہیں۔ "**افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ**" کہ تو نے اپنی خواہش کو اپنا خدا مان لیا ہو۔ اور پیغمبرؐ و آئمہؑ کو دوسرے افراد بشر جیسا سمجھ لیا ہو۔

اگر تیرا عقیدہ اور باطن اس قسم کا نہیں ہے تو پھر اس سلسلہ میں تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ تو شیطان پرستی اور خواہش پرستی کو ترک نہ کرے اور کیا وجہ ہے کہ ابتدائے عمر سے لے کر آج تک کہ تو قریب الرگ ہو گیا ہے ایک دن بھی تیرے اعمال کے پیش ہونے کے وقت کے لئے کوئی ایسا بے غرضانہ اور خالص عمل جو مرضی خدا و رسولؐ و آئمہؑ کے مطابق ہو تیرے صحیفہ اعمال میں نہیں لکھا گیا۔ اب حقیر کے دل میں ایک خیال آیا ہے بشرطیکہ تو کان لگا کر سنے اور اس پر عمل کرے۔ ایک علاج' چارہ اور تدبیر جو مجھ حقیر نے کی وہ یہ ہے کہ پیر یا جمعرات کے دن نماز عصر کے بعد توبہ استغفار کرے جو شیخ طوسی' سید ابن طاؤس اور دوسروں سے منقول ہے انہوں

نے معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ ہر وہ فرد جو نماز عصر کے بعد ہر روز ایک مرتبہ یہ استغفار کرے تو پروردگار دو فرشتوں کو مقرر کرے گا کہ اس کے صحیفہ گناہ کو پھاڑ کر پارہ پارہ کر دیں چاہے وہ صحیفہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو۔ استغفار کی عبارت یہ ہے:

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ وَ اَسْئَلُهٗ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیَّ تَوْبَةَ عَبْدٍ ذَلِیْلٍ خَاضِعٍ فَقِیْرٍ بَائِسٍ مِسْکِیْنٍ مُسْتَکِیْنٍ مُسْتَجِیْرٍ لَا یَمْلِکُ لِنَفْسِهٖ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا وَّ لَا مَوْتًا وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا""

بارہواں باب

پیغمبرؑ اور آئمہؑ کا وسیلۂ فیض ہونا

آئمہؑ کے وسیلہ فیض ہونے کے بارے میں امام رضاؑ کے اقوال مرحوم صدوق' اکمال الدین جلد اول کے ص ۲۰۳ پر تحریر کرتے ہیں: حدثنا ابی رضی اللہ عنہ قال' قال حدثنا الحسن بن احمد المالکی عن ابیہ عن ابراہیم بن ابی محمود قال' قال الرضاؑ: نحن حجج اللہ فی خلقہ و خلفائہ فی عبادہ و امنائہ علی سرہ۔ و نحن کلمتہ التقوی۔ و العروۃ الوثقی۔ و نحن شہداء اللہ و اعلامہ فی بریتہ۔ بنا یمسک السموات و الارض ان تزولا۔ و بنا ینزل الغیث و ینشر الرحمتہ و لا تخلوا الارض من قائم منا ظاہرا او خائف و لو خلت یوما بغیر حجتہ لما جت باھلھا۔ کما یموج البحر باھلھا۔

صدوق علیہ الرحمتہ کہتے ہیں کہ مجھ کو میرے باپ نے یہ حدیث سنائی (خدا اس سے خوش ہو) وہ کہتے ہیں کہ مجھے حسن بن احمد مالکی نے اپنے باپ سے سن کر انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے سن کر یہ کہا کہ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ ہم زمین پر خدا کی حجتیں ہیں اس کی مخلوق کے لئے اور خدا کے بندوں کے درمیان خدا کے نائب ہیں اور خدا کے اسرار کے امانت دار ہیں۔ ہم کلمتہ التقوی ہیں اور مضبوط رسی۔ خدا کے گواہ اور اس کی مخلوق میں اس کے نشان و پرچم' ہمارے ذریعہ خدا آسمان و زمین کو

قائم رکھے ہوئے ہے اور ہمارے وسیلہ سے باران رحمت کرتا ہے اور ہم میں سے ایک فرد سے زمین کبھی خالی نہیں رہتی وہ دین کو قائم رکھتا ہے وہ ظاہر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر زمین حجت خدا سے ایک دن کے لئے بھی خالی ہو جائے تو اپنے مکینوں کو نگل لے جس طرح دریا اپنی موجوں کو نگل لیتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے۔ (اکمال الدین ص ۲۰۴)

اسی بارے میں امام محمد باقرؑ کے اقوال و احادیث

حدثنا ابی محمد بن الحسن رضی اللہ عنہما قالا ----- حدثنا عبداللہ بن جعفر ----- قال حدثنا محمد ابن احمد عن ابی سعید العصفوری: عن عمرو بن ثابت عن ابیہ عن ابی جعفرؑ قال سمعتہ' یقول: لو بقیت الارض یوما بلا امام منالساخت باھلھا و لعذبھم اللہ باشد عذابہ ان اللہ تبارک و تعالی جعلنا حجتہ فی ارضہ و امانا" فی الارض لا ھل الارض لم یزالو فی امان من ان تسیخ بھم الارض ما دمنا بینھم فاذا بینھم فاذا اراد اللہ ان یھلکھم ثم لا یمھلھم و لا ینظر ھم ذھب منا من بینھم و رفعنا الیہ ثم یفعل اللہ ما یشاء۔

صدوق رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے اور محمد بن حسن نے بیان کیا خدا ان دونوں سے خوش ہو' کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ ابن جعفر نے' ان سے کہا ابن احمد نے' انہوں نے سنا ابو سعید عصفوری سے' انہوں نے عمرو سے اور پسر ثابت سے' انہوں نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر زمین ہم میں سے کسی امامؑ کے بغیر رہ جائے تو وہ ہر حالت میں اپنے ساکنوں کو نگل لے گی اور پروردگار عالم لوگوں کو سخت تر عذاب میں گرفتار کر دے گا۔ یقیناً خدا نے ہم کو زمین پر اپنی حجت قرار دیا ہے اور اہل زمین کے لئے امان بنایا ہے لوگ اسی لئے امان میں ہیں اور ہلاک نہیں ہوں گے۔ (نگلے نہیں جائیں گے) جب تک ہم ان کے درمیان

موجود ہیں۔ پس جس وقت خدا چاہے گا کہ لوگوں کو ہلاک کرے اور ان کو مزید مہلت نہ دے اور نظر لطف سلب کرے تو ہم کو لوگوں سے جدا کرکے اپنی طرف بلا لے گا پس وہ جو چاہے گا وہ کرے گا۔

حضرت امام محمد باقرؑ کا ایک اور ارشاد گرامی

حدثنا ابی رضی اللہ عنہ قال : حدثنا سعد بن عبداللہ عن احمد بن محمد بن عیسی عن العباس بن معروف عن عبداللہ بن عبدالرحمن البصری عن ابی المعزاء حمید بن المثنی العجلی عن ابی بصیر عن خشیمتہ الجعفی عن ابی جعفرؑ قال : سمعتہ یقول: نحن جنب اللہ و نحن صفوتہ و نحن حوزتہ و نحن مستودع مواریث الانبیا ----- و نحن امناء اللہ عزوجل و نحن حجج اللہ و نحن ارکان الایمان و نحن دعائم الاسلام ----- و نحن من رحمتہ اللہ علی خلقہ ونحن من بنا یفتح و بنا یختم و نحن ائمتہ الھدی و نحن مصابیح الدجی و نحن منار الھدی و نحن السابقون و نحن الاخرون و نحن العلم المرفوع للخلق من تمسک بنا لحق و من تاخر عنا غرق و نحن قادۃ الغر المحجلین و نحن من نعمتہ اللہ عزوجل علی خلقہ و نحن المنھاج و نحن معدن النبوہ و نحن موضع الرسالتہ و نحن الذین الینا تختلف الملائکتہ و نحن السراج لمن استضاء بنا و نحن السبیل لمن اقتدی بنا و نحن الھداۃ الی الجنتہ و نحن عزی الاسلام و نحن الجسور و القناطر من مضی علیھا لم یسبق و من تخلف عنھا محق ------ و نحن السنام الا عظم ------ و نحن الذین ینزل عزوجل الرحمتہ و بنا یسقون الغیث ونحن الذین بنا یصرف عنکم العذاب ------ لمن عرفنا و ابصرنا و عرف حقنا و اخذ بامرنا فھومنا و الینا (اکمال الدین جلدا ص ۲۰۶)

صدوق کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا میرے والد نے خدا ان سے راضی ہو۔

انہوں نے کہا کہ مجھ سے کہا پسر عبداللہ نے، ان سے کہا احمد بن محمد ابن عیسیٰ نے، ان سے کہا عباس ابن معروف نے، ان سے کہا عبداللہ ابن عبدالرحمان بصری نے، ان سے کہا ابو المعزا حمید ابن مثنیٰ عجلی نے، ان سے ابوبصیر نے، ان سے خثیمہ جعفی نے، ان سے حضرت ابو جعفرؑ نے، اس نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم جنب خدا ہیں، برگزیدگان خدا ہیں، ارکان ایمان ہیں، اسلام کے ستون ہیں، ہم مخلوق پر خدا کی رحمت تمام ہیں، خدا نے مخلوق کی ابتدا ہم سے کی ہے اور ہم ہی پر مخلوق کا خاتمہ ہو گا، ہم پیشوا اور رہنما ہیں، ہم اندھیرے کے چراغ ہیں، ہم ہدایت کا مینار ہیں، ہم سب سے پہلے ہیں اور دنیا کے ختم ہونے پر بھی ہم باقی رہنے والے ہیں۔ ہم وہ پرچم ہیں جو مخلوق کے لئے بلند ہوئے ہیں، جو ہم سے متمسک ہو، وہ اپنے مقصد کو پا لیتا ہے، جو ہم کو چھوڑ دے وہ ڈوب جاتا ہے، ہم برگزیدگان خدا ہیں، ہم روشن راستہ ہیں اور وہ صراط مستقیم ہیں جو خدا کی طرف جاتا ہے، ہم ہی وہ ہیں جن کے پاس فرشتوں کی آمد و رفت ہے، ہم ہی اس کا چراغ ہیں، جو ہم سے کسب نور کرے، ہم ہی سبیل اور راہ حق ہیں، ان لوگوں کے لئے جو ہماری پیروی کریں، ہم ہی بہشت کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں، ہم ہی اسلام کے حلقہ بگوش ہیں، ہم وہ پل ہیں کہ جو اس پر سے گزرے اس سے آگے کوئی نہیں بڑھتا اور جو کوئی اس سے کنارہ کشی کرتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، ہم اتنا بلند مرتبہ رکھنے والے ہیں کہ بلند ترین مرتبہ کے حامل ہیں، ہم وہ ہیں کہ خدائے منان جن کی وجہ سے بندوں پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے لوگ باران رحمت سے استفادہ کرتے ہیں، ہم ہی وہ ہیں جن کے سبب سے تم سے عذاب دور ہوتا ہے، پس ہر وہ شخص جو ہماری معرفت رکھتا ہے اور ہمیں عظمت کے ساتھ دیکھتا ہے اور ہمارے حقوق کی معرفت رکھتا ہے اور ہمارے امر کو حاصل کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ وہاں ہو گا جہاں ہم ہوں گے۔

آئمہ کے بارے میں امام جعفر صادقؑ کا قول

حدثنا محمد بن احمد الشیبانی رضی اللہ عنہ قال : حدثنا الفضل بن صقر العبدی --- قال حدثنا ابو معاویہ عن سلیمان بن مہران الاعمش عن الجعفر الصادق عن ابیہ محمد بن علی عن ابیہ علی بن الحسینؑ قال : نحن ائمتہ المسلمین و حجج اللہ علی العالمین ---- و سادۃ المئومنین ---- و قادۃ الغر المحجلین و موالی المئومنین ---- و نحن امان لا ھل الارض کما ان النجوم امان لاھل السماء و نحن الذین بنا یمسک اللہ السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ --- و بنا یمسک الارض ان تمید باھلھا --- و بنا ینزل الغیث --- و ینشر الرحمتہ --- و تخرج برکات الارض و لو لا مافی الارض منا لساخت باھلھا ثم قال : و لم تخل الارض منذ خلق اللہ فیھا ظاہر مشہور او غائب مستور --- و لا تخلوا الی ان تقوم الساعتہ من حجتہ فللہ فیھا و لو لا ذلک لم یعبد اللہ

قال سلیمان ' فقلت للصادقؑ : فکیف ینتفع النلس بالحجتہ الغائب المستور؟ قال : کما ینتفعون بالشمس اذا سترھا السحاب۔ (اکمال الدین جلد اول صفحہ ۲۰۷)

صدوقؒ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد ابن احمد شیبانی (خدا اس سے راضی ہو) نے کہا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے احمد ابن یحیٰی ابن زکریا قطان نے کہا وہ کہتا ہے کہ مجھ سے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے اس سے فاضل ابن صقر عبدی نے کہا اس سے ابو معاویہ نے کہا اس سے سلمان ابن اعمش نے کہا اس سے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ان سے ان کے والد امام محمد باقرؑ نے ان سے ان کے والد امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ ہم مسلمانوں کے امام ہیں اور اہل عالم کے لئے خدا کی حجت ہیں' مومنوں کے آقا و مولا ہیں' ہم اہل زمین کے لئے اسی طرح امان ہیں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں۔ ہم ہی وہ ہیں جن کے واسطے سے خدا نے آسمان کو روک رکھا ہے کہ وہ زمین پر نہ گرے سوائے اس کے حکم کی صورت میں' اور زمین کو روک رکھا

ہے کہ اپنے ساکنین کو نہ نگلے، ہمارے واسطے سے خدا زمین پر بارش نازل کرتا ہے اور رحمت کو وسعت دیتا ہے اور زمین کی برکتوں کو باہر نکالتا ہے، ہم اماموں میں سے اگر کوئی زمین پر نہ ہوتا تو زمین ہر حالت میں اپنے ساکنوں کو نگل لیتی۔

اس کے بعد فرمایا: زمین اس وقت سے جب خدا نے آدم کو خلق کیا تھا کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہی، حجت خدا کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ رہا ہے اور زمین قیامت تک کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی، اگر ایسا ہوتا تو خدا کی کبھی عبادت نہ ہوتی۔

سلیمان کہتا ہے میں نے حضرت صادقؑ سے عرض کیا لوگ پوشیدہ حجت خدا سے کس طرح فائدہ اٹھاتے ہیں؟ فرمایا: جس طرح اس آفتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو پردہ ابر میں پنہاں ہو۔

امام حسن عسکریؑ کی آئمہؑ کے بارے میں حدیث آپ کے دستخط کے ساتھ

ایک روایت میں جو امام حسن عسکریؑ کے طرز تحریر میں لکھا ہوا ہے۔ ہم نبوت و ولایت کے قدموں سے حقائق کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچے ہیں۔ اور روح القدس نے ہمارے میوہ سے لدے ہوئے باغ میں سے صرف اچھا پھل چکھا تھا۔ معاد شناسی جلد سوم ص۱۷۲ سے، مجلسی نے بحار الانوار میں ایک مختصر کتاب سے، جو حسن بن سلیمان کرانہ کی تالیف ہے اور یہ حسن بن سلیمان شہید ثانی کے شاگردوں میں سے ہیں، نقل کیا ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ ہمارے آقا ابو محمد حضرت امام حسن عسکریؑ کے طرز تحریر میں درج ذیل عبارت پائی گئی ہے۔

اعوذ باللہ من قوم حذفوا محکمات الکتاب و نسوا اللہ رب الارباب و النبی و

ساقی الکوثر فی مواقفتہ الحساب و لفظی و الطلمتہ الکبری و دار الثواب فنحن السنلم الاعظم و فینا النبوۃ و الو لایتہ و الکرم و نحن منار الھدی و العروۃ الوثقی و الا انبیا کانوا یقبسوہ من انوارنا و یقتفون اثارنا و سیظھر حجتہ اللہ علی الخلق بالسیف المسلول لا ظھار الحق و ھذا بخط الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی امیر المومنینؑ (بحار الانوار طبع کمپانی جلد۷ ص۳۳۸ و طبع حیدری ج۲۶ ص۲۶۴)

عبارت کا ترجمہ: خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس جماعت کے بارے میں جس نے کتاب الٰہی کی آیات محکمات کی پرواہ نہیں کی اور پروردگار عالم کو فراموش کر دیا ہے اور پیغمبر اکرمؐ اور ساقی کوثر حضرت امیر المومنینؑ کو روز قیامت مواقف حساب میں' جہنم کو' مصیبتوں کو' نعمت بہشت کو اور خدا کے دار ثواب کو اپنے خیال سے بالکل محو کر دیا ہے پس ہم بلند ترین مقام پر ہیں اور مقام نبوت و ولایت و کرم ہم میں ہے۔ ہم ہدایت کا چمکتا ہوا منارہ ہیں' ہم حبل المتین الٰہی ہیں' پیغمبران ماسبق ہمارے نور سے اقتباس کرتے تھے اور ہمارے آثار کی پیروی کرتے تھے' آئندہ حجت خدا کا اظہار حق کے لئے شمشیر بکف ظہور ہو گا اور ایک روایت امام حسن عسکریؑ کے طرز تحریر میں اس طرح کی پائی گئی۔

قد صعد نا ذری الحقائق با قدام النبوۃ و الو لایتہ و نورنا سبع طبقات اعلام الفتوی بالھدایہ فنحن لیوث الوغی و غیوث الغدی طعان العدی و فینا السیف و القلم فی العاجل و لواء الحمد و الحوض فی الاجل و اسباطنا حلفاء الدین و خلفا النبیین و مفاتیح الکرم

فالکلیم البس حلیتہ الاصطفاء لما عھدنا منہ الوفاء و روح القدس فی الجنان الصاغورہ ذاق من حدائقنا الباکورہ

ترجمہ: یقیناً ہم نبوت و ولایت کے قدموں سے حقائق کی بلند چوٹیوں تک پہنچے ہیں اور ہم نے اپنی ہدایت سے فتویٰ کے ساتوں درجوں کی نشانیوں کو روشن کیا ہے۔

پس ہم بیشہ شجاعت کے شیر ہیں' بارش سے لبریز بادل ہیں' دشمنوں کا سر کچلنے والے ہیں' ہمارے پاس اس دنیا میں شمشیر و قلم ہے اور آخرت میں خدا کا لوالحمد ہے اور حوض کوثر ہے' ہمارے بیٹے دین کا حلف اٹھانے والے ہیں' اور انبیا کے جانشین ہیں اور ہدایت کے روشن چراغ ہیں اور عطا و بخشش و کرم کی چابیاں ہیں۔ کلیم اللہ موسیٰ ابن عمران کو بزرگی کا خلعت اس وقت پہنایا گیا جب ہم نے ان کو عہد و پیمان وفا میں پائیدار دیکھ لیا۔ اور روح القدس نے تیسرے آسمان کی بہشت میں ہمارے پر میوہ باغ سے فقط اچھا پھل چکھا تھا۔

"قد صعد نا ذری" کے بارے میں

تحقیق و تجزیہ

حضرت حجتہ الاسلام آقائے سید ہاشم حسینی تہرانی کتاب ارجمند "بوستان معرفت" کے مصنف نے چند سال قبل کتاب ہذا "نواب اربعہ" کے مصنف سے مندرجہ بالا عنوان کے بارے میں رجوع فرمایا تھا اور انہوں نے ایک جواب بھی لکھا تھا۔ ان کی تحقیقی تحریر کا متن قارئین کے لئے درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قد صعد نا ذری الحقائق باقدام النبوۃ و الو لایتہ و درنا سبع طبقات با علام الفتوۃ و الھدایتہ و نحن لیوث الوغی و غیوث الندی و طعناء العدیٰ' لینا السیف و القلم فی العاجل و لواء الحمد فی الاجل اسباطنا حلفاء الدین و خلفاء النبیین و مصابیح الامم و مفاتیح الکرم' فالکلیم البس حلتہ الاصطفاء' لما شاھدنا منہ الوفاء' و روح القدس فی الجنان الصاغورہ ذاق من حدائقنا الباکورہ' شیعتنا الفئتہ الناجیہ و الفرقتہ الزاکیہ' صارو النادرہ" و صونا" علی الظلمہ الباو عونا' ستفجر لھم ینابیع الحیوان بعد لظی النیران لتملم الم و طہ و

الطواسین، و ھذا الکتاب ذرۃ من جبل الرحمتہ و قطرۃ من بحر الحکمتہ و کتب الحسن بن علی العسکری فی سنہ اربع و خمسین و مائتین

بلاشک و شبہ ہم حقائق کے مقامات بلند کو قدم نبوت و ولایت کے ذریعہ مزید بلندی پر لے گئے اور ہفت طبقات کو اپنی ہدایت اور جوانمردی کی بنا پر طے کیا۔ اور ہم ہیں میدان جنگ کے شیر، بخشش کی بارشیں اور دشمنوں کو دفع کرنے والے۔ ہمارے پاس دنیا میں شمشیر بھی ہے قلم بھی (صاحب سیف و قلم) اور آخرت میں لوا الحمد ہے۔ ہماری جماعت دین سے وابستہ ہے اور پیغمبروں کی جانشین ہے۔ ہم راہوں کے چراغ ہیں اور کرم کی کلید ہیں۔ کلیم اللہ کو جب خلعت اصطفی پہنایا گیا تو ہم ان کی وفا کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ روح القدس نے چھوٹی بہشتوں میں ہمارے تازہ میوے چکھے ہیں ہمارے پیرو کاروں کا گروہ صحیح عقیدہ کا حامل ہے اور پاکیزہ ہے۔ وہ ہمارے دوست بن گئے اور پاسدار بن گئے۔ وہ ظالموں کے خلاف یک جان ہو کر ایک دوسرے کے مددگار بنتے ہیں۔ ان کے لئے زندگی کے چشمے تیز شعلوں کی طرح جوش کھاتے ہیں۔ الم طہ اور طواسین کے اختتام پر۔ یہ تحریر کوہ رحمت کا ایک ذرہ اور دریائے حکمت کا ایک قطرہ ہے اسے امام حسن عسکریؑ نے ۲۵۴ھ میں تحریر فرمایا۔ آنجناب نقل اور ترجمہ کے بعد اصل متن کے متعلق ایک تحقیقی خبر دیتے ہیں جو قارئین کے سامنے من و عن پیش کی جاتی ہے۔

شرح: امام حسن عسکریؑ کے اس قول کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار کے جز۵۲ کے صفحہ۱۲۱ پر باب التمحیص و النھی عن التوقیت کے ذیل میں حسن بن سلیمان شاگرد شہید رحمتہ اللہ علیہما کی مختصر کتاب سے نقل کیا ہے اور مرحوم شیخ علی حائری نے بھی کتاب الزام الناصب میں صفحہ۱۶۴ پر مجلسی سے کتاب الدرۃ الباھرہ من الاصداف الطاھرہ جو قطب الدین کیدری کی تالیف ہے اس کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور مرحوم حاجی مرزا جواد آقا نے "مراقبات السنہ" نامی کتاب کے صفحہ ۲۴۵ پر درج کیا ہے اور بہت سے کلمات میں اختلاف ہے جن کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں۔

(ا) الزام الناصب کے نسخہ میں ہے "ودرنا سبع طرائق" اور کتاب مراقبات میں "نورنا سبع طبقات" ہے۔ کچھ بھی ہو مقصود ہفت آسمان ہیں اور ان کا آسمانوں میں ہونا یہ مفہوم رکھتا ہے کہ انہوں نے ان مقامات کو پرنور کر دیا ہے۔ یعنی وہ جہاں ہوں گے وہ جگہ ان کے نور سے منور ہو گی۔ الزام الناصب میں ہے "خلفا الدین و حلفا الیقین" یعنی ہم دین میں جانشین ہیں اور وابستگان یقین ہیں اور ہمارے کاموں میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور کتاب مراقبات میں ہے "حلفا الدین و خلفا التبیین" جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور الزام الناصب میں "طعنہ العدیٰ" کا جملہ نہیں ہے۔ طعناء جمع ہے طاعن کی، جیسے علما عالم کی جمع ہے یعنی نیزہ چلانے والے اور دفاع کرنے والے۔ اور الزام الناصب میں "**البس الاصطفاء**" ہے اور مراقبات میں "**لبس حلقہ الاصطفا**" ہے الزام ناصب میں "**لما عهدنا منہ الوفا**" ہے اور مراقبات میں "**لما شاهدنا منہ الوفا**" ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں اور نسخوں میں جنان الصاغورہ مذکور ہے بغیر الف لام میم کے۔ لیکن عربی قاعدہ کا تقاضا ہے کہ الف لام کے ساتھ ہونا چاہئے اور صاغورہ و باکورہ صاغور و باکور کے مونث ہیں اور مبالغہ کا صیغہ ہوتا ہے اور فاروق و فاروقہ کی طرح ہے صغیر ہونے کے معنوں میں اور نوخیز ہونے کے معنوں میں۔ الزام الناصب میں "**الفرقتہ الزاکیتہ**" ہے اور مراقبات میں "**الفرقتہ الزکیہ**" ہے اور دونوں ہم معنی ہیں مراقبات میں "**بعد لظی النیران**" ہے اور نیران نار کی جمع ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ الزام الناصب میں "**بعد لظی مجتمع النیرین**" ہے نیرین سے مقصود شمس و قمر ہیں اور جو مراقبات میں ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور مجتمع مصدر ہے جس کے معنی اجتماع کے ہیں اور یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے اور جو کچھ مراقبات میں ہے زیادہ مناسب ہے اور ممکن ہے کہ مجتمع اسم مکان ہو اور معنی پھر یہ ہو جاتے ہیں شمس و قمر کے اجتماع کی جگہ کے جل جانے کے بعد اور ہر صورت میں معانی بے تکلف اور بے تناسب نہیں ہے۔ اور الزام الناصب میں ہے "**لتملم الروضہ و الطواسین من السنین**" اور مراقبات میں اس طرح ہے جیسا کہ ہم نے ذکر

کیا ہے اور بحار میں مراقبات کے مطابق ہے اور مرحوم مجلسی نے فرمایا ہے:

بیان: یتحمل ان یکون المراد کل "الم" و کل ما اشتمل علیہ من المقطعات ای "المص" و المراد جمعیھا مع طہ و الطواسین ترتقی الی الف و مائتہ و تسعتہ خمسین ترجمہ: اس کا یہ بیان ہے۔ ہر الف لام میم (الم) اور جو حروف مقطعات پر مشتمل ہے یعنی (المص) احتمال یہ ہے۔ اس سے مراد سب کا طہ اور طاسین کا مجموعہ ہے۔ ۱۱۵۹ ہے۔

اور صاحب "الزام الناصب" نے کہا ہے: اقول: لیس المراد بالطواسین حروفھا بل المراد طاسین ثلاث احدھا بلا میم و اثنان مع المیم و لا بحسب الا لف و الواو و اللام منہ عکس الالف و اللام من الروضہ فانہ بحسب و الھاء اخر الروضہ لیس من قبیل تاء قرشت بل ھوھاء ھوز فعلی ذلک نحسب واو و الطواسین۔ ال روض ہ و ط ط ط س س س م م یصیر الف و خمسہ و ثلاثین و ثلاث مائتہ۔ الزام الناصب کہتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ طاسین سے مراد اس کے حروف نہیں بلکہ طاسین سے تین مرادیں ہیں۔ایک بغیر الف لام ہے۔ اور دو الف لام کے ساتھ ہیں۔ یہ گمان نہیں ہے۔ الف واوٌ اور لام الف لام کسی اور مجموعہ سے ہے۔ اس کے گمان کے مطابق تھا۔ دوسرے مجموعہ سے ہے اور ھا ھوز سے تا قرشت سے نہیں ہے۔ اس طرح ہم خیال کرتے ہیں واو اور طاسین ال ایک مجموعہ ہے۔ ہ و ط ط ط س س س م م جو ۱۳۳۵ بنتا ہے۔ بہرحال اس کا مقصد یہ ہے۔ ابجد کے حساب سے۔ جب یہ مدت پوری ہو جائے۔ تو اہل ایمان اور شیعیان کی زندگی ظہور امام مہدی علیہ السلام سے منور اور تابندہ ہو گی۔ بہرحال مقصود یہ ہے کہ اس مدت کے گزرنے کے بعد حساب ابجد کی رو سے شیعوں اور اہل ایمان کی زندگی حضرت مہدیؑ کے ظہور سے منور اور سہل ہو جائے گی۔ البتہ دونوں بزرگواروں نے اشتباہ کیا ہے اس لئے کہ یہ ۱۳۹۷ھ ہے اور ابھی خبر نہیں ہے۔ رزقنا اللہ زیارتہ و خدمتہ ان شاء اللہ تعالی۔

(آقائے سید ہاشم حسینی تہرانی کی تحریر کا اختتام)

آئمہؑ کا علم اور ان کی طاقت، خدا کے علم اور اس کی طاقت سے ہے۔

کتاب اثبات ولایت سے ماخوذ۔ (رسالہ نور الانوار ص۱۸۳)

چونکہ آئمہؑ کا علم اور ان کی طاقت پروردگار عالم کے علم اور اس کی طاقت سے ہے لہٰذا ہر کام کے کرنے کی قدرت اور ہر بات کو جاننے کی صلاحیت آئمہؑ میں ہے وہ اس علم کے مقدس نور سے جو انہیں حاصل ہے گذشتہ اور آئندہ تمام موجودات کو دیکھتے ہیں اور ان کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ ان کی آنکھوں پر کوئی حجاب نہیں ہے۔ پروردگار عالم جو تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام موجودات کی بقا اس کی مشیت اور ارادہ پر منحصر ہے۔ اس نے مخلوق پر واجب و لازم کر دیا ہے کہ سب کے سب آئمہؑ کے اطاعت گزار رہیں۔ آئمہؑ ہی کی خاطر تمام مخلوق کو نعمت حیات عطا کی گئی ہے۔ انہی کی برکت کی وجہ سے پروردگار مخلوق کو رزق فراہم کرتا ہے اور اس نے عالم باطن میں ان کو اپنے فیضان کا واسطہ و ذریعہ قرار دیا ہے۔ بعض علما کا کہنا ہے کہ باب اللہ اور سبیل اللہ کے یہی معنی ہیں کہ ہر وہ فرد جو خدا کی جانب سے آئے وہ اسی باب سے آتا ہے اور جو کوئی داخل ہونا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اسی راستے سے داخل ہو۔

اور متوجہ رہنا چاہئے کہ کسی مرحلہ میں بھی مخلوق کو خالق سے تشبیہ نہ ہو گی۔ اس لئے کہ واضح ہے کہ مخلوق کی صفات کمالیہ اس کی ذاتی صفات نہیں ہیں بلکہ خدا کی عطا کردہ ہیں۔

امام جعفر صادقؑ کی دعا سے ایک شیعہ کا خوف دور ہونا

کتاب اثبات الھدیٰ کی جلد۵ ص۴۲۸ پر شیخ حر عاملی یہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن یحییٰ کاھلی سے منقول ہے کہ وہ ایک جنگل میں درندہ کے سامنے آ گیا۔ اس نے امام

جعفر صادقؑ کی بتائی ہوئی دعا پڑھی۔ اس درندہ نے اسے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔ اس شخص نے جب یہ واقعہ اپنے چچا کے بیٹے کو کوفہ میں سنایا تو اس کے سامنے مذکورہ دعا پڑھی تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جعفر صادقؑ امام مفترض الطاعۃ اور واجب الاطاعۃ امام ہیں اور وہ شیعہ ہو گیا۔ یہ شخص جب امام جعفر صادقؑ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: **اترانی لکم اشهد کم بئس ماراءیت ان لی مع کل و لی لنا اذنا سامعہ و عینا" ناظرہ و لسانا" ناطقا" قال یا عبداللہ انا و اللہ صرفتہ عنکما** یعنی کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ تو نے غلط سوچا ہے۔ ہم اپنے دوستوں میں سے ہر ایک کے ساتھ سننے والے کان، دیکھنے والی آنکھ اور بولنے والی زبان کے ساتھ ہوتے ہیں (یعنی اپنے تمام دوستوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ میں نے ہی اس درندہ کو تجھ سے دور کیا تھا۔

آئمہ ہدیٰؑ کا شیعوں کے جنازوں پر تشریف لانا

"مناقب" نامی کتاب شریف میں حضرت امام موسی کاظمؑ سے متعلق غیبی خبروں کی فصل میں تحریر ہے۔ جناب ابی علی بن راشد (جو امام محمد تقی اور امام علی نقی علیہما السلام کے موثق وکلا میں سے ہیں) نے اہل نیشاپور کے اموال اور بہت سی امانتیں امام موسی کاظمؑ کے پاس بھیجنے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ ان مال بھیجنے والوں میں سے ایک شطیطہ نیشاپوری تھی (جس کی قبر نیشاپور میں مشہور ہے) جب امانتیں آپ کے سپرد کی گئیں اور حضرت امامؑ نے اموال کی خصوصیات امانتیں لانے والے پر واضح کیں تو اس وقت تک اس نے مسائل نامہ امامؑ کے حوالے نہیں کیا تھا۔ امامؑ نے اس سے

فرمایا: ہم نے مسائل کے ورق پر تمام سوالوں کے جوابات تحریر کر دیئے ہیں۔ امامؑ نے صرف شطیطہ کا ایک درہم اور اس کا پارچہ قبول کیا اور فرمایا: شطیطہ کو میرا سلام کہنا اور یہ بٹوہ جس میں چالیس درہم ہیں اور یہ کفن اس کو دے دینا اور جس دن تو نیشاپور پہنچے گا اس کے صرف انیس دن بعد تک شطیطہ زندہ رہے گی۔ وہ ان چالیس درہموں میں سے سولہ درہم اپنے صرفہ میں لائے گی باقی صدقہ کر دیئے جائیں یا چاہے جس طرح خرچ ہوں۔ میں اس کی نماز جنازہ کے وقت آؤں گا اور اس کی نماز پڑھاؤں گا۔ راوی کہتا ہے جس طرح آپ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور امامؑ اس کی نماز میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور نماز میں شرکت اور تدفین کے بعد تشریف لے گئے۔ اور مجھ سے فرمانے لگے: میرا سلام شیعوں کو پہنچا دینا۔ ہم آئمہ ہدیٰ تمہارے جنازوں پر ضرور آتے ہیں۔

امام زمانہ کا خط شیخ مفیدؒ کے نام

"الامام المھدی من المھد الی الظھور" نامی کتاب میں خط کا متن ص۲۶۸ پر رسالتہ الامام المھدی الی الشیخ المفید کے عنوان کے تحت اس طرح مرقوم ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد السلام علیک ایھا المخلص فی الدین المخصوص فینا بالیقین فلنا نحمد الیک۔ اللہ الذی لا الہ الا ھو' و نسالہ الصلاہ علی سیدنا و مولانا و نبینا محمد و الہ الطاھرین

و نعلمک و ادام اللہ توفیقک لنصرۃ الحق' و اجزل مثوبتک علی نطقک عنا بالصدق ----- انہ قد اذن لنا فی تشریفک بالمکاتبہ' و تکلیفک ما تئودیہ عنا الی موالینا قبلک و اعزھم اللہ بطاعتہ' و کفاھم المھم برعایتہ لھم و حراستہ ----- فقف امدک اللہ بعونہ (فی نسخہ ایدک اللہ بعونہ) علی اعدائہ المارقین من دینہ ----- علی ما تذکرۃ (فی نسخہ علی ما اذکرہ) و اعمل فی تادیتہ الی من تسکن

اليه ـــ بما نرسمه ان شاء الله٬ نحن و ان كنا ثاوين بمكاننا٬ النائی عن مساكن الظالمين٬ حسب الذی اراناه الله تعالی لنا من الصلاح و لشيعتنا المومنين فی ذلک ما دامت دولته الدنيا للفاسقين۔ فانا نحيط علما بانبائكم٬ و لا يعزب عنا شئی من اخباركم٬ و معرفتنا بالذل (فی نسخه بالزلل) الذی اصابكم٬ مذجنح كثير منكم الی ماكان السلف الصالح عنه شاسعا٬ و نبذو العهد الماخوذ و راء ظهورهم كانهم لا يعلمون

انا غير مهملين لمراعاتكم و لا ناسين لذكركم

و لو لا ذلک لنزل بكم الاواء٬ وا اصطلمكم الاعداء٬ فاتقو الله جل جلاله٬ و ظاهر و نا علی انتياشكم من فتنته قد انافت عليكم٬ يهلک فيها من حم اجله و يحمی عنها من ادرک امله و هی اماره لازوف حركتنا٬ و مباثتكم با مرنا و نهينا و الله متم نوره و لو كره المشركون

اعتصموا بالتقيته من شب نار الجاهليته٬ تحششها عصب امويه٬ يهول بها فرقه مهديه٬ انا زعيم بنجاه من لم يرم فيها المواطن الخفيه٬ و سلک فی الظعن منها السبل المرضيه۔ اذا حل جمادی الاولی من سنتكم هذه۔ فاعتبروا بما يحدث فيه٬ واستيقظوا من رقدتكم لما يكون فی الذی يليه

ستظهر لكم من السماء ايه جليه٬ و من الارض مثلها بالسويه و يحدث فی ارض المشرق ما يحزن و يقلق و يغلب٬ من بعد٬ علی العراق طوائف عن الاسلام مراق٬ تضيق٬ بسوء فعالهم٬ علی اهله الارزاق٬ ثم تنفرج الغمه٬ من بعد٬ ببوار طاغوت من الاشرار٬ ثم ليسر بهلاكه المتقون الاخيار٬ و يتفق لمريدی الحج من الافاق ما يا ملونه منه٬ علی توفير عليه منهم و اتفاق (فی نسخه علی توفير غلبه منهم و انفاق) و لنا٬ فی تيسير حجهم علی الاختيار منهم و الوفاق٬ شان يظهر علی

نظلم و التساق' فلیعمل کل امری منکم بما یقربہ من محبتنا و یتجنب ما ید نیہ من کراھتنا و سخطنا' فلان امرنا بغتتہ فجاءہ حین لا تنفعہ توبہ و لا ینجیہ من عقابنا ندم علی حوبہ

و اللہ یلھمکم الرشد و یلطف لکم فی التوفیق برحمتہ

یہ شیخ مفید علیہ الرحمتہ کے نام امام زمانہؑ کا خط ہے جو آنجناب نے انہیں تحریر کیا اس خط پر گہری توجہ کی ضرورت ہے اس لئے کہ حضرت نے اس خط میں تحریر فرمایا ہے:

(ا) ہم تمہارے اعمال سے مکمل طور پر آگاہ ہیں اور کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

خط کا ترجمہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے مخلص دوست تجھ کو میرا سلام پہنچے۔ تجھے خدا حق کی ابدی دوستی عطا کرے اور جو خدمات تو بجا لاتا ہے اس میں اضافہ فرمائے۔ تجھے ہم باخبر کرتے ہیں کہ خدا نے ہمیں اجازت دی ہے کہ تجھے افتخار نامہ تحریر کریں۔ جہاں تک تجھ سے ہو سکے ہمارے دوستوں کو ہماری طرف سے احکامات پہنچاتا رہ (خدا ان کو ازخود پیروی کی توفیق عطا فرمائے اور ان پر خاص توجہ اور عنایت کرکے ان کی نگرانی فرمائے اور تجھے بھی دین و آئین سے منحرف ہونے والے دشمنوں کے مقابلہ میں فتح و کامرانی عطا کرے) تجھے جو چیز ہم یاد دلانا چاہتے ہیں اس پر توجہ کرکے معین لائحہ عمل کے مطابق عمل کر اور اس کے مضمون سے جس کسی تک تیری دسترس ہے اسے آگاہ کر ہم اگرچہ ایک مخصوص مقام پر سکونت پذیر ہیں۔ ظالموں سے دور ہیں' جب خدا ہماری اور ہمارے شیعوں کی بہتری دیکھے گا اور جب تک دنیا کی حکومت تباہ کاروں کے قبضہ میں ہے ہم اسی طرح رہیں گے۔ لیکن ہم تمہارے حالات سے مکمل طور پر باخبر ہیں اور کوئی چیز ہماری نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تم لوگوں کی بے چارگیاں جو اس زمانہ سے ہیں جب سے تم لوگوں نے وہ کام کرنے شروع کر دیئے ہیں جن سے تمہارے سلف صالح دور رہتے تھے اور خداوند عالم

نے جو پیان تم سے لیا تھا اس کو تم نے بھلا دیا ان سب سے ہم باخبر ہیں۔

(۲) ہم نے تم کو تمہارے حال پر نہیں چھوڑا ہے اور تمہیں فراموش نہیں کیا ہے۔ اگر ہماری توجہ تمہاری طرف نہ ہوتی تو تم پر مشکلیں نازل ہو جاتیں اور دشمن تم کو پامال کر دیتے۔ خدائے بزرگ و برتر کا خیال دل میں رکھو اور ہماری مدد کرو ان مصائب سے نجات حاصل کرنے کے سلسلے میں جو تم کو درپیش ہیں اور یہ مصائب اس بات کی علامت ہیں کہ تم ہمارے امر و نہی کے معاملہ میں سستی و کاہلی کا شکار ہو اور ہمارے معاملہ میں عجلت کا کوئی دخل نہیں ہے (تاوقتیکہ حکم خدا نہ ہو) پروردگار اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے ہر چند مشرکوں کو اچھا نہیں لگتا۔ جلد ہی وہ لوگ جو دور و نزدیک کے راستوں سے حج کے لئے جائیں گے وہ اپنے تمام مقاصد حاصل کریں گے۔ اور کامیاب ہو کر واپس لوٹیں گے اور ہم بھی اس سفر میں ان کے کاموں کی تکمیل میں ایک مخصوص لائحہ عمل کے مطابق ان کی مدد کریں گے۔ اس بنا پر تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ ایسے کام کرے کہ وہ دوست کی حیثیت سے ہم سے نزدیک ہو جائے اور جو چیز ہم کو اچھی نہیں لگتی اس سے دور رہے۔ اس لئے کہ ہمارے ظہور کا حکم یک لخت اور بغیر کسی تمہید کے ہو گا۔ اس طرح کہ پھر توبہ فائدہ نہ دے گی اور پشیمانی گناہ کے درد کی دوا ثابت نہ ہو گی۔ پروردگار اپنی ہدایت تم کو ارزانی فرمائے اور تم پر اپنا لطف و کرم کرے تاکہ تم اس کی مغفرت اور رحمت سے ہمکنار ہو۔

(حضرت کے دستخط)

اس خط سے ایک نکتہ برجستہ ہاتھ آتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت کا تمام معاملات پر اختیار ہے اور آپ تمام معاملات سے واقف ہیں اور تمام خبروں سے آگاہ ہیں۔ اور یہ آیہ شریفہ **فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المومنون** یہ بتاتی ہے کہ (جلد ہی خدا و رسولؐ اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے) روایات کے مطابق مومنین سے مراد آئمہ اطہارؑ ہیں (جیسا کہ عرض اعمال عباد کے سلسلہ میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔)

(۳) ایک اور برجستہ نکتہ یہ ہے کہ شیعوں کے مصائب اور ان کی تکالیف آنجناب کے وجود اقدس کے سبب دور ہوتی ہیں۔ اگر آنجناب کی دعائیں اپنے پیروکاروں کے حق میں نہ ہوتیں تو دشمنوں کی سخت ضربتوں کے نتیجے میں وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاتے۔

اور پھر یہ حضرت ولی العصرؑ کی حج کے معاملہ میں عنایت ہے کہ سال ۱۴۱۹ھ کے بعد وہ مشکلات کے دور ہونے کا سبب بنی اور پرامن راستے سے حاجی آرام و آسائش اور سہولت کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچ جاتے ہیں۔ یہ حضرت ولی العصر کی کوششوں کا نتیجہ ہے جیساکہ آپ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ ہم زیارت خانہ خدا اور حج کو آسان بنانے کے لئے مرتب اور منظم کام انجام دے رہے ہیں۔

امام زمانہ کا ایک اور خط شیخ مفیدؒ کے نام

و ورد علی الشیخ المفید رسالته اخری من ناحیه الامام المهدی علیه السلام فی یوم الخمیس' الثالث و العشرین من شهر ذی الحجه سنته ۴۱۲ھ' هنا نصها "من عبدالله المرابط فی سبیله الی ملهم الحق و دلیله۔ بسم الله الرحمن الرحیم' سلام الله علیک ایها الناصر للحق' الداعی الیه بکلمه الصدق' فانا نحمد الله الیک الذی لا اله الا هو الهنا و اله اباِئنا الاولین' و نسله الصلاة علی سید نا و مولانا محمد خاتم النبیین' و علی اهل بیته الطاهرین و بعد ------ فقد کنا نظرنا مناجاتک' عصمک الله بالسبب الذی و هبه الله لک من اولیائه' و حرسک به من کید اعدائه' و شفعنا ذلک۔ الان من مستقر لنا ینصب فی شمراخ من بهمله' صرنا الیه انفا من غما لیل الجانا الیه السباریت من الایمان' و یوشک ان یکون هبو طنا الی صحصح' من غیر بعد من الدهر' و لا تطاول من الزمان و یاتیک نباء منا بما یتجد دلنا من حال' لتعرف بذالک ما تعتمده من الزلفته الینا بالا عمال' و الله موفقک لذلک برحمته

فلتكن --- حرسک الله بعينه التی لا تنام --- ان تقابل لذلک فتنته تبسل نفوس قوم حرثت باطلا لا سترهاب المبطلين يبتهج لد ما رها المومنون و يحزن لذلک المجرمون

و ايته حركتنا من هذه اللوثته حادثته بالحرم المعظم' من رجس منافق ملنم' مستحل للدم المحرم' يعمد بكيده اهل الايمان' و لا يبلغ بذلک غرضه من الظلم و العدوان' لا ننا من وراء حفظهم بالدعاء الذی لا يحجب عن ملک الارض و السماء فلتطمئن بذلک من اوليائنا القلوب' و ليثقوا بالكفايته منه و ان راعتهم بهم الخطوب' و العاقبته ---- بجميل صنع الله سبحانه ---- تكون حميدة بهم ما اجتنبوا المنهی عنه من الذنوب۔

و نحن نعهد اليک ---- ايها الولی المخلص' المجاهد فينا الظالمين (ايدک الله بنصره الذی ايد به السلف من اوليائنا الصالحين) ---- انه من اتقی ربه من اخوانک فی الدين' و اخرج مما عليه الی مستحقيه' كان امنا من الفتنته المبطله' و محنها المظلمته المضله و من بخل منهم بما اعاره الله من نعمته علی من امره بصلته' فانه يكون خاسرا" بذلک لا ولاه و اخرته (فی نسخه لا ولاه و اخراه) و لو ان اشياعنا ---- و فقهم الله لطاعته --- علی اجتماع من القلوب فی الوفاء بالعهد عليهم' لما تاخر عنهم اليمن بلقائنا و لتعجلت لهم السعادة بمشا هدتنا علی حق المعرفته و صدقها منهم بنا ۔ فما يحبسنا عنهم الا ما يتصل بنا مما نكر هه ولا نئوثره منهم۔ و الله المستعان و هو حسبنا و نعم الوكيل' و صلاته علی سيد نا البشير النذير محمد و اله الطاہرين و سلم۔ و كتب فی غرة الشوال سنه اثنتی عشره و اربعمائته۔" (نقل از ملوک قبلی صفحه ۲۸۹)

خط کے متن کا ترجمہ : بسم اللہ الرحمن الرحیم اے حق کے مددگار تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو۔ اے وہ شخص جو سچی اور پر از متانت گفتگو سے لوگوں کو حق کی طرف بلاتا ہے۔ ہم تیرے بارے میں خدائے وحدہ لا شریک کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے

ہمارے سید و آقا و مولا خاتم النبیین کے لئے ترسیل رحمت مزید کے طلبگار ہیں۔ ہم نے تیری مناجات سنی۔ پروردگار اس وسیلہ کی بدولت جو حق نے تجھے مرحمت فرمایا ہے تیری نگہداشت کرے اور تجھے دشمنوں کے مکائد سے محفوظ رکھے ہم تجھے یہ خط اپنی مخفی رہائش گاہ سے لکھ رہے ہیں جو پہاڑ کی بلندی پر ہے اور جہاں ہم حال ہی میں مجبوراً" اپنی پہلی قیام گاہ سے آئے ہیں جو جنگل میں سیدھی طرف واقع ہے البتہ اس جگہ سے بھی جلد ہی نقل مکانی کرکے ایک صحرا میں چلے جائیں گے اور تجھے اس کی اطلاع دیں گے اور تجھے ایسے ضروری احکام دیں گے جو تیرے لئے ہماری نزدیکی کا سبب بنیں گے خدا تجھ پر اپنی رحمت کا سایہ رکھے' تیری حفاظت کرے تاکہ تو اس قابل ہو سکے کہ اس ظلم و ستم کے مقابلہ میں جو لوگوں کا خون بہاتا ہے' منحرفین کو ان کے کام سے باز رکھے اور اس کے نتیجہ میں مومنین خوش ہوں اور حد سے تجاوز کرنے والے غم زدہ ہوں۔ اس فتنہ اور مصیبت میں ہماری تحریک کا نشان موجود ہے اور وہ اس روداد سے عبارت ہے جو خانہ کعبہ میں ظاہر ہو گی۔ پلید منافقوں میں سے ایک بدبخت بے گناہوں کا خون بہائے گا اور مومنوں کو اذیت دے گا لیکن اس کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو گا اور ان مظالم کو جو اس کے ذہن میں پرورش پا رہے ہیں عملی شکل نہ دے سکے گا اس لئے کہ ہم مومنوں کو اپنی ان دعاؤں سے جو حتمی طور پر مستجاب ہوتی ہیں اور کبھی رد نہیں ہوتیں' نگہداشت کرتے ہیں' اس بنا پر ہمارے دوستوں کے دلوں کو مطمئن ہونا چاہئے۔ ہرچند مشکلات اور سختیاں ان کو گھیرلیں آخر کار وہ نیکی اور خیر جو خداوند عالم کے پاس ہے وہ ان تک انشاء اللہ پہنچ کر رہے گی تاوقتیکہ وہ گناہوں سے پرہیز کریں۔ ان کے کام کا انجام ہمیشہ قابل تعریف ہی ہو گا۔

اے ہمارے وہ مخلص دوست جو ظالموں اور ستمگروں سے جنگ آزما ہے۔ خداوند عالم جیسا کہ اس نے ہمارے پہلے دوستوں کی تائید فرمائی ہے تیری بھی تائید کرے۔ تیرے وہ بھائی جو تقویٰ اختیار کریں وہ جس حالت میں ہیں (اور جس حالت

میں انہیں ہونا چاہیئے) خدا کرے وہ اس تباہی لانے والے فتنہ و آشوب سے صحیح سلامت نکل آئیں اور ظالموں کے ظلم سے امان میں رہیں۔ ہر وہ شخص جو ان سے منسلک نہیں رہتا جس سے منسلک رہنے کا خداوند عالم نے حکم دیا ہے وہ اپنے آغاز و انجام دونوں کے لئے نقصان کا باعث ہو گا۔ اگر ہمارے پیروکار جنہیں خداوند عالم نے اطاعت کی توفیق دی ہے اور ہمارے لئے جن کے دلوں میں عقیدت موجود ہے اگر اس عہد و پیمان کے پابند رہیں جو انہوں نے ہم سے کیا ہے وہ ہمارے دیدار سے محروم نہیں رہیں گے اور وہ ہمارے دیدار کی سعادت سے جلد بہرہ یاب ہوں گے۔ یہ دیدار اور یہ زیارت معرفت کی بنا پر ہو گا اور ہمارے دوستوں کی جو اچھی اور بری خبریں ہم تک پہنچتی ہیں ان میں سے کوئی چیز ہمیں نہیں روکتی۔ خداوند عالم ہمارا دوست اور مددگار ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ وہ ہمارا بہترین وکیل ہے۔ سید و سردار، بشیر و نذیر، محمد و آل محمد علیہم السلام پر اس کا درود و سلام ہو اور وہ ہمیں محفوظ رکھے۔

تیرہواں باب

امام زمانہ علیہ السلام کی بارگاہ میں استغاثہ اور غوث و قطب کے معنی

سیدی و مولای یا املی و رجائی لیت شعری الی م تصیر عاقبتہ امری؟ اتقر عینی بنور جمالک و اروی من عذب و صالک ام اذهب بهذہ الغصص الی قبری و اموت بغصتہ بعد غصتہ و بحسرة بعد حسرة؟ سیدی یمیتنی طول فراقکم و یحیینی رجاء و صالکم و ما اخبر تم بہ من علائم ظهور کم کیف؟ لو لا هذہ المواعید فی الاخبار ما نترقب بظهور کم من الآثار من صلوات اللہ و سلامہ علی من احیانا بها و اخبرنا عنها لا نها الیوم سبب حیاہ عبید کم التائقین الیکم المشتاقین الی و صالکم و یقول لسان حال کل منہ:

او عد ونی او عد ونی و امطلوا | حکم د ین الحب دین الحب لی
روح القلب بذ کر المنحنی | و اعلہ عند سمعی یا اخی

سیدی لو لا و صل الینا ان الفرج بعد الشدہ لکانت هذہ الشد ا ئد اشد علی قلوبنا و نفوسنا من ان نتحملها و لکن من اجل انها من علائم الفرج یهون علینا بل ربما نشتاق الیها لنصل بها الیکم

سیدی قد طالت المدد و مد الامد ننتظر امر کم و نحیی بذکر کم و نتصفح آثار ظهور کم، سیدی اشتد الامر و کثر الظلم و الجور (ظهر الفساد فی البر و البحر) سیدی اعظم البلاء، و برح الخفاء و الیک المشتکی سیدی فراتک و هجر ک اعظم من جمیع ذلک و الا و البلاء معک نعمه و الا ذی دونک راحه

سیدی انا تفکرت فی و صالک و لذة لقائک و تا ملت فی احوال من قربتهم من جوارک، و منحت علیهم من الفضلک، و شر فتهم بزیارة جمالک، و اکر متهم بتعلیمک و مننت علیهم بسقی کا سات التوحید و شرفتهم بمقام الجمع مع اهل التوحید، کا دان ینصدع قلبی من الحسره ینشق فئوادی من الغیره، اه اه، ابلاویح قلب من به مثل مابیا، سیدی لیس حال طالبی حضرتک کا حوال سائر المشتاقین، لان جمالک لا یقاس بجمال سائر المعشوقین و جلا لک لیس کسائر الجلالات، اذ لیس غیر ک مطلوب و محبوب هو علته ایجاد محبته و طالبته، محتاج الیه فی کل حاله فی جمع شئونه

بل لیس فی عالم الحس جمال الا و هو مظهر شئی من جمالک و لا جلال الا و هو اثر من اثار جلا لک، لان جمالک مظهر جمال الله الجمیل، و جمال غیر ک من مظاهر جمالک، و انت اصل کل جمال و جلال و انت نور الله الا نور وضیاءه الازهر

مولای فداک جمیع من سواک ، بنفسی انت من اثیل مجد لا یحاذی، بنفسی انت من نصیف شرف لا یساوی، الی متی احار فیک یا مولای؟ و الی متی؟ و ای خطاب اصف فیک و ای نجوی، عزیز علی أن أُری غیر ک متصر فا" فی مملکتکم حاکما" فی رعیتک بل فی اهلک بمرئی منک و مسمع و هم یلوذون و یستغیثون بک فلا یجابون

سیدی فانا لله و انا الیه راجعون من مصیبته فقدک و طول غیبتک و قد صار حال شیعتک کقطائع غنم غاب عنها راعیها، و شلت علیها الذئاب من کل جانب،

تاخذ منها ما ترید اکله سیدی هذه مصائبنا و الذی یصل الیک منها او جع لنفوسنا و اولم لقلوبنا مما یصل الینا لا نانعلم راء لتکم لشیعتکم

یا مولای و الی الله المشتکی و الی سیدی الوری و الی علی المرتضی و سیدة النساء و الی ابائک الطاہرین ائمہ الھدی ولیوث الوغی' فاغث یا غیاث المستغثین' عبیدک المبتلین و راهم سیدهم یا ارحم الراحمین و ازل عنهم بہ ظلم الظالمین و سلطان الکافرین و کید المخالفین و عجل فرجهم بفرج و لیک سلطان السلاطین سید الخلائق اجمعین و املاء الارض قسطا و عدلا و قد ملئت ظلما و جورا

ترجمہ : اے میرے مولا۔ اے میرے سردار اے میری تمناؤں کا مرکز۔ اے میری امیدوں کا مسکن۔ کاش مجھے اپنے انجام کا علم ہوتا کہ وہ کس کروٹ پر ختم ہو گا۔

کیا میری آنکھیں آپ کے جمال کے نور سے منور ہوں گی؟ اور آپ کے وصال کے شیریں پانی سے سیراب ہو جاؤں گا یا اس تنگی' سختی اور حسرت و یاس کے ساتھ قبر میں جانا ہو گا۔ اے میرے مولا۔ آپ کی جدائی کی طوالت نے مجھے مار ڈالا ہے۔ آپ کے ظہور کی علامتوں اور آپ کے وصال کی امیدوں نے مجھے زندگی بخشی ہے۔ یہ کیونکر نہ ہوتا اگر یہ وعدے جو روایات میں ہیں۔ آپ کے ظہور کی بشارت ہے۔ جن سے ہمیں زندگی ملتی ہے۔ کیونکہ آپ کے غلام جو آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں ان کی زندگی کا سبب یہی اخبار و آثار ہیں۔ اے میرے سردار۔ اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ آپ کا ظہور پرنور سختی اور مصائب کے بعد ہو گا تو یہ شدائد و مصائب ہم پر اس قدر سخت ہوتے کہ ہمارے قلوب اور نفوس ان کے متحمل نہ ہوتے لیکن چونکہ یہ ظہور پرنور کی علامات میں سے ہیں اس لئے یہ شدائد ہم پر سہل بن گئے بلکہ کبھی ہم اس کے متمنی ہوتے تاکہ ان کے ذریعہ سے آپ تک پہنچ سکتے۔

اے میرے مولا! مدت بیت گئی۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ اور آپ کی یادوں سے ہم زندہ ہیں اور آپ کے ظہور کی علامات کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔

میرے مولا! معاملہ بہت سخت ہو گیا ہے۔ ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ (بحر و بر میں فساد ظاہر ہو چکا ہے) میرے مولا آزمائش بہت سخت ہو گئی۔ آپ ہی سے شاکی ہوں۔ مولا آپ کی جدائی اور آپؑ سے دوری ان تمام مصائب سے بڑی مصیبت ہے۔ آپ کے ساتھ ہوں تو یہ تمام آزمائشیں نعمت ہیں اور آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوں تو یہ اذیتیں راحت ہیں۔ میرے آقا جب میں آپ سے ملاقات پر غور کرتا ہوں اور وصال کی سرعت پر سوچتا ہوں۔ اور میں ان لوگوں کے حالات پر غور کرتا ہوں جن کو آپ نے اپنی قربت سے نوازا ہے اور ان پر اپنا فضل و کرم کیا ہے اور ان کو توحید کے جام سے سیراب فرمایا ہے اور اہل توحید کے اجتماع کے مقام سے مشرف فرمایا ہے اور اپنی تعلیم سے ان کو عزت عطا فرمائی ہے۔ تو میرا دل حسرت و یاس سے پھٹ جانے کے قریب ہوتا ہے۔ افسوس کیا ایسے دل بھی ہیں جن پر ایسا گذرا ہو جو مجھ جیسے کے دل پر گزر رہا ہے۔

میرے مولا! آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے کا حال دوسرے تمام مشتاقوں کا سا نہیں کیونکہ آپ کے جمال کا دوسرے معشوقوں کے جمال سے قیاس نہیں کیا جا سکتا اور آپ کا جلال دوسرے تمام کے جلال جیسا نہیں ہے کیونکہ آپ کا غیر نہ محبوب ہے نہ ہی مطلوب کیونکہ آپ کے سوا کسی کا وجود اس کے محب اور طالب کے وجود کی علت نہیں اور ہر حالت میں اس کا محتاج ہے۔ بلکہ عالم جس میں کوئی ایسا جمال نہیں مگر مظہر ہے آپ کے جمال سے اور کوئی اثر نہیں مگر وہ بھی آپ کے جلال سے اثر لیتا ہے۔ کیونکہ آپ کے جمال کا منبع جمال خدائے جمیل سے ہے۔ اور آپ کے غیر کا جمال آپ کے جمال کا مظہر ہے۔ اور حالانکہ آپ تمام جلال و جمال کا اصل ہیں۔ اور آپ اللہ تعالی کے روشن نور کا حصہ ہیں اور اس کے منور نور کی روشنی ہیں۔

میرے آقا آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے سوا ہر چیز قربان ہو جائے‘ مری جان آپ پر نثار‘ آپ کے شرف کا کوئی مثل نہیں۔ میرے مولا میں کب تک آپ کے

فراق کی آگ میں جلوں، کس صفت کے ساتھ آپ کی توصیف بیان کروں۔ آپ کی مملکت آپ کے غیر کی حکمرانی اور آپ کی رعایا پر ان کا حاکم ہونا مجھے گراں ہے۔ وہ آپ سے استغاثہ بلند کرتے ہیں مگر انہیں جواب نہیں ملتا۔ میرے سردار ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ آپ کی جدائی اور آپ کی طویل غیبت کی وجہ سے آپ کے شیعوں کا حال ایسے ریوڑ کی طرح ہے جس کا چرواہا چھوڑ کر غائب ہو گیا ہو اور ہر طرف سے بھیڑیئے حملہ آور ہوں اور جتنا چاہے لے جائیں اور جتنا چاہیں کھا لیں۔ میرے مولا یہ ہمارے مصائب ہیں جو آپ تک پہنچتے ہیں۔ وہ ہمارے نفوس کے لئے زیادہ درد ناک اور ہمارے دلوں کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے جو ہم تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں آپ اپنے شیعوں پر مہربان ہیں۔

اے مولا! ہم خدا اور سید الوری سے، علی مرتضیٰ سے، سیدۃ النساء سے، اور آپ کے اباء طاہرین ائمہ الھدیٰ سے شکوہ کرتے ہیں پس ہماری فریاد سن لیجئے۔ اے فریاد سننے والے تیرے بندے مصائب میں مبتلا ہیں۔ ان کے سردار کو انہیں مہیا فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، ان کے طفیل سے ظالموں کے ظلم، کافروں کی بادشاہت اور مخالفوں کے فریب کو دور فرما۔ اور ان کے ظہور میں تعجیل فرما۔ اپنے دوست سلطان کے فرج کا جو سلطان ہیں تمام سلاطین کا۔ اور عالم خلائق کے سردار ہیں۔ زمین کو عدل و قسط سے بھر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہے۔

استغاثہ اور اسی قسم کی دوسری کیفیت

کتاب "پیوند معنوی" ص۱۴۱ سے نقل کردہ

اگر تو عربی کا شعور نہیں رکھتا اور مقصد کو سمجھنے کا ذوق تجھ میں ہے تو تجھے چاہیئے کہ آنحضرتؐ کی محبت کی مشق مختلف طریقوں سے کرے اور تو باعمل عالموں اور سچے محبت کرنے والوں کے جملے پڑھے جن میں سے بعض نے دل کی پوشیدہ چیزوں کو

اوراق پر منتقل کر دیا ہے اور اپنی مودۃ کے معانی اور محبت کے عوالم کے کچھ حصے تحریر کی صورت میں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ استاد اعظم کی طرح (مرحوم نوری اعلی اللہ مقامہ مقصود ہیں) جو "نجم الثاقب" میں فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو اس بات کا مدعی ہو کہ جنت پر ایمان رکھتا ہے محض یہ کہہ دینے سے سچا نہیں ہو جاتا بلکہ اس کی محبت جنت کے مالکوں سے ایسی ہو جیسی کہ جناب سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ شیخ صدوق امالی میں، شیخ طوسی امالی میں اور ابن شیرویہ "فردوس" میں نقل کرتے ہیں کہ کوئی شخص ایماندار نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اسے پیغمبر اسلامؐ اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ ہوں اور اہل بیت علیہم السلام اسے اپنے اہل سے زیادہ عزیز نہ ہوں اور عترت رسولؐ اپنی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو اور ذات رسولؐ اپنی ذات سے زیادہ عزیز نہ ہو۔ پس ایک شخص نے جو راوی حدیث ہے عبدالرحمان سے کہا کہ تو ہمیشہ ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جس کے ذریعہ خدا دلوں کو زندہ کرتا ہے۔

شاید ایمان کا اولین درجہ یہ ہے کہ (مومن) کی محبت آل رسولؐ کے ساتھ ایسی ہو جیسی اپنی خاص اولاد سے یا وہ آل رسولؐ کے ذاتی خصائص، نفسی کمالات اور ان کی ان نعمتوں اور احسانات سے واقف ہو جو وہ بندوں کو بہم پہنچاتے ہیں اور ان پر کرتے ہیں اور اس کا کام اپنے علم و معرفت کی بنا پر اس جگہ پہنچے۔ سوائے اس سلسلہ معظمہ (آل رسولؐ) کے اس دنیا میں وہ کسی سے محبت نہ کرے اور اگر کسی سے محبت کرے بھی تو آل محمدؐ سے تعلق و انتساب کی بنا پر چاہے وہ محبت مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

اگر انسان نے اپنے امامؑ کی محبت کے خوشگوار شربت کا ایک گھونٹ بھی پیا ہو اور اس کے دل کا رشتہ آنجناب کے ساتھ فطرت اور ریاضت کے تقاضوں کے مطابق برقرار رہے تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کی نیند اڑ جائے اور کھانے پینے میں اسے کوئی لذت محسوس نہ ہو۔ خصال اور من لا یحضرہ الفقیہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: پانچ افراد ہیں جو سوتے نہیں۔ ان پانچ میں انہوں نے اس محبت کرنے والے کو بھی شمار کیا جو اپنے دوست کی جدائی میں مبتلا ہو۔ ایسا

شخص زیادہ غم سے دو چار ہوتا ہے اور قلق بڑھ جاتا ہے اور اضطراب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی نیند بالکل اڑ جاتی ہے۔ ایسا شخص جلیل و بزرگ ہوتا ہے اور اس میں شفقت بھی ہوتی ہے اور وہ ہزار باپوں سے بڑھ کر مہربان ہوتا ہے اور حاضر و ناظر لیکن حجاب الٰہی میں یوں پوشیدہ ہوتا ہے کہ نہ اس کے مرکز حکومت کی خبر ملتی ہے نہ اس کے محل اقامت کا سراغ' ہر کس و ناکس کو اس کے سوا کوئی کام نہیں کہ اسے تلاش کرے اور ہر منکر اور نا اہل سوائے اس کے بارے میں بات کرے اور کچھ نہیں کرتا۔

عیون میں امام رضاؑ سے مروی ہے کہ آنجنابؑ سے متعلق ایک خبر کے ذیل میں آپ نے فرمایا: کتنے زیادہ مومن اور کتنی زیادہ مومنات ہیں جو حضرت حجت علیہ السلام کی فرقت میں حیران و ششدر و متاسف ہیں اور دعائے ندبہ کے فقرات شریف میں بھی اشارہ ہوا ہے جس کا لب لباب یہ ہے۔

(آنجنابؑ ارواحنالہ الفدا کی صفات کے بارے میں کچھ باتوں کے بعد)

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کہاں مقیم ہیں آیا آپ رضوی میں رہتے ہیں یا ذی طوی میں۔

مجھ پر یہ گراں گزرتا ہے کہ تمام مخلوق کو دیکھوں اور آپ نظر نہ آئیں اور آپ کی آواز سنائی نہ دے۔

مجھ پر یہ بھی گراں گزرتا ہے کہ میں آپ کے احاطہ میں ہوں اور آپ تک نہ کوئی میرا نالہ پہنچے نہ شکایت۔

میری جان آپ پر فدا آپ ایسے غائب ہیں کہ آپ نے ہم سے علیحدگی اختیار نہیں کی ہے۔ میری جان آپ پر فدا آپ ایسے دور رہنے والے فرد ہیں کہ آپ ہم سے دور نہیں ہیں۔ (یعنی دل کے قریب ہیں۔)

میری جان آپ پر فدا کہ آپ مرد و زن میں سے ہر آرزو مند کی آرزو ہیں وہ آرزو مند جو آپ کو یاد کرتے ہیں اور نالہ و زاری کرتے ہیں۔

مجھ پر یہ گراں گزرتا ہے کہ میں تو آپ کے فراق میں آنسو بہا رہا ہوں اور ایک خلق خدا آپ سے بے تعلق ہے۔

مجھ پر یہ بھی گراں ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ وہ صورت حال نہیں ہے جو آپ کے ساتھ ہے۔ (یعنی وہ آرام سے سب کے سامنے ہیں۔)

کیا کوئی ایسا ساتھی ہے جس کے ساتھ مل کر میں اپنی گریہ و زاری کو طول دے سکوں۔

کیا کوئی بیتابی کا اظہار کرنے والا ہے کہ میں اس کے اظہار بے تابی میں شرکت کروں ہر ایسے وقت جب وہ تنہا ہو۔

کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کی آنکھ میں تنکا پڑا ہوا ہو اور میں اس کا ساتھ دوں۔

کیا آپ کی طرف جانے والا کوئی راستہ ہے اے فرزند رسولؐ کہ جناب تک پہنچ سکیں۔

کیا ہمارا دن آپ کے کل سے متصف ہو سکتا ہے کہ ہم محفوظ ہو جائیں اور فائدہ اٹھائیں کہ ہم سیراب کرنے والے چشمہ شیریں پر پہنچ جائیں اور سیراب ہوں۔

آپ کے خوشگوار پانی سے ہم کب سیراب ہوں گے۔

آپ ہمیں کب دیکھیں گے اور ہم آپ کو کب دیکھیں گے۔ وہ دن کون سے ہوں گے۔ کہ ہم صبح و شام آپ کی خدمت میں جائیں گے ایسی حالت میں کہ آپ کی نصرت اور فتح کا پرچم ہمارے ہاتھوں میں ہو گا۔

الغوث کے معنی

لغت نامہ دہ خدا کی رو سے استغاثہ کے لغوی معنی

استغاثہ (منتہی الارب) : فریاد کرنا (تاج المصادر بیہقی) فریاد رسی چاہنا (غیاث

اللغات) فریاد چاہت۔

استغوا : فریاد کرنا۔ و دخل المدینۃ (موسیؑ) علی حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلان ۔ ھذا من شیعتہ و ھذا من عدوہ۔ فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ فوکزہ (موسی) الخ قصص۱۵۔

غیاث : زاری ----- تضرع

استغاثہ کرون : مدد چاہنا

غوث : دوستی کرنا۔ مدد کرنا (اقرب الموارد) فریاد رسیدن (منتھی الارب۔ غیاث اللغتہ)

تغویث : و اغوثاہ کہنا (اقرب الموارد)

دیوان الغوث : مدد کی درخواست کا ادارہ' یہ ادارہ بلند مرتبہ کا ہوتا ہے اس میں حقوق کے بارے میں مشورہ دینے والے ہوتے ہیں اور منشی ہوتے ہیں۔ کوئی شخص جب ظلم و ستم کا شکار ہوتا ہے تو وہ اس ادارہ سے مدد کی درخواست کرتا ہے۔ (ذری جلد۲ ص۲۳۰) فریاد کو پہنچنے والا (منتھی الارب) ----- (غیاث اللغتہ) بندوں کی فریاد کو پہنچنے والا (مھذب الاسماء) وہ جو کسی سے مدد چاہتا ہے۔

و اغوثاہ : یعنی فریاد کو پہنچ (از فرہنگ ناظم الاطباء) پناہ گاہ اور امن کی جگہ (ذری جلد۲ ص۲۳۰)

کلمہ غوث قطب عالم کا خاص نام ہے

مرحوم سبزواری رحمتہ اللہ علیہ اپنی اسرار الحکم میں غوث کے معانی بیان کرتے ہیں۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے :

غوث کا لفظ الغیاث کے معنوں میں ہے اور الغیاث کے معنی امان اور پناہ ڈھونڈنے کے ہیں اور التجا کرنے کے ہیں شدید حالات کی صورت میں' عظیم مصیبت

اور اس عذاب کے خوف کی صورت میں جو بے تابی نگرانی خوف کی صورت میں لاحق ہو' ان حالات میں التجا کرنے والا شخص الغوث یا الغیاث کا لفظ زبان سے ادا کرتا ہے۔ کلمہ غوث' قطب عالم کا اسم خاص ہے اور اس قطب عالم سے مراد امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔ اسم خاص سے مراد مخصوص ہونا ہے اور دوسرے کو شرکت کا موقع نہ دینا ہے اور اس کو شریک نہ سمجھنا ہے۔ غوث کے لفظ سے کچھ کلمے قرآن میں ہیں۔ مومن و کافر کی زبان سے پناہ اور مدد کی طلب کے معنی میں ہے اور اس گروہ کو ان کی مختلف درخواستوں کے جواب میں خدا کی طرف سے جو جواب ملا ہو۔

ان تمام آیتوں میں جن میں استغاثہ اور یستغاث کے الفاظ آئے ہیں ایک سورۃ مبارک انفال ہے۔ جو جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آیت یہ ہے **اذ یستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممد کم بالف من الملکتہ مرد فین** ○ (الانفال ۹)

آیت کا ترجمہ : اس وقت کو یاد کرو جب تم پروردگار عالم کی بارگاہ میں استغاثہ کرتے تھے (کہ وہ تم کو دشمن پر غلبہ عطا کرے) پس اس نے تمہاری دعا قبول کی (وعدہ کیا) کہ میں ہزار فرشتوں کی ایک منظم فوج تمہاری مدد کے لئے بھیجتا ہوں اور اس فوج فرشتگان کو خدا نے فتح کی بشارت اور مژدہ بنا کر بھیجا تاکہ تمہارے دلوں کو اپنے وعدہ کے سلسلہ میں اطمینان عطا کرے۔ تفسیر پر توجہ کرنے کی صورت میں حقیقتاً یہ کہنا چاہئے کہ : یاد کرو اس وقت کو کہ جب اس شدت وحشت و اضطراب کے عالم میں جو تمہیں دشمنوں کی کثرت اور ان کے سامان حرب کی فراوانی کی وجہ سے تمہیں لاحق تھا تم خدا سے پناہ کے طلب گار تھے اور تم نے اپنا دست حاجت اس کی طرف بڑھایا تھا اور اس سے تم مدد کا تقاضا کرتے تھے۔ **(یستغیثون ربکم)**

تفسیر مجمع البیان میں ابن عباس کہتے ہیں (ترجمہ) بدر کے دن جس وقت لوگوں نے صفیں باندھیں تو ابوجہل نے کہا : پروردگار ہم میں جو نصرت اور مدد کا زیادہ مستحق ہو اس سے دوستی کر۔ مسلمانوں نے استغاثہ کیا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

جب پیغمبرؐ نے دشمن کی کثیر تعداد کو دیکھا تو آپ نے قبلہ رو ہو کر ارشاد فرمایا: **اللهم انجزلی ما وعدتنی اللهم ان تهلک هذه العصابته لا تعبد فی الارض**: پروردگار وہ وعدہ جو تو نے مجھ سے کیا ہے اس کو پورا فرما۔ پروردگار اگر یہ گروہ مومنین ختم ہو گیا تو زمین پر سے تیری عبادت اٹھ جائے گی یعنی کوئی تیرا عبادت گزار باقی نہیں رہے گا۔ اور پیغمبرؐ نے اپنے اس استغاثہ کو اس قدر طول دیا اور بار بار پیش کیا کہ آپ کی ردائے مبارک دوش پر سے زمین پر گر گئی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور پروردگار نے جبریل کو ہزار فرشتوں کے ساتھ بھیجا اس نے شیطان کو بھگایا اور مسلمانوں کی مدد کی۔ اس طرح کہ کافران کے ہاتھوں کی ضربت کو محسوس کرتے تھے۔

قابل توجہ نکتہ' نصرت اور غوث میں فرق

تفسیر اطیب البیان کے تحریر کرنے والے ذی شعور فرد (خدا ان پر اپنی رحمت نازل کرے) اس طرح تحریر کرتے ہیں:

اذ یستغیثون: استغاثہ' اغاثہ کی طلب ہے۔ مغیث فریاد کو پہنچنے والے فرد کو کہتے ہیں اور مستغیث فریاد رس کے طلب کرنے والے کو کہتے ہیں اور استغاثہ بلاؤں اور دشمن کے ہاتھ سے نجات کے معنی رکھتا ہے۔ استصار غلبہ کی طلب ہے دشمن کے مقابلہ میں' اسی لئے امام حسین علیہ السلام نے پہلے استصار فرمایا ہے اور کہا (**هل من ناصر ینصرنا**) کہ دشمن دفع ہو کسی نے جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد آپ نے پھر استغاثہ فرمایا کہ کوئی ہے جو مجھے دشمن کے شر سے بچائے۔ (**هل من مغیث یغیثنی**) تیسری مرتبہ فرمایا: اگر میری مدد نہیں کرتے اور پناہ نہیں دیتے تو کوئی ہے کہ میں رسول خداؐ کے حرم کو اس کے سپرد کر دوں تاکہ وہ ان کو مدینہ پہنچا دے۔ (**هل من ذاب یذب عن حرم رسول اللهؐ**) تشر اللئوم

باریک نظر اور عمیق توجہ: عالم امکان کے قطب اور غوث زمان حضرت صاحب

العصرؑ جو کمزوروں اور فریاد کرنے والوں کی پناہ ہیں اور ملجا و ماوا ہیں انہوں نے اپنے پروردگار سے وہی التجا کی ہے جو ان کے جد نامدار حضرت پیغمبر اسلامؐ نے جنگ بدر کے موقع پر کی تھی تو آنجنابؑ نے جب وہ متولد ہوئے تھے اور آپ نے سجدہ خداوندی میں اپنا سر مبارک زمین پر رکھا تھا اور سجدہ سے فارغ ہوکر جب سر زمین سے اٹھایا تھا تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کرکے اپنی شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا تھا اور عرض کیا تھا: **اللھم انجزلی ماعد تنی واتمم لی امری و ثبت و طاتی و املاء الارض بی عدلا و قسطاء** پروردگار سے استدعا کی کہ جو مجھ سے تو نے وعدہ کیا ہے اسے جلد پورا کر اور میرے امر کو مکمل کر اور انتہا تک پہنچا اور میرے قدم کو استوار رکھ اور زمین کو میرے ذریعہ عدل و داد سے پر کردے۔

(مصلح جہاں نامی کتاب سے منقول دیدگاہ قرآن سے جو مولف کتاب ہذا کی تالیف ہے ص۱۶)

دوسری آیت سورہ کہف کی آیت ۲۹ ہے۔ خدا فرماتا ہے:

قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر-----

آیت کا ترجمہ: تفسیر برہان میں محمد بن عباس سے اور اصول کافی میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جبریل یہ آیت لے کر زمین پر نازل ہوئے کہ: پروردگار کی جانب سے ولایت علیؑ کی خصوصیت کے بارے میں بات کرو پس جو چاہتا ہے وہ ایمان لے آئے اور جو کوئی کفر اختیار کرنا چاہتا ہے تو یقیناً ہم نے آل محمدؐ کے حقوق کے سلسلہ میں ظلم کرنے والوں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ **و ان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل**

ترجمہ: اگر یہ ظالم پیاس کی شدت کے نتیجے میں فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی کی شکل میں کی جائے گی جو اس تلچھٹ کی مانند ہوگا جو روغن کی تہہ میں جوش کھاتی ہو اور جو ان کے چہروں کی آب و تاب کو جھلس کر اور جلا کر رکھ دے گی۔ جس وقت وہ اس کو پینا چاہیں گے وہ پینا بہت برا ہے اور وہ آگ ان کی تکیہ گاہ

ہو گی۔ (ٹھکانہ ہو گی۔)

تفسیر برہان میں علی ابن ابراہیم نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے ذیل میں آپ نے خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے کہ: پروردگار عالم کی طرف سے جو حق ہے اسے بتاؤ (یعنی علیؑ کی ولایت کو) پس جو کوئی چاہتا ہے وہ اس پر ایمان لے آئے اور جو کافر ہو جانا پسند کرتا ہے (اس حق کے بارے میں) تو بالیقین ہم نے ایسے ظالموں کے لئے جو حق آل محمدؐ کو نہ مانیں آگ تیار کر رکھی ہے جو ان سب کا احاطہ کر لے گی اپنے پردوں کے ذریعہ اور اگر مدد طلب کریں گے تو اس کے جواب میں مہل جیسا پانی ہم انہیں دیں گے اور فرمایا کہ مہل وہ ہے جو شیرہ اور اصل روغن میں ہو اور ابل رہا ہو ان کے آب رخ کو جھلنے کے لئے یہ پینا بہت برا ہے اور یہ آگ بہت بری ہے۔ پھر خداوند عالم اس کو جسے اس نے مومنین کے لئے فراہم کیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: **و الذین امنوا و عملوا الصالحات انا لا نضیع اجرا" من احسن عملا" الی قولہ و حسنت مرتفقا"**

وہ خدا کے لغت نامہ کی رو سے قطب کے معنی

چکی کی لوہے کی کیلی (منتہی الارب)

کسی قوم کا سردار اور سربر آوردہ شخص جس پر ان کے کاموں کا انحصار ہو۔ (منتہی الارب، اقرب الموارد)

سپہ سالار اور شیخ یگانہ (منتہی الارب)

اس ولی کا لقب کہ عالم معنوی میں ملکی یا شہری انتظام حکم خدا کے نتیجے میں جس کے قبضہ اقتدار میں ہو۔ (آنند راج)

اصطلاح کی روح سے قطب کے معنی

عالی مرتبت شیعہ محدث مرحوم الحاج شیخ عباس قمی قدس روحہ سفینۃ البحار کی

جلد دوم میں ص ۴۳۸ پر یوں رقم طراز ہیں۔

فی القطب و الاو تاد و الابدال : قال الکفعمی فی حاشیہ مصباحہ قیل ان الارض لا تخلوا من القطب و اربعہ اوتاد و اربعین بد لا و سبعین نجیبا و ثلا ثماہ و ستین صالحا فالقطب ہو المھدی صلوات اللہ علیہ و لا تکون الاوتار اقل من اربعہ لان الدنیا کالخیمہ و المھدیؑ کالعمود و تلک الاربعہ اطناب و قد تکون الاو تاد اکثر من ثلا ثماہ و ستین۔

و الظاہر ان الخضر و الیاس علیھما السلام من الاو تاد فھما ملا صقان لدائرۃ القطب و اما صفتہ الاو تاد فھم قوم لا یغفلون عن ربھم طرفتہ عین و لا یجمعون من الدنیا الا البلاغ و لا تصدر منھم ھفوات البشر و لا یشترط فیھم العصمتہ و شرط ذلک فی القطب

و اما الابدال فدون ھوء لاء فی الرتبتہ و قد تصدر منھم الغفلہ فیتد ار کونھا بالتذکر و لا یتعملون ذنبا"۔ و اما النجباء فھم دون الابدال' و اما الصالحون فھم المتقون المو صو فون بالعدالہ و قد یصدر منھم الذنب فیتدار کونہ بالا ستغفار و الندم' قال اللہ تعالی : ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکر و افاذا ھم مبصرون (سورہ اعراف آیت ۲۰۱) ثم ذکر انہ اذا نقص واحد الی المراتب المذکورہ و ضع بدلہ من المرتبتہ الادنی و اذا نقص من الصالحین وضع بدلہ من سائر الناس واللہ الا علم

مرحوم الحاج شیخ عباس قمی کی قطب و ابدل و اوتاد کے بارے میں جو گفتگو ہے اس کا ترجمہ :

شیخ کفعمی مصباح کے حاشیہ پر تحریر کرتے ہیں : زمین قطب' چار اوتاد' چالیس ابدل' ستر نجیب اور تین سو ساٹھ صالحین سے خالی نہیں ہے۔ پس قطب حضرت مہدی صلوات اللہ علیہ ہیں اور اوتاد چار سے کم نہیں ہوتے اس لئے کہ دنیا خیمے کی مانند ہے اور مہدی صاحب الزمانؑ عمود کی مانند ہیں اور یہ چاروں افراد خیمے کی طنابوں کی

طرح ہیں۔ ابدال چالیس سے زیادہ اور نجبا ستر سے زیادہ اور صالحین تین سو ساٹھ سے زیادہ اور ظاہر یہ ہے کہ خضر و الیاس اوتاد ہیں پس وہ دائرہ قطب سے ملحق ہیں۔ جہاں تک اوتاد کی صفات کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی قوم ہیں جو غفلت کا شکار نہیں ہوتی، پروردگار کے معاملہ میں پلک جھپکنے کے برابر بھی اور مال دنیا ایک روز کی غذا سے زیادہ جمع نہیں کرتی ان سے غلط کام سرزد نہیں ہوتے۔ البتہ عصمت ان کے لئے شرط نہیں ہے۔ ان میں فعل قبیح کی شرط ہے۔ سہو و نسیان کی شرط نہیں ہاں البتہ قطب کے لئے سہو و نسیان کی بھی شرط ہے۔ رہ گئے ابدال تو وہ ان سے کم درجہ پر فائز ہیں، مراقبت میں۔ ان سے کبھی کبھی غفلت سرزد ہو جاتی ہے۔ جس کا تدارک وہ یاد الٰہی کے ذریعے کرتے ہیں۔ اور وہ دیدہ و دانستہ گناہ نہیں کرتے۔ نجبا جو ہیں وہ ابدال سے کم درجہ کے ہیں۔ صالحین جو ہیں وہ پرہیز گار ہیں جو عدالت کی صفت اپنے اندر رکھتے ہیں ان سے کبھی کبھی گناہ ہو جاتا ہے۔ جس کا تدارک وہ پشیمانی اور استغفار سے کرتے ہیں۔ پروردگار عالم نے فرمایا ہے : **ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون**

پس فرمایا کہ جب کبھی اس مرتبہ کے لوگوں میں سے کوئی کم ہو جاتا ہے جن کا ابھی تذکرہ ہوا تو اس کی جگہ اس سے کم درجہ کا فرد مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب کوئی صالحین میں سے کم ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ تمام افراد میں سے کوئی فائز کر دیا جاتا ہے۔

بلند مرتبہ شیعہ محدث الحاج عباس قمی قدس سرہ نے اپنی کتاب سفینۃ البحار میں مذکورہ بالا آیت کو صالحین پر منطبق کیا ہے۔ (جلد ۲ ص ۴۳۸)

امام زمانہؑ کو قطب کہنے کا سبب

آئمہؑ کی احادیث میں وارد ہے کہ جہاں دو رخوں پر گردش کرتا ہے تاکہ خود کو

اس نقطہ واقعی پر پہنچا دے جہاں سے وہ شروع ہوا تھا۔ تمام دنیا حرکت کرتی ہے اپنے گرد اور اس کو جاری رکھتی ہے تاکہ وہاں پہنچ جائے جہاں سے اس کی ابتدا ہوئی تھی۔ دنیا کیوں گھومتی ہے اور اس کا یہ دور وجود امامؑ کے گرد کیوں ہو؟ وہ اس لئے ہے کہ امام زمانہ حضرت قائم آل محمدؑ ولایت کے خاتم اور آفاق و انفس کے خاتم ہیں۔ پروردگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے **سنریھم ایتنا فی الافاق و فی الانفس** ہم دکھاتے ہیں آیات انفسی و آفاقی یعنی عالم ملک ملکوت کو اس عالم ناسوت میں، اور عالم لاھوت میں تاکہ عالم جبروت خود کو ظاہر کر دے اور اسی طرح وہ ولایت کے خاتم ہیں۔ قرآن ہیں، حقیقت قرآن ہیں، شرع ہیں یعنی شریعت اسلام ہیں اور دین ہیں اور اس بات پر دلیل یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ کل **لان الکل موقوف علیہ** سب کا وجود ان کے وجود کے طفیل ہے۔ اور وہ خدا کے حکم سے ولایت تکوینیہ کے حامل ہیں اس لئے کہ ----- وہ "میلہ ای" ہیں جس کے وسیلے سے جہاں دورہ کرتا ہے اور جہان کا وجود پائیدار نہ رہے گا مگر قطب کے ہوتے ہوئے۔ اور باقی بھی رہے گا تو قطب کے ہونے سے۔ پن چکی کی مانند جو کیلی اور قطب کے وسیلے سے گردش کرتی ہے اور نفع نقصان پہنچاتی ہے۔ اگر پن چکی میں کیلی نہ ہو تو اس سے کسی قسم کا نفع و نقصان نہ پہنچتا اور دنیا میں قطب یعنی قائم آل محمدؑ نہ ہوں تو وہ گردش نہ کرے۔ **لولا الحجتہ لساخت الارض باھلھا** اگر حجت نہ ہو تو زمین اپنے تمام ساکنوں کو نگل لے۔

اور قطب عالم امکان اور غوث زمان ہر زمانے میں صرف ایک ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اوتاد و ابدال و نقبا و نجبا غوث سے مدد طلب کرتے ہیں جو جامع فرد ہوتا ہے۔ یعنی وہ ایسا فرد ہے کہ غوث، فرد اور قطب یہ تینوں الفاظ اس کے لئے مناسب ہیں اور غوث کسی غوث سے امداد طلب نہیں کرتا اور اس بات کا قطعی و لازمی مفہوم یہ ہے کہ غوث ہمیشہ ایک ہوتا ہے کہ باقی اس سے مدد طلب کریں۔

توجہ رکھنی چاہئے کہ علما کی گفتگو اور جو اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں غوث، امام اور فرد کے عنوان، پر ان سب سے مراد قائم آل محمدؑ ہیں کہ وہ صاحب الامرؑ ہیں یعنی

پروردگار عالم کے حکم کے منتظر ہیں صاحب الزمان ہیں یعنی گردش روزگار کے امور ان ہی سے وابستہ ہیں۔ مہدی ہیں یعنی ہدایت یافتہ ہیں پروردگار عالم کی طرف سے اس آیت کے مطابق **افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی** ----- وہ جو اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے ہدایت کرنے کے لئے زیادہ شائستہ اور سزاوار ہے یا وہ جس کی ہدایت نہیں ہوئی اور وہ خود محتاج ہدایت ہے۔

منتظر ہے یعنی سب اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ دنیا کو عدل و داد سے پر کر دے۔ چنانچہ حکما کے نزدیک مدبر عالم کے کلمہ سے مختص ہوا ہے اسی طرح یہ انسان المدینہ (شہر) قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انہی کا وجود مبارک ہے جو ارسطو کے تصور اور آرزو کے مطابق تمام دنیا میں مدینہ فاضلہ کی بنیاد رکھتا ہے۔

اور وہی ہے جو فار قلیط کے نام سے موسوم ہے کتاب انجیل میں چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم جو جملے تم سے کہتے ہیں وہ نازل ہوئے ہیں لیکن ان کلموں کی تفسیر کیلئے ہے وہ بعد میں ظاہر ہو گی جسے فار قلیط کہتے ہیں وہ آخر زمانہ میں آئے گا۔

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ حکما' فلاسفہ' عرفا جب بھی لفظ غوث کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد قائم آل محمدؐ ہوتے ہیں۔ یہی خصوصیت ہے جس کی بنا پر صدوق اپنی کتاب اکمال الدین میں اس طرح تحریر کرتے ہیں تفسیر قرآن کے سلسلہ میں کہ "قرآن کی کوئی شخص بھی اس کی صحت' حقیقت اور واقعیت کے ساتھ قرات نہیں کرتا سوائے قائم آل محمدؐ کے۔"

دعاؤں کی کتابوں میں اور ان سے ملتی جلتی کتب میں مثال کے طور پر عدہ الداعی ابن فہد حلی' کامل الزیارۃ ابن قولویہ' اقبال ----- مجمع الدعوات ----- جمال الاسبوع ابن طاؤس' زاد المعاد مرحوم مجلسی' المراقبات السنہ مرزا جواد آقا ملکی' مفاتیح الجنان الحاج شیخ عباس قمی ان سب میں جہاں کہیں لفظ غوث آیا ہے تو اس میں کبھی اس کے ذریعہ پروردگار عالم سے خطاب ہے اور کبھی امامؑ کی مقدس بارگاہ سے۔

دعائے فرج کی عبارتوں کے متن پر توجہ فرمائیں

دعائے فرج میں ان عبارتوں کے بعد **یا محمدؐ یا علیؑ ----- یا علیؑ یا محمدؐ ----- اکفیانی فانکما کافیان و انصرانی فانکما ناصران غوث زمان** حضرت صاحب الزمان سے استغاثہ **(روحی و ارواح العالمین لہ الفدا)** کیا ہے۔ ہم پیش کرتے ہیں **یا مولای یا صاحب الزمان الغوث الغوث الغوث ادرکنی ادرکنی ادرکنی** کلمہ الغوث کی تکرار بذات خود انتہائی لجاجت و گریہ و زاری اور شدت احتیاج و التجا پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ بات خود اس موضوع تک پہنچاتی ہے کہ حضرت (روحی فداہ) پروردگار عالم کی جانب سے پناہ و ملجا و ماوا ہیں کہ آدمی دنیا کے ہر مقام پر انتہائی شدت اضطراب میں آنجناب کی طرف سر تسلیم خم کرکے آپ سے پناہ کا طالب ہوتا ہے اور مدد طلب کرتا ہے۔ ایک نیک خو شاعر نے کیا عمدہ اشعار کہے ہیں۔

منتظراں را بلب آمد نفس　　اے زتو فریاد بفریاد رس
یک نظر از راہ عنایت کنی　　جملہ مہمات کفایت کنی

ترجمہ اشعار: انتظار کرنے والوں کی جان لبوں پر آگئی اے وہ کہ جس سے میں فریاد کر رہا ہوں۔ میری فریاد کو پہنچ۔ مجھ پر ایک عنایت کی نظر ڈال جو تمام مشکلات کے لئے کافی ہو گی۔

ایک اور نیک بخت شاعر مرحوم طوفانی خراسانی ان اشعار میں جن میں التجا کی کیفیت ہے اس طرح کہتے ہیں:

امروز خانہ دل بے توصفا ندارد　　جائیکہ دوست بنود آنجا صفا ندارد

یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں:

اے آیت الٰہی برے کساں پناہی　　غیر از تو دوستانت ہیچ التجا ندارد
از جور دشمن دوں ہستیم زار و دلخوں　　دریاب عاجزی را کو دست و پاندارد

ہر چند پر گناہیم از دوستان شاہیم　　جز لطف تو تمنا ایں بی نوا ندارد
از ما خطا و لغزش از توست عفو و بخشش　　سلطان بزیر دستان جز این روا ندارد

اشعار کا ترجمہ : آج دل کا مسکن تیرے نہ ہونے سے صدق و صفا سے محروم ہے۔ وہ مقام جہاں دوست نہیں ہوتا اس میں شوشی نہیں ہوتی۔

اے خدا کی آیت! بے کسوں کو پناہ عطا فرما۔ تیرے دوست تیرے علاوہ کسی اور شے کی التجا نہیں کرتے۔ کمینے دشمن کے ظلم سے ہم کمزور ہیں اور ہمارا دل خون ہو چکا ہے۔ تو ایک ایسے عاجز کو پالے کہ جس کے ہاتھ پیر نہیں ہیں (یعنی بالکل عاجز و بے بس ہے) اگرچہ ہم گناہوں سے لبریز ہیں لیکن بادشاہ کے دوستوں میں سے ہیں۔ تیرے کرم کے سوا میں بے نوا اور کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتا۔ ہم سے خطائیں اور لغزشیں سرزد ہو رہی ہیں اور تیری طرف سے عفو اور بخشش کا اظہار ہو رہا ہے بادشاہ کمزوروں کے لئے اس کے علاوہ اور کسی چیز کو روا نہیں رکھتا۔

امام زمانؑ سے استغاثہ

عالی مرتبہ شیعہ محدث نے اپنی مفاتیح الجنان میں خود اس استغاثہ کے عنوان کے تحت جو امام زمانہؑ سے کیا گیا ہو اس طرح بیان کیا ہے : سید علی خاں نے اپنی ”کلمہ طیب“ میں فرمایا ہے کہ یہ استغاثہ ہے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی بارگاہ میں خواہ تم کہیں بھی ہو، دو رکعت نماز پڑھو، اس میں سورہ حمد کے ساتھ چاہے جو سورہ پڑھو اور روبہ قبلہ ہو کر آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر کہو سَلَامُ اللّٰهِ الْكَامِلُ التَّامُّ الشَّامِلُ الْعَامُّ وَصَلَوَاتُهُ الدَّائِمَةُ الْقَائِمَةُ التَّامَّةُ عَلٰى حُجَّتِهِ اللّٰهِ وَوَلِيِّهِ فِي اَرْضِهِ وَبِلَادِهِ۔

اس استغاثہ کے آخر میں اَشْهَدُ اَنَّكَ الْاِمَامُ الْمَهْدِيُّ قَوْلاً وَفِعْلاً کہنے کے

بعد (یعنی آپ کی ولایت و امامت کی گواہی دیتا ہوں آپ عالم کے پیشوا اور رہنما ہیں۔ گفتار و کردار کے اعتبار سے آپ ہی ہیں جو دنیا کو عدل و داد سے پر کردیں گے۔) یہ آیت پڑھنے کے بعد **وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ** آئمہ" کے حکم کے مطابق استغاثہ کرنے والا یہ عرض کرے **"يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ حَاجَتِي كَذَا وَ كَذَا"** (کذا وکذا کی جگہ اپنی حاجت بیان کرے۔) اس کے بعد کہے **"فَاشْفَعْ لِي فِي نَجَاحِهَا"** پس میری حاجتوں کے پورا کرنے کی درگاہ خدا میں دعا فرمایئے۔ **"تَوَجَّهْتُ إِلَيْكَ بِحَاجَتِي لِعِلْمِي أَنَّ لَكَ عِنْدَ اللَّهِ شَفَاعَةً مَقْبُولَةً وَ مَقَاماً" مَحْمُوداً"** کہ میں اپنی حاجت کے بر آنے کے سلسلہ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور وہ اس لئے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کی شفاعت بارگاہ خدا میں مقبول ہے اور اس کی نظر میں آپ کا مقام بلند بھی ہے اور پسندیدہ بھی۔

"فَبِحَقِّ مَنِ اخْتَصَّكُمْ بِأَمْرِهِ وَ ارْتَضَاكُمْ لِسِرِّهِ وَ بِالشَّأْنِ الَّذِي لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُ سَلِ اللَّهَ تَعَالَى فِي نُجْحِ طَلِبَتِي وَ إِجَابَةِ دَعْوَتِي وَ كَشْفِ كُرْبَتِي"

پس اس کے حق کا واسطہ جس نے آپ کو اپنے فرمان خلافت کے لئے مختص کیا ہے اور اپنے اسرار علم کی حفاظت کے لئے منتخب کیا ہے اور اس حق کا واسطہ جو آپ کے اس مرتبہ سے متعلق ہے جو خدا کی بارگاہ میں آپ کا ہے خدا سے درخواست کیجئے کہ میری تمام حاجتیں پوری کردے اور میری دعاؤں کو مستجاب کرے اور میرے رنج و غم کو برطرف کردے۔

اسی طرح مفاتیح الجنان میں حضرت صاحب الامرؑ کی زیارت کے ضمن میں تحریر ہے۔ شیخ جلیل احمد بن ابی طالب طبرسی نے اپنی کتاب "احتجاج" میں روایت کی ہے کہ محمد حمیری نے جب کچھ مسئلے دریافت کئے تو اس کے جواب میں ناحیہ مقدسہ سے جواب آیا۔ **"بسم الله الرحمن الرحيم لا لامره تعقلون و لا من اولیائه تقولون"** حضرت نے یہ حکم صادر فرمایا: جب چاہو خدائے تبارک و

تعالی کی طرف ہمارے وسیلہ سے توجہ کرو اور ہماری طرف۔ پس کہو جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے: **"سلام علی ال لیس السلام علیک یا داعی اللہ و ربانی ایاتہ"** اے امام زمانؑ آپ پر سلام ہو اے مخلوق کو خدا کی طرف بلانے والے۔ یہاں تک کہ فرماتا ہے: **السلام علیک ایھا العلم المنصوب و العلم المصبوب و الغوث و الرحمتہ الواسعہ** اے خدا کے وعدہ آپ پر میرا سلام ہو (عالم کی سلطنت الہیہ کا آپ سے وعدہ) اس وعدہ نے یہ ضمانت دی ہے کہ آپ زمین کو ظلم و جور سے پر ہو جانے کے بعد عدل و داد سے پر کریں گے۔ اے عدل خدا کے بلند شدہ علم۔

اس وجہ سے حکم دیا گیا ہے کہ ایام غیبت میں دعائے فرج کو زیادہ پڑھا کرو اس لئے کہ تمہاری بھی کشائش ہو جائے۔ چنانچہ کتاب احتجاج میں جلد۲ صفحہ ۲۸۴ پر حضرت کا حکم تحریر ہے: **"و اکثروا الدعا بتعجیل الفرج فان ذلک فرجکم"**

اور اسی طرح فرمایا ہے: **"و توقعوا الفرج صباحا" و مساء"** ہر صبح و شام پروردگار عالم سے ہماری عہد کشائش کی درخواست کرو اور صبح و مساء کشائش و کامرانی کے انتظار میں رہو۔

مزید فرمایا ہے: **توقع امر صاحبک لیلک و نہارک**

اس تحریر پر جو امام حسن عسکریؑ نے ابو الحسن علی بن بابویہ والد شیخ صدوق کو لکھوائی ہے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ **"فاصبر یا شیخی و معتمدی ابا الحسن و امر جمیع شیعتی بالصبر"** اے میرے بوڑھے با اعتماد دوست صبر اختیار کر اور میرے تمام شیعوں کو صبر و شکیب اور برد باری کی ترغیت دے دنیا خدا کی ملکیت ہے وہ اسے جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور اس کا سرانجام پرہیز گاروں سے ہو گا۔

اس حقیقت کی طرف توجہ ہونی چاہئے کہ امام زمانہؑ رب الارض ہیں جو

زمین کو اپنے نور سے منور فرماتے ہیں جیسا کہ سورہ زمر کی ۶۹ ویں آیت "و اشرقت الارض بنور ربها" کی تفسیر میں معصومینؑ سے منقول ہے کہ: علی بن ابراہیم ------ نے مفضل بن عمر سے انہوں نے ابو عبداللہ سے سنا کہ وہ "واشرقت الارض بنور ربها" کے ذیل میں فرما رہے تھے رب الارض یعنی امام الارض میں نے کہا "فاذا خرج یکون ماذا؟ و قال امامؑ: اذا" یستغنی الناس عن ضوء الشمس و القمر و یجتزون بنور الامام" (تفسیر برہان جلد ۴ ص ۸۷)

مندرجہ بالا حدیث کا ترجمہ: امام جعفر صادقؑ نے "و اشرقت الارض بنور ربها" کی تفسیر کے ذیل میں فرمایا کہ رب الارض سے مراد امام الارض ہے یعنی امام زمانہؑ۔ سوال کیا گیا کہ جب امامؑ ظاہر ہو گا تو سورج کا کیا ہو گا۔ امامؑ نے فرمایا اس وقت لوگ سورج اور چاند کی ضیا سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اور لوگ امامؑ کے نور سے روشنی حاصل کریں گے اور ان سے کسب نور کریں گے۔ تمام امور ظاہری و باطنی میں۔

کتاب حذا کا مولف "مصلح جہان" نامی کتاب میں (طبع جیبی) ص ۲۰۰ پر "واشرقت الارض بنور ربها" کے عنوان کے تحت یہ تحریر کرتا ہے۔ یہ بات آقائے سید جمال الدین استربادی سے منقول ہے انہوں نے "امام خورشید جہان افروز" کے عنوان کے تحت تحریر کیا ہے کہ زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائے گی اور خلق کے اعمال پر عدل الٰہی کے مطابق حکم ہو گا اور کسی پر ظلم نہ ہو گا۔

"تحفتہ المہدیہ" کے ص ۲۴۸ پر "واشرقت الارض بنور ربها" کے ذیل میں یہ تحریر ہے یعنی زمین روشن ہوئی اپنے تربیت کرنے والے کے نور سے۔

شیخ مفید کی "ارشاد" میں امام جعفر صادقؑ سے یوں روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قائم آل محمدؐ کا ظہور ہو گا تو زمین اپنے تربیت کرنے والے کے نور سے روشن ہو جائے گی اور لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں

گے۔

محدث قمی "سفینہ" کی جلد ۲ کے ص ۶۱۵ پر باب نور میں امام محمد باقرؑ سے ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ابو خالد سے فرمایا: اے ابو خالد کہ اس نور سے مراد جو **"فآمنوا باللہ و رسولہ و النور الذی انزلنا"** میں مذکور ہے یہ ہے کہ امامؑ کا نور اس کی روشنی مومنین کے قلوب میں اپنی آب و تاب کے مطابق سورج کی اس روشنی سے زیادہ ہوتی ہے۔ جو دن کے وقت ہو اور قسم خدا کی اس گروہ مومنین کے دل امامؑ کے نور سے منور ہوتے ہیں۔

راغب اصفہانی "مفردات قرآن" نامی کتاب کے صفحہ ۵۰۸ پر تحریر کرتا ہے کہ نور، روشنی سے عبارت ہے جو آنکھوں تک پہنچتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک عقلی دوسری حسی۔ عقلی روشنی یہ ہے کہ نور الٰہی کے ذریعہ کسی کا دل بصارت و بینائی پیدا کر لے۔ نور قرآن و امام کی طرح۔

ابو جعفر محمد بن جریر طبری روایتوں کے ذکر کے بعد خبر کی سند کو مفضل بن عمر جعفی تک پہنچاتا ہے وہ کہتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"ان قائمنا اذا قام اشرقت الارض بنور ربها و استغنی العباد و صار اللیل و النهار واحدا و عاش الرجال فی زمانه الف سنته۔" زمین سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائے گی اور رات دن ایک طرح کے ہوں گے۔ اندھیرا نہ ہو گا اور اس وقت ہر آدمی کی زندگی ہزار سال کی ہو گی۔

"ینابیع المودۃ" میں ص ۴۸۸ پر ابو سعید خدری سے روایت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

زمین کے لوگ امام زمانہؑ کے وجود کی برکت سے اس وقت جب آپ ظہور فرمائیں گے اس طرح بہرہ مند ہوں گے اور نعمت اور روزی اس قدر فراواں ہو گی کہ اس طرح کی فراوانی نہ کبھی آنکھوں سے دیکھی ہو گی نہ کانوں سے سنی ہو گی۔

آخر میں الغیاث کے موضوع کے اختتام پر حسن مقطع کے طور پر مرحوم حاجی شیخ محمد حسین غروی اصفہانی معروف بہ کمپانی کے اشعار اس مبحث کے خاتمہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

در سرے نیست کہ سودائے سرکوئے تونیست
دل سودا زدہ را جز ہوس روئے تونیست
سینہ غم زدہ ای نیست کہ بی روی و ریا
ھدف تیر کماں خانہ ابروئے تونیست
جگری نیست کہ از سوز غمت نیست کباب
با دلی تشنہ لعل لب دلجوئی تونیست
عارفان را زکمند تو گریزی نبود
دام این سلسلہ جز حلقہ گیسوئی تونیست
نسخہ دفتر حسن تو کتاب است مبین
و ربود نکتہ سر بستہ بجز موئی تونیست
ماہ تابندہ بود بندہ آن نور جبین
مہر رخشندہ بجز غرہ نیکوئی تونیست
خضر عمری است کہ سرگشتۂ کوئی تو بود
چشمہ نوش بجز قطرہ ای از جوئی تونیست
نیست شہرے کہ ز آشوب تو غوغائے نیست
محفلی نیست کہ شوری زھیا ہوئی تونیست
(مفتقر) در خم چوگان تو گوئی گویی است
چرخ با آن عظمت نیز بجز گوئے تونیست

ترجمہ اشعار: کوئی سر ایسا نہیں جس میں تیرے کوچہ کا سودا نہ ہو۔ وہ دل جس کو تیرا عشق ہے اس کو سوائے تیرے چہرہ کے دیدار کی خواہش کے اور

کچھ درکار نہیں ہے۔

ایسا کوئی غم زدہ سینہ نہیں ہے کہ بغیر کسی چون و چرا کے جو تیری کمان ابرو کے تیر کا شکار نہ ہو۔

کوئی جگر ایسا نہیں ہے جو تیرے سوز غم سے کباب نہ ہو۔ اور اس کو تیرے لعل لب دلجو کی پیاس نہ ہو۔

عارفوں کے لئے تیرے کمند سے گریز ممکن نہیں ہے۔ اور اس سلسلہ کا جو جال ہے وہ تیرے حلقہ گیسو کے سوا اور کوئی نہیں۔

ترے حسن کے دفتر کا نسخہ ایک کتاب مبین ہے۔ اور اگر اس میں کوئی نکتہ سربستہ ہے تو وہ تیرا بال ہے۔

اس پیشانی کا ماہ تاباں غلام ہے۔ اور مہر درخشاں سوائے تیری عمدہ ابتدا کے اور کچھ نہیں ہے۔

ایک عمر ہو گئی کہ خضرؑ تیرے کوچہ میں سرگرداں ہیں۔ چشمہ آب حیات تیری نہر کے ایک قطرہ کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

کوئی شہر ایسا نہیں جس میں تیرا شہرہ نہ ہو۔ کوئی محفل ایسی نہیں جس میں تیرا شور حیا ہو نہ ہو۔ آسمان اس عظمت کے باوصف تیری گیند کے سوا اور کچھ نہیں۔

الغیاث کا ورد

تنہائی کا عالم ہو کسی سے بات نہ کی جائے اور ہزار بار یہ کہے۔

"یا مغیث اغثنی بحق بسم اللہ الرحمن الرحیم یا صاحب الرائے والسمع بحق طٰہٰ و یٰسٓ" اور سخت برے حالات میں ۱۵۱۱ مرتبہ کہے : **"یا غیاث المستغثین یا فاطر یا فرد یا فتاح یا فالق"**

چودہواں باب

امام زمانہؑ کی خصوصیتیں

پروردگار عالم نے امام زمانہؑ کو سات امتیازات مرحمت فرمائے ہیں

آئمہ علیہم السلام کے لئے پروردگار عالم کی طرف سے ----- خصوصاً امام زمانہؑ کے لئے شب معراج میں انعامات (فیض کا شانی کی "النوادر" صفحہ ۱۴۹ مطبعۃ الشہدا قم ۱۴۰۴)

المجالس عن النبیؐ قال لما عرج بی الی السماء السابعۃ و منھا الی سدرۃ المنتھی و من سدرۃ المنتھی الی حجب النور نادانی ربی جل جلالہ یا محمدؐ انت عبدی و انا ربک فلی فاخضع و ایای فاعبد و علی فتوکل و بی فثق فانی قد رضیت بک عبداً و حبیباً و رسولاً و نبیاً و باخیک علی خلیفتہ و باباً فھو حجتی علی عبادی و امام لخلقی بہ یعرف اولیائی من اعدائی و بہ تمیز حزب الشیطن من حزبی و بہ یقام دینی و یحفظ حدودی و تنفذ احکامی و بک و بہ و بالائمتہ من ولدہ ارحم عبادی و امائی و بالقائمؑ منکم

(۱) اعمر ارضی بتسبیحی و تقدیسی و تھلیلی و تکبیری و تمجیدی (۲) و بہ اطھر الارض من اعدائی و اورثھا اولیائی (۳) و بہ اجعل کلمتہ الذین کفروا بہ

السفلی و کلمتہ العلیاء (۴) و بہ احیی عبادی و بلا د ی بعلمی (۵) و لہ اظہر الکنوز و الخزاء ین و النخائر بمشیتی (٦) و ایدہ اظہر علی الا شرار و الضمائر بلزادتی (۷) و ایدہ بملائکتی لتویدہ علی انفاذ امری و اعلان دینی فلک ولی حقا و مہدی عبادی صدقا"

ترجمہ فیض کاشانی کتاب النوادر ص ۱۴۹ طبع مکتبہ شہید قم منقول از کتاب مجالس شیخ مفید"

رسول خداؐ نے فرمایا: شب معراج، جب میں ساتویں آسمان سے گزرا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا اور سدرۃ المنتہیٰ سے حجاب ہائے نور میں وارد ہوا تو پروردگار عالم نے مجھ سے پکار کر کہا: اے محمدؐ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب اور پروردگار ہوں میرے سامنے جھک اور میری عبادت کر اور مجھ پر بھروسہ کر اور امور کی تنظیم کی مجھ سے خواہش کر اور کاموں میں مجھ سے مدد طلب کر، کسی اور سے نہیں۔ میں اس سے خوش ہوں کہ میں نے تجھے اپنا بندہ، دوست، رسولؐ اور نبی بنایا ہے۔ اور اس پر بھی راضی ہوں کہ علیؑ میرے بندوں پر حجت اور ان کا امام و پیشوا ہو گا۔ اور اس علیؑ کے وسیلہ سے میرے دوستوں اور دشمنوں میں امتیاز ہوتا ہے۔ اور اسی علیؑ کے وسیلہ سے حزب شیطان اور حزب رحمان میں تمیز ہو گی۔ اور اسی علیؑ کے وسیلہ سے دین باقی رہے گا اسے پائیداری نصیب ہو گی۔ حدود الٰہی محفوظ رہیں گی اور احکام کا اجرا ہو گا۔ اور علیؑ اور اس کی نسل میں سے ہونے والے معصومینؑ کی وجہ سے میں اپنے بندوں پر نظر کرم کروں گا۔

و بالقائم منکم اعمر ارضی ----- اور قائمؑ (امام زمانہؑ) کے وسیلہ سے کہ وہ بھی اسی علیؑ کی نسل سے ہے۔ میں نے اسی کے لئے امتیازات مقرر کئے ہیں۔ وہ امتیازات مندرجہ ذیل سے عبارت ہیں۔

اعمر ارضی۔ زمین اور جہان اس کے وجود کے طفیل میں آباد ہو گا اور ہر

وہ تسبیح و تہلیل و تمجید و تکبیر جو میرے لئے مخلوق بجا لاتی ہے اسی کے وجوہ کے طفیل میں ہو گی۔

تثبت الارض و السماء و بیمنہ رزق الوری چنانچہ فرمایا ہے **لو لاک لما خلقت الا فلاک** اور فرمایا ہے **بنا عبداللہ و بنا عرف اللہ** ہم ہیں جن کی وجہ سے خدا کی عبادت ہوئی اور وہ پہچانا گیا۔ گذشتہ اس حدیث سے جو شیخ صدوقؒ نے امام محمد باقرؑ سے بیان کی ہے کہ حضرت ایک حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:
ان اللہ تبارک و تعالی جعلنا حجتہ فی ارضہ و امانا" فی الارض لاھل الارض لم یزا لوا فی امان یقیناً خدا نے ہم کو زمین میں اپنی حجت قرار دیا ہے اور زمین کے لئے اور ساکنان زمین کے لئے امان قرار دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے لوگ زمین میں دھنس جانے سے محفوظ ہیں۔ جب تک کہ ہم ان کے درمیان موجود ہیں۔
فاذا اراد اللہ ان یھلکم ثم لم یمھلھم و لا ینظر ھم اور جب خدا بندوں کو ہلاک کرنا چاہے گا اور انہیں مزید مہلت دینا پسند نہیں کرے گا اور نظر کرم سب کی طرف سے ہٹا لے گا تو ہم کو لوگوں کے درمیان سے اٹھا لے گا اور اوپر لے جائے گا۔

اسی وجہ سے زیارۃ جامعہ میں (انہوں نے خود اس کی تاکید فرمائی ہے کہ انسان اس زیارت کو مستقل طور پر پڑھے' زیادہ سے زیادہ پڑھے' بلکہ ہر روز پڑھا کرے) سید رشتی سے کہا (جامعہ پڑھئے۔)

اور مفاتیح الجنان کے صفحہ ۱۰۱۱ پر جو مصباح زادہ کے طرز تحریر اور یونیورسٹی کے استاد مرحوم قمشہ ای مطبوعہ مکتبہ علمی تہران ۱۳۸۳ھ کی ترجمہ کی ہوئی ہے اور "نجم الثاقب" میں شیخ نے حکایت بیان کی ہے کہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زیارت جامعہ کو مستقل طور پر پڑھنا چاہئے اور اس سے غفلت نہیں کرنی چاہئے۔

زیارت جامعہ پر توجہ

اس کے بعد کہ جب زائر آئمہ طاہرین کے صحن مقدس میں یہ عرض کرتا ہے موالی **لا احصی شانکم و لا ابلغ من المدح کنھکم و من الوصف قدر کم** (یعنی اے میرے پیشواؤ! آپ کی صفات کمالیہ اتنی ہیں کہ میں اپنی مدح میں ان کا احاطہ نہیں کر سکتا اور آپ کی مدح و توصیف اور قدر و منزلت کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا) تو اس کے بعد یہ کہتا ہے۔

بکم فتح اللہ و بکم یختم اللہ و بکم ینزل الغیث و بکم یمسک السماء ان تقع علی الارض و بکم ینفس الھم و یکشف الضر (ای و بکم) اے خدا کی حجتو! پروردگار عالم نے تم ہی سے زمانے کی ابتدا کی ہے اور تم ہی پر خدا کتاب حیات کو ختم کر دے گا۔ تمہارے ہی وسیلہ سے خدا نے نزول باراں کیا ہے اور تمہارے ہی ذریعہ آسمان کو قائم رکھا ہے اور تمہارے ہی وسیلہ سے وہ دلوں سے رنج و غم و اندوہ کو دور کرتا ہے اور تمہارے ہی وسیلہ سے اسرار کا انکشاف کرتا ہے۔

اور پھر ہم کہتے ہیں : **و لکم المودۃ الواجبہ و الدرجات الرفیعہ و المقام المحمود و المکان المعلوم عند اللہ و الجاہ العظیم و الشان الکبیر و الشفاعتہ المقبولہ**

تمہاری ولایت اور دوستی کے وسیلہ سے مخلوق کی اطاعت درجہ قبولیت پر فائز ہوتی ہے۔ پروردگار نے تمہاری دوستی مخلوق پر واجب قرار دی ہے اور تم کو خدائے عزوجل کی ل بارگاہ میں درجات رفیع، مقام محمود، منزلت عالی معلوم، عظیم عزت و جاہ، شان عظیم اور مقام شفاعت مقبول حاصل ہو۔

ایسا ہی امام زمانہؑ کی توقیع میں مندرج ہے جو آپ نے ایک جماعت کے خط کے جواب میں محمد ابن عثمان کے وسیلہ سے صادر فرمائی : **نحن صنایع ربنا**۔

کتاب کیمال المکارم کا مصنف اس طرح تحریر کرتا ہے۔

امام زمانہؑ اور ان کے آبائے طاہرینؑ تمام مخلوقات تک فیضان الٰہی کے پہنچانے کا وسیلہ ہیں۔ اور انہی معانی کی طرف دعائے ندبہ میں اشارہ ہوا ہے کہ **ابن السبب المتصل بین الارض و السماء** وہ وسیلہ کہاں ہیں جو آسمان کی برکتوں کو اہل زمین تک پہنچاتا ہے۔ واسطہ اور سبب کی طرف نسبت دینا لغت میں اور روز مرہ میں بہت زیادہ ہے۔

اس کی دوسری وجہ کہ تمام مخلوقات کی خلقت کا مقصود قائم آل محمد علیہم السلام اور آپ کے آبائے طاہرینؑ ہیں یعنی یہ تخلیق کی علت غائی ہے۔ ان ہی کی خاطر تمام کائنات بنی ہیں۔ اس سبب کی تائید ایک روایت کرتی ہے جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے فرماتے ہیں: **نحن صنائع ربنا و الخلق بعد صنائعنا**

ان معانی پر بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ ان سب میں سے یہ بھی ہے "اکمال الدین" نامی کتاب میں شیخ صدوقؒ" حضرت علی ابن موسی رضاؑ سے، وہ اپنے والد موسیٰؑ کاظم سے، وہ اپنے والد جعفر صادقؑ سے، وہ اپنے والد محمد باقرؑ سے، وہ اپنے والد امام زین العابدینؑ سے، وہ اپنے والد امام حسینؑ سے، وہ اپنے والد علی ابن طالبؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ پروردگار عالم نے کوئی مخلوق مجھ سے بہتر پیدا نہیں کی۔ اس کی بارگاہ میں مجھ سے زیادہ کسی کی قدر و منزلت نہیں ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ بہتر ہیں یا جبرائیلؑ" آپ نے جواب میں فرمایا کہ پروردگار عالم نے اپنے پیغمبروں کو مقرب فرشتوں پر ترجیح دی ہے اور مجھ کو تمام پیغمبروں پر ترجیح عطا فرمائی ہے۔ اور یا علیؑ میرے بعد برتری آپ کی ملکیت ہے اور ان کی ملکیت ہے جو آپؑ کے بعد امام ہیں۔ اس لئے کہ فرشتے، آئمہؑ اور ہمارے دوستوں کے خدمت گزار ہیں۔ یا علیؑ وہ فرشتے جو آسمان کو اٹھائے

ہوئے ہیں اور اس کے اطراف میں ہیں پروردگار عالم کی تسبیح کرتے ہیں اور جو ہماری ولایت کے گرویدہ ہیں ان کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ یا علیؑ اگر ہم نہ ہوتے خدا، آدمؑ و حواؑ، بہشت و دوزخ اور آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ ہم فرشتوں سے بہتر کیوں نہ ہوں جب کہ یہ حقیقت ہے کہ معرفت خدا اور توحید کے سلسلہ میں ہمیں ان پر سبقت حاصل ہے اور معرفت و تسبیح و تہلیل و تقدیس پروردگار کے سلسلہ میں ہم نے پہل کی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سب سے پہلے خدا نے جو چیز پیدا کی وہ ہماری ارواح تھیں۔ پروردگار عالم نے ہمیں اپنی توحید و تمجید کے لئے گویا کیا۔ اس کے بعد فرشتوں کو پیدا کیا اور جب انہوں نے ہماری روحوں کے نور کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے ہمارے امور کو عظیم شمار کیا۔ پس ہم نے تسبیح پروردگار عالم کی تاکہ فرشتوں کو خبر ہو جائے کہ ہم بھی مخلوق ہی ہیں اور پروردگار میں وہ باتیں نہیں ہیں جو ہم میں ہیں۔ یعنی وہ ان چیزوں سے پاک و منزہ ہے۔ فرشتوں نے ہماری تسبیح سے تسبیح پروردگار کے آداب سیکھے اور انہوں نے خدا کو ہماری صفتوں سے منزہ سمجھا اور جب انہوں نے ہمارے مقام و مرتبہ کی عظمت کا مشاہدہ کر لیا تو ہم نے تہلیل پروردگار عالم کی تاکہ ملائکہ یہ جان لیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ پس جس وقت فرشتوں نے ہمارے مرتبہ کی بلندی دیکھ لی تو ہم نے خدا کی تکبیر کی تاکہ فرشتے جان لیں کہ خدا اس سے عظیم ہے کہ ادراک میں آئے۔ اور اس کی حیثیت عظیم ہے اور ہم خدا نہیں ہیں کہ ہمارے لئے خدا جیسی یا اس سے کم درجہ کی عبادت واجب ہو۔ پس جس وقت انہوں نے ہماری قوت و قدرت کو دیکھا تو ہم نے کہا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** تاکہ وہ جان لیں کہ خدا کے علاوہ اور کسی کی قدرت و طاقت نہیں ہے اور جب خدا نے ہمیں نعمت سے نوازا تو ہم نے الحمد للہ کہا تاکہ وہ جان لیں کہ ہم پر اللہ کے کیا حقوق ہیں ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے ہمیں عطا فرمائی ہیں۔ پس فرشتوں نے بھی الحمد للہ کہا۔ پس

فرشتوں نے تسبیح و تقدیس و تکبیر و تمجید پروردگار کے سلسلہ میں ہم سے ہدایت و رہنمائی حاصل کی۔ اس کے بعد ایک وقت پروردگار نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہم کو اس کی پشت میں ودیعت کر دیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ ہماری تعظیم و تکریم کی وجہ سے آدمؑ کو سجدہ کریں (اس لئے کہ ہم اس کی پشت میں تھے) حقیقت میں ان کا یہ سجدہ خدا کی بندگی تھی اور آدمؑ کا احترام اور ان کی اطاعت ہمارے سبب سے تھی اس لئے کہ ہم اس کی پشت میں موجود تھے اور ہم کیوں نہ افضل ہوں اس لئے کہ ان میں سے سب نے آدمؑ کو سجدہ کیا۔ اور اس وجہ سے کہ جب مجھے آسمانوں پر لے گئے (معراج) جبرائیلؑ نے اذان کی فصلوں کو دو بدو ادا کیا اور ساتھ ساتھ اقامت کہی۔ اس کے بعد جبرائیلؑ نے کہا یا محمدؐ نماز کے لئے آگے بڑھیئے میں نے کہا اے جبرئیلؑ میں تجھ سے آگے بڑھوں؟ جبرئیلؑ نے کہا ٹھیک ہے پروردگار عالم نے اپنے تمام پیغمبروں کو تمام فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو خصوصیت سے برتری عطا فرمائی ہے میں آگے بڑھا اور انہیں نماز پڑھائی البتہ یہ کوئی اظہار برتری نہیں ہے اور جب نور کے حجابوں میں پہنچا جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا آگے بڑھیئے اور وہ خود اپنی جگہ پر رہا میں نے جبرئیلؑ سے کہا تم اس حال میں مجھ سے جدائی اختیار کر رہے ہو تو جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ اس مقام سے بالکل آگے نہ بڑھوں کہ اگر میں آگے بڑھ جاؤں تو میرے پر جل جائیں گے اس لئے کہ اس صورت میں، میں خدا کی مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھ جاؤں گا۔

پس مجھے پروردگار نے ناقابل اظہار انداز میں نور میں غلطاں کیا اور وہاں تک لے گیا جہاں تک وہ چاہتا تھا میں اس کے ملکوت تک پہنچا اس وقت آواز آئی۔ اے محمدؐ! میں نے کہا لبیک ربی و سعدیک تبارکت و تعالیت پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ تم میرے بندے ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ میری عبادت کرو اور مجھ پر توکل کرو۔ اس لئے کہ تم بندوں میں میرے نور ہو۔ اور میری

مخلوقات میں میرے رسول ہو اور جنہیں میں نے خلق کیا ہے ان میں میری طرف سے حجت ہو۔ میں نے جنت اس کے لئے پیدا کی ہے کہ جو تمہاری پیروی کرے اور جنہم اس کے لئے بنایا ہے جو تمہاری نافرمانی کرے اور میں نے اپنی کرامت کو تمہارے اوصیاء کے لئے واجب قرار دے دیا ہے اور میرا ثواب تمہارے شیعوں کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا پروردگار میرے اوصیا کون ہیں۔ پس مجھے آواز آئی کہ اے محمدؐ تمہارے وصی وہی ہیں جن کے نام ساق عرش پر لکھے ہوئے تھے ان میں سے پہلے علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری میری امت کے مہدیؑ ہیں۔ میں نے عرض کیا میرے پروردگار کیا میرے اوصیا مجھ میں سے ہیں؟ آواز آئی اے محمدؐ وہ تمہارے بعد اولیا و احبا و اصفیا ہیں اور تمہارے اولیا و خلفا تمہارے بعد بہترین خلق ہیں۔ مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ میں اپنے دین کو ان کے وسیلہ سے ظاہر کروں گا اور اپنا کلمہ ان کے واسطے سے بلند کروں گا اور زمین کو ان کے آخری کے ہاتھوں اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور زمین کے مشارق و مغارب کو اس کی مدد کے لئے مقرر کروں گا اور ہوا کو اس کے لئے مسخر کر دوں گا اور سرکشوں کو اس کے آگے جھکا دوں گا اور اس کو کامیابی کے وسائل پر تصرف عطا کروں گا اور اپنے لشکروں سے اس کو مدد بہم پہنچاؤں گا اور فرشتوں کے ذریعہ اس کی امداد کروں گا تاکہ میرا دین بلند ہو اور مخلوق میری توحید کی معرفت حاصل کرے اس کے بعد اس کے ملک کو دوام بخشوں گا اور اس کی حکومت کو اپنے اولیا کے ہاتھوں دست بدست قیامت تک باقی رکھوں گا۔

عید غدیر کے سلسلہ میں امام زمانہؑ کے بارے میں رسولؐ خدا کے فرمودات

معاشر الناس انی نبی و علی وصی الا و ان خاتم الائمہ منا القائم المهدی صلوات الله علیہ، الا انہ الظاہر علی الدین، الا انہ المنتقم من الظالمین، الا انہ فاتح

الحصون و هادمها الا انہ قاتل کل قبیلتہ من اهل الشرک' الا انہ مدرک کل ثار لاولیا اللہ عزوجل' الا انہ ناصر دین اللہ عزوجل' الا انہ العراف من بحر عمیق' الا انہ یسم کل ذی فضل بفضلہ و کل ذی جهل بجهلہ' الا انہ خیرۃ اللہ ومختارہ' الا انہ وارث کل علم و المحیط بہ' الا انہ المخبر عن ربہ عزوجل و المنبہ بامر ایمانہ الا انہ رشید السدید' الا انہ المفوض الیہ' الا انہ قد بشر بہ من سلف بین یدیہ' الا انہ الباقی حجہ و لا حجتہ بعدہ و لا حق الا معہ و لا نور الا عندہ' الا انہ لا غالب لہ ولا منصور علیہ الا انہ ولی اللہ فی ارضہ و حکمہ' فی خلقہ وامینہ فی سرہ و علانیتہ

عبارت مندرجہ بالا کا ترجمہ :

اے لوگو! جان لو کہ میں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اور علیؑ میرا وصی' خلیفہ اور جانشین ہے۔ میں خاتم الانبیاء ہوں' علیؑ خاتم الاوصیاء ہے۔ اور جان لو آئمہ کا خاتم بھی ہم ہی میں سے ہے اور ہماری اولاد میں سے ہے' وہ قائم ہے' مہدی ہے' صلوات اللہ علیہ۔ وہ تمام ادیان اور ملتوں پر غالب ہے اور کامیاب ہے اور وہ فی الحقیقت منتقم حقیقی آسمانی ہے زمین پر بسنے والے ظالموں کے مقابلہ میں' وہ دنیا کے تمام مضبوط قلعوں پر قاہر و غالب اور ان کا فتح کرنے والا ہے اور وہ تمام غیر قانونی اور غیر شرعی استحکامات کو تلاش کر کے اکھاڑ پھینکنے والا ہے' وہ چاہے اپنے زمانے کے اسلحہ سے کتنے ہی مسلح کیوں نہ ہوں اس کے سامنے مضمحل و منتشر ہوں گے۔

لوگو! جان لو کہ ہمارا منتقم قائمؑ جب آئے گا تو ہر منافق و مشرک قبیلہ کو تلوار کے گھاٹ اتار دے گا۔ اے لوگو جان لو ہمارا قائم خدائے عزوجل کے

دین کا حامی و ناصر ہے وہ مخلوق خدا کی مواج زندگی کے عمیق و متلاطم دریا کا کشتی چلانے والا ہے' وہی ہے جو وجود کی کشتی کو پر تلاطم موجوں کے درمیان اور مہلک طوفانوں کے مابین ساحل نجات و سعادت تک پہنچائے گا۔ اے لوگو! ہمارا مہدیؑ سب کو ان کے نام و نشان و اسم و مسمی سمیت جانتا ہے اور ان کو پہچانتا ہے اور ہر کسی کے فضل اور اس کی برتری کو جانتا ہے اور ہر بے عقل جاہل کو اس کے جہل سمیت جانتا ہے۔

اے لوگو! وہ خدا کا منتخب کردہ ہے اور برگزیدہ پروردگار ہے وہ اولین و آخرین کے علوم کا وارث ہے اسے دانش و زمان و مکان پر احاطہ حاصل ہے وہ پروردگار کی طرف سے آسمانوں اور عناصر کا خبر دینے والا ہے وہ اچھے عقیدہ رکھنے والوں اور ایمان دار لوگوں کو جگانے والا اور باخبر کرنے والا ہے۔ وہ صاحب رشد ہے' مضبوط ہے' ہادی ہے' مہدی ہے' ہدایت کرنے والا ہے' اے لوگو جان لو کہ قائم آل محمدؐ کو حکومت کے ادارہ کے امور تفویض کئے گئے ہیں۔ وہ ایک آسمانی شخصیت ہے کہ اولین و آخرین نے اس کے وجود کی بشارت دی ہے۔ اور گذشتہ انبیاء نے اس کا تعارف کرایا ہے۔

وہ مخلوق پر خالق کی حجت باقی ہے۔ اس کے بعد کوئی حجت نہیں ہے۔ دنیا میں حق اس کے علم' احاطہ اور وجود کی وجہ سے ہے۔

اے لوگو! اسی طرح جس طرح خدا نے پیغمبروں کو برگزیدہ کیا ہے اور ان کی تربیت کی ہے اور خلائق کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ مہدیؑ امت اور قائم منتقم کو بھی نسل علیؑ میں سے اور میرے خاندان میں سے چنا ہے اور اس کی تربیت کی ہے اور اپنی قدرت اور علم کو خلق کی ہدایت کے لئے اسے عطا کیا ہے تاکہ وہ انسان کو بیدار کرے۔

لوگو! جان لو ہمارے قائمؑ پر کوئی غالب نہیں آئے گا اور کسی کو ہمارے مہدیؑ کے مقابلہ میں مدد نہیں ملے گی اور کوئی ان کے مقابلہ میں کامیاب نہیں

ہو گا۔ وہ زمین میں خدا کا ولی ہے اس کا وجود مخلوق میں حکم خدا کی حیثیت رکھتا ہے وہ تخلیق کے اسرار کا حامل ہے وہ ظاہر و باطن سب سے باخبر ہے۔

یاد رکھنا چاہیے جیسا کہ دانش مند محترم آقائے عماد زادہ نے اپنی کتاب "پیام بزرگ از بزرگ پیمبران" کے ص۴۶ پر خطبہ غدیر کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے اور اس کا نام "رواۃ خطبہ" رکھا ہے وہ اس میں بیان کرتے ہیں۔

جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ لاتعداد ہیں ان سب کے نام شمار نہیں کرائے جا سکتے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ سب کے نام درج کئے جائیں لیکن راقم الحروف ایک سو دس سلسلوں کو اس لئے نقل کرتا ہے کہ آئندہ کام کرنے والوں کے لئے اور جوان نسل کے لئے کلید کار ثابت ہو (یوں کہنا چاہیے کہ ۱۱۰ کے عدد میں بھی ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ کہ یہ عدد جناب امیر کے اسم مبارک کے ابجدی حساب کا مجموعہ ہے۔ (یعنی ع=۷۰' ل=۳۰' ی=۱۰ = ۱۱۰)

ضمنی طور پر طوالت سے بچنے کے لئے راویوں کے ناموں کے تذکرے کے سلسلہ میں صرف مذکورہ بالا کتاب پر اکتفا کیا ہے لہٰذا جو قاری زیادہ اطلاعات کے خواستگار ہوں وہ اس کتاب سے رجوع فرمائیں۔

ابو ہریرہ دوسی' ابو لیلیٰ انصاری' ابو زینب بن عوف انصاری' ابو فضالہ انصاری' ابو قدامہ انصاری' ابو عمرہ بن عمرو محصن انصاری' ابو الہثیم بن نبہان' ابو رافع قبطی' غلام رسولؐ اللہ' ابو ذویت خویلد' ابوبکر بن ابی قحافہ' اسامہ بن زید بن حارثہ کلبی' ابی ابن کعب انصاری خزرجی رئیس قراء' اسد بن زرارہ انصاری' اسماء بنت عمیس خثعمیہ' ام سلمہ طاہرہ زوجہ پیغمبرؐ' ام ہانی دختر ابو طالبؑ' ابو حمزہ انس بن مالک انصاری خزرجی خادم پیغمبرؐ' براء بن عازب انصاری اوسی' یزید بن خصیب ابو سہل اسلمی' ابو سعید ثابت بن ودیعہ انصاری خزرجی مدنی' جابر بن سمرۃ بن جنادہ' جابر بن عبداللہ انصاری' جبلۃ بن عمرو انصاری' جبیر بن مطعم بن عدی قرشی نوفلی' جریر بن عبداللہ بن جابر بجلی' ابو ذر

جندب بن جنادہ غفاری، ابو جنیدہ جندع بن عمرو بن ماذن انصاری، حبہ بن جوین ابو قدامہ عربی بجلی، حبشی بن جنادہ سلولی، حبیب بن بدیل بن ورقہ خزاعی، حذیفہ بن اسید ابو سریحہ غفاری جو اصحاب شجرہ میں سے ہیں۔ حذیفہ بن یمان یمانی۔ حسان بن ثابت شاعر شمیر پیغمبر در نظم و نثر، امام حسن مجتبیٰؑ سبط اکبرؑ، امام حسین شہید سید الشہداء سلام اللہ علیہ، ابو ایوب خالد بن زید انصاری، ابو سلیمان خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی، خزیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین، ابو شریح خویلد بن عمرو خزاعی، رفاعۃ بن عبد منذر انصاری، زبیر بن عوام قرشی، زید بنؓ ارقم انصاری خزرجی، ابو سعید زید بن ثابت، زید بن یزید بن شراحیل انصاری، زید بن عبداللہ انصاری، ابو اسحٰق سعد بن ابی وقاص، سعد بن جنادہ عوفی پدر عطیہ عوفی، سعد بن عبادہ انصاری خزرجی، ابو سعید سعد بن مالک انصاری خزرجی حذرمی، سعید بن زید قرشی عدوی از عشرہ مبشرہ، سعید بن سعد بن عبادہ انصاری، ابو عبداللہ سلمان فارسی، ابو مسلم سلمہ بن عمرو اسلمی، ابو سلیمان سمرۃ بن جندب فزاری، سہل بن حنیف انصاری اوسی، ابو العباس سہل بن سعد انصاری خزرجی ساعدی، ابو امامہ صدری عجلائی باحلی، ضمیرہ الاسدی، طلحہ بن عبداللہ تمیمی، عامر بن عمیر النمیری، عامر بن لیلیٰ بن حمزہ، عامر بن لیلیٰ غفاری، ابو الطفیل عامر بن واثلہ جشمی، عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ زوجہ پیغمبرؐ، عباس بن عبدالمطلبؓ بن ہاشم پیغمبر اسلامؐ کے عم محترم، عبدالرحمٰن بن عبدرب انصاری، ابو محمد عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زہری جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے، عبدالرحمٰن بن یعمر دیلمی، عبداللہ بن ابی عبد الاسد مخزومی، عبداللہ بن بشیر مازنی، عبداللہ بن بدیل بن ورقاء رئیس خزاعہ، عبداللہ بن ثابت انصاری، عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ ہاشمی، عبداللہ بن حنطب قرشی مخزومی، عبداللہ بن ربیعہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن ابی اوفی علقمۃ الاسلمی، ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر خطاب عدوی، ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود ہذلی، عبداللہ بن یامیل یا یامین،

عثمان بن عفان، عبید بن عاذب انصاری، ابو طریف عبدی بن خاتم، عطیہ بن بسر مازنی، عقبہ بن عامر جہنی، امیر المومنین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ، ابو الیقظان عمار بن یاسر عنسی، عمارہ الخزرجی انصاری، عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد مخزومی نبیؐ کا سوتیلا بیٹا فرزند ام سلمہ زوجہ پیغمبرؐ، عمر بن خطاب، ابو نجید عمران بن حصین خزاعی، عمرو بن حمق خزاعی کوفی، عمرو بن شراجیل، عمرو بن عاص، عمرو بن مرہ جہنی، صدیقہ زہراء فاطمہ دختر پیغمبرؐ فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب، قیس بن ثابت بن شماس انصاری، قیس بن سعد بن عبادہ انصاری خزرجی، ابو محمد لعب بن عجرہ الانصاری، ابو سلیمان مالک بن حویرث اللیثی، مقداد بن عمرو الکندی زہیری، ناجنہ بن عمرو خزاعی، ابو برمزہ فضیلہ بن عتبہ اسلمی، نعمان بن عجلان انصاری، ہاشم میر قال بن عتبہ بن ابی وقاص زہری مدنی، ابو وسمہ وحشی بن حرب حبشی حمصی، وھب بن حمزہ، ابو جحیفہ وھب ابن عبداللہ شوائی، ابو مرازم یعلی بن مرۃ بن وھب ثقفی۔

قطب عالم امکان غوث زمانہ حضرت بقیۃ اللہ روحی وارواح العالمین لہ الفدا کا قران و قیام

توضیح تشریح آیت: **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون**

ترجمہ: خدا وہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب اور کامیاب کرے اگرچہ مشرکین کراہت کریں۔

جیسا کہ قرآن مجید اس آیت میں فرماتا ہے "**ارسل رسولہ بالھدی و دین**

الحق" ہدایت و دین حق سے مراد دنیا کے تمام ادیان کے مقابلہ میں اسلام کی کامیابی ہے اور اس دلیل سے کہ پیغمبر اسلامؐ کی شریعت کا ہدایت و رشد احاطہ کئے ہوئے ہے عقل ہر موقف میں اس بات کی گواہی دیتی ہے اور یہ تسلیم کرتی ہے کہ اسلام کے اصول و فروغ حق کے طرف دار ہیں حق کے موافق ہیں اور عقل کے خواست گار ہیں۔

ہندی عالم کا قول

ایک ہندی عالم کے بارے میں منقول ہے کہ اس نے مدتوں مختلف ادیان کے بارے میں تحقیق کی اور ان کا مطالعہ کیا۔ بہت زیادہ مطالعہ کرنے کے بعد اس نے اسلام کو منتخب کیا اور اس نے اس عنوان پر کہ "میں کیوں مسلمان ہوا؟" ایک کتاب تحریر کی اس میں اس نے اسلام کے افکار و مضامین کو دوسرے ادیان کے مقابلہ میں پیش کیا اور انہیں نمایاں کیا۔ اہم ترین مسئلہ جس نے اس کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کیا وہ درج ذیل ہے۔

اسلام واحد دین ہے جس کی محفوظ و مکمل تاریخ ہے۔ اسے تعجب ہے کہ یورپ نے کس طرح اپنے لئے ایک ایسا آئین منتخب کر لیا کہ اس نے اس آئین کے لانے والے کو ایک انسان کے مقام سے بلند کرکے اس کو خدا قرار دے لیا ہے۔ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ اس کے پاس کسی قسم کی قابل قبول اور مستند تاریخ نہیں ہے۔ (تفسیر المنار جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۹)

تمام ادیان کے مقابلے میں اسلام کے غلبہ اور اس کی کامیابی سے کیا مراد ہے؟

منطقی غلبہ یا غلبہ بہ اعتبار قوت و طاقت

اسلام دوسرے تمام ادیان پر کس طرح غالب ہو گا تو اس سلسلہ میں یہ

کہنا چاہئے کہ یہ غلبہ منطق اور استدلال کی رو سے بھی ہو گا اور قوت و تسلط و اقتدار و جنگ کے اعتبار سے بھی۔ اس جماعت کے نقطہ نظر کے خلاف جن کا عقیدہ یہ ہے کہ کامیابی سے مراد صرف منطقی اور استدلالی کامیابی ہے۔ لیکن لیظھر کے لفظ پر معمولی توجہ کرنے سے (یہ لفظ اظہار سے ماخوذ ہے) یہ معنی بڑی اچھی طرح واضح ہو جاتے ہیں کہ اس سے مقصد جسمانی' مادی اور ظاہری قدرت کے اعتبار سے کامیابی ہے۔ جیسا کہ اصحاب کہف کے واقعہ کے بیان کے سلسلہ میں ہم پڑھتے ہیں **"وانھم ان یظھر واعلیکم یر جمو کم"** (کہف ۲۰) وہ یعنی دقیانوس اور دار اور اس کا لشکر اگر تم پر غالب آ گئے تو وہ تم کو سنگ سار کر دیں گے اور ہم مشرکوں کے بارے میں بھی پڑھتے ہیں **"کمف و ان یظھر و اعلیکم یر قبوا فیکم"**

ترجمہ: جس وقت وہ تم پر قابو پالیں گے تو عزیز داری و رشتہ داری کا خیال ہرگز نہیں کریں گے۔ اور تمہاری ان سے قرابت اس بات کا سبب نہیں بنے گی کہ وہ تم سے اچھا سلوک کریں حتیٰ کہ وہ تم پر رحم تک نہیں کھائیں گے۔

یہ بات بالکل واضح اور نمایاں ہے کہ ایسے محل پر منطقی و استدلالی غلبہ مراد نہیں ہوتا بلکہ عملی اور دینی غلبہ مراد ہوتا ہے۔ چند مواقف بیان کرنے کے بعد ہم یہ قطعی طور پر سمجھ جائیں گے کہ ہر طرح کا غلبہ مقصود ہے۔

یعنی ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اسلام منطق و استدلال کے اعتبار سے بھی اور قدرت و اقتدار کے ذریعہ بھی اور ظاہری نفوذ اور عالمی حکومت کی تشکیل کے اعتبار سے بھی تمام عالم میں کامیاب ہو جائے گا اور سب کو اپنے زیر نگیں لے آئے گا۔

مذکورہ بالا آیت جو مکمل صورت میں سورہ صف میں ہے وہ درج ذیل ہے۔

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون" اور اس آیت کے بعد یہ آیت ہے **"یریدون لطفئوا نور اللہ بافواھم و اللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون"** (آیت ۸'۹ سورہ صف) ترجمہ : "یریدون" کافر یہ چاہتے ہیں کہ باطل گفتگو' طعن و تشنیع اور تمسخر سے نور خدا کو خاموش کر دیں لیکن پروردگار اپنے نور کو کافروں کی خوشی کے خلاف اتمام بھی کرے گا اور اسے محفوظ بھی کرے گا۔

سورہ فتح میں بھی اس کی تکرار موجود ہے۔ (آیت ۲۷) **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و کفی باللہ شھیدا"**

آیتوں کی تکرار موضوع کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے اور ایک ایسے واقعہ کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے جو اپنی اہمیت کے اعتبار سے دوبارہ بیان کرنے کے قابل تھا اور یہ بات اسلام کے عالمگیر اور جہاں گیر ہونے کی خبر دیتی ہے۔ کامیابی اسلام کی آیت سے مراد عالم کے تمام ادیان کے مقابلہ میں کامیابی ہے اور وہ کامیابی ہمہ جہت اور ہمہ پہلو ہے اور اس بات کا مطلب یہ ہے کہ آخر کار اسلام تمام روئے زمین کا احاطہ کرے گا اور تمام دنیا میں کامیاب ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ دور میں یہ بات عملی طور پر سامنے نہیں آئی ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ خدا کا یہ حتمی و قطعی وعدہ بتدریج محقق پذیر ہے یعنی رفتہ رفتہ اپنی تکمیل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عالم میں اسلام کی تیزی سے پیش رفت' اس کا یورپ کی مختلف حکومتوں میں نفوذ اور امریکہ و افریقہ میں قابل شناخت ہونا اور بہت سے اہل علم کا مشرف بہ اسلام ہونا ظاہر کرتا ہے

کہ اسلام عالم گیر صورت اختیار کرنے کی طرف گامزن ہے۔

معصومین علیہم السلام کی طرف سے لیظھرہ علی الدین کے بارے میں وارد ہونے والی روایات : (تفسیر برھان جلد دوم ص ۱۲۱) ابن بابویہ قال حدثنا محمد بن موسی بن المتوکل (رضی اللہ عنہ) قال حدثنا علی ابن الحسین السعد اباذی عن احمد بن عبداللہ البرقی عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن علی بن ابی حمزہ عن ابی بصیر قال ابو عبداللہؑ (امام صادقؑ) فی قولہ عزوجل "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون" فقال اللہ ما نزل تاویلھا و بعد تاویلھا حتی یخرج القائم فاذا خرج القائم لم یبق کافر ولا مشرک بالا ملم الا کرہ خروجہ حتی لو کان کافرا" فی بطن صخرۃ فقالت یا مومن فی بطنی کافر فاکسرنی و اقتلہ

العیاشی عن ابی المقدام عن ابی جعفرؑ فی قول اللہ "لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون" یکون ان لا یبقی احدا الا اقر بمحمد و قال فی خبر اخر عنہ قال لیظھرہ اللہ فی الرجعتہ

عن سماعتہ عن ابی عبداللہؑ "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون قال اذا خرج القائم لم یبق مشرک باللہ العظیم و لا کافر الا کرہ خروجہ

الطبرسی قال ابو جعفر ان ذالک یکون عند خروج المھدی من ال محمدؐ فلا یبقی احد الا اقر بمحمد علی بن ابراھیم انھا نزلت فی القائم من ال محمدؐ ھو الذی ذکرنا تاویلہ بعد تنزیلہ قولہ تعالی ترجمہ : تفسیر برہان جلد دوم صفحہ ۱۲۱ پر ابن بابویہ سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے موسی ابن متوکل (رضی اللہ عنہ) نے اس نے علی ابن حسین سعد آبادی سے اس سے احمد ابن ابی عبداللہ برقی سے' اس نے اپنے باپ ابی عمر سے اس نے علی ابن ابی حمزہ سے اس نے ابی بصیر سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے اللہ تعالی کے فرمان

(اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر غالب آ جائے چاہے مشرک پسند نہ کریں) کی تاویل نازل نہیں ہوتی جب تک کہ قائمؑ ظہور نہ فرمائیں۔ جب قائمؑ کا ظہور ہو گا تو کوئی کافر اور مشرک امام کے ظہور کو ناپسند کرنے والا باقی نہ رہے گا۔ اگر کوئی کافر کسی چٹان کے اندر بھی چھپ جائے تو پتھر کہے گا اے مومن میرے بطن میں کافر ہے مجھے توڑ کر کافر کو قتل کرو۔

عیاشی ابو مقدام سے، اس نے ابی جعفرؑ سے اللہ تعالی کے قول (لیظھرہ -----) کوئی باقی نہیں رہے گا۔ مگر وہ محمدؐ کا اقرار کرے گا۔ ایک دوسری خبر میں ہے تاکہ خدا ان کے رجعت کے ساتھ غالب کر دے۔

سماعہ سے روایت ہے اس نے امام صادق علیہ السلام سے مندرجہ بالا آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ جب امام ظہور فرمائیں گے تو کوئی مشرک کافر باقی نہیں رہے گا۔ مگر وہ امام کے ظہور کو ناپسند کرے گا۔ طبرسی سے روایت ہے ابو جعفر نے فرمایا اس آیت میں جو کہا گیا ہے وہ امام قائم آل محمدؐ ظہور کے وقت ہو گا۔ ایسا کوئی باقی نہیں ہو گا۔ مگر وہ حضرت محمدؐ کی رسالت کا اقرار کرے گا علی ابن ابراہیم سے روایت ہے کہ یہ آیت قائم آل محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ نبیؐ مومنوں سے افضل ہیں کیونکہ آپؐ مومنوں کے موجودات کی اصل ہیں۔ اور مومن مقام محمود میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔

"محمدؐ وجود کی اصل ہیں"

رسول اکرمؐ کی تعریف میں صدر المتالہین شیرازی کی گفتگو۔
یہ حکیم دانا رسول اکرمؐ کی تعریف و توصیف میں کہتے ہیں۔

النبی اولی بالمئومنین من انفسہم لانہ الا صل فی الوجود المئومنون تابعون لہ فی مقام محمود

محقق شریف جرجانی کہتے ہیں: الحقیقتہ المحمدیہ ھی الذات مع التسعین الاول و ھو الاسم الاعظم ترجمہ: حقیقت محمدی وہ ذات ہے جو پہلے نوے میں ہیں اور اسم اعظم ہے۔

حکیم محقق فاضل نوری ننانوے ناموں کے بارے میں کہتے ہیں: حم ای الجامع الجوامع الاسماء الحسنی التی ھی تسعتہ و تسعون و الجامع ھی الحقیقتہ المحمدیہ و ھی حقیقتہ حقائق الاسماء کلھا حم رمزیہ زبان اللہ کے ننانوے اسمائے حسنی کی طرف اور یہ اسماء حسنی حقیقت محمدیہ کے جمع کرنے والے ہیں۔ پروردگار عالم فرماتا ہے: و ما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین

یہ تمام گرامی قدر نام اور عرفان عطا کرنے والے معانی ایک حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور بس اور وہ حقیقت پیغمبر اسلامؐ کا وجود ذی جود ہے جیسا کہ کہا ہے: عبارتنا شتی و حسنک و احد و کل الی ذاک الجمال یشیر

علامہ مجلسی زیارت جامعہ کے فقروں کی شرح کے سلسلہ میں کہتے ہیں: المقام المحمود ھو الشفاعتہ و الوسیلتہ و الدرجتہ و القربتہ

فاضل بزرگوار جامی کہتے ہیں: اجزائے عالم کا ہر جز ایک اسم ہے اسمائے الہی میں سے اور تمام عالم تمام اسماء کا مظہر ہے۔ لیکن علیحدہ علیحدہ شکلوں اور محمد مصطفیٰ کی حقیقت کمالیہ انسانیہ تمام مظاہر کی جامع ہے۔

وہ شاعر عالم جلیل و شاعر عظیم و بلند مرتبہ یوں نغمہ طراز ہے۔

ای خاک در تو خطہ خاک — پاکی زتو دیدہ عالم خاک
آشفتہ موئی تست انجم — سر گشتہ کوئی تست افلاک
ای برسرت اقسر لعمرک — وی زیب قبائی تسبت لولاک
ای رہبر و رہنمائی گمراہ — وی ہادی وادی خطرناک

عالم زمعارف تو والہ تو نغمہ سرائی ما عرفناک
دامن جلالت ای شہنشاہ ہرگز نفتد بدست ادراک
فرمود بشانت ایزد پاک لولاک کما خلقت الا فلاک

ترجمہ: اے وہ فرد کے جس کے در کی زمین خطہ پاک ہے۔ اور عالم خاک نے پاکیزگی تیری وجہ سے دیکھی ہے۔

ستارے تیرے بالوں کے گرویدہ ہیں اور افلاک تیری گلی کے دیوانے ہیں۔

"لعمرک" کا تاج تیرے سر پر ہے اور لولاک تیری قبا کی زینت ہے۔

اے گمراہوں کے رہبرو رہنما اور خطرناک وادی کے ہادی

عالم تیرا بیان کردہ معارف کا شیدا ہے اور تو **"ما عرفناک حق لعرفتک"** کا نغمہ گا رہا ہے۔

اے شہنشاہ تیرے جلال کا دامن ادراک کے ہاتھ میں ہرگز نہیں آتا۔

تیری شان میں پروردگار عالم نے فرمایا ہے **لولاک لما خلقت الا فلاک** (اگر آپ نہ ہوتے تو افلاک کو خلق نہ کرتا۔)

حکیم سعدی شیرازی یوں رقم طراز ہیں۔

کریم السجایا جمیل الشیم نبی البرایا شفیع الامم
امام رسل پیشوائے سبیل امین خدا مہبط جبرئیلؑ
شفیع الوری خواجہ حشر و نشر امام الھدی صدر دیوان حشر
کلیمی کہ چرخ ملک طور اوست ہمہ نور ھا پر تو نور اوست
شفیع مطاع نبی کریم قسیم، جسیم، بسیم، وسیم

ترجمہ: اچھی خصلتوں والے عمدہ عادتوں والے مخلوق کے نبی امتوں کے شفیع رسولوں کے امام راستوں کے بتانے والے خدا کے امانتدار جبریل کے نازل ہونے کا مرکز سب کی شفاعت پر مامور خواجہ حشرو نشر۔ ہدایت کے امام دیوان حشر کے صدر وہ

کلیم جن کا آسمان ملک طور ہے۔ تمام نور ان کے انوار کا پرتو ہیں۔ وہ ایسا شفیع ہے جس کی اطاعت ہوتی ہے۔ نبی کریم ہے۔ قسیم النار و الجنہ ہے صاحب قوت ہے تبسم ہے خوش منظر ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

احمد کہ شہ سریر لولاک آمد — جانے است کہ ز آلائش تن پاک آمد
یک حرف ز مجموعہ فضل و کرمش — لو لاک لما خلقت الا فلاک آمد

احمد جو تخت افلاک پر بیٹھنے والے بادشاہ ہیں ایک ایسی مخلوق ہیں جو تن کی آلائشوں سے پاک ہیں۔ ان کے فضل و کرم کے مجموعہ میں سے ایک بات یہ ہے کہ وہ **لو لاک لما خلقت الا فلاک** کے مصداق ہیں۔

عالی رتبہ ایرانی فلسفی مرحوم حاجی ملا ہادی سبزواری امام زمانہؑ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ماز میخانہ عشقیم گدا یانے چند — بادہ نوشاں و خموشاں و خروشانے چند
ای کہ در حضرت اویافتہ ای بار بہ بر — عرضہ بندگی بی سرد سامانی چند
کای شہ کشور عرش و ملک ملک وجود — منتظر برسر راہند غلامانی چند
عشق کل، صلح کل و باقی ہمہ جنگ و — عاشقاں جمع و فرق جمع' پریشانی چند
تجدال عشق یکے بود ولی آور دند — ایں سخن را بمیان زمرہ نادانی چند
آنکہ جوید حرمش گو بسر کوئے دل اے — نیست حاجت کہ کند قطع بیابانی چند

ترجمہ : ہم میخانہ عشق کے چند فقیر ہیں کچھ شرابی کچھ خاموش اور غل مچانے والے اے وہ شخص جس کو اس کے حضور میں رسائی حاصل ہو گئی ہے۔ چند بے سر و ساماں لوگوں کی بندگی کہ شہ کشور عرش اور ملک وجود کے بادشاہ تیری راہ پر چند غلام منتظر ہیں۔ سب سے محبت سب سے صلح اس کے علاوہ وہ جو کچھ ہے وہ جنگ و جدال ہے۔ عاشق لوگ یک جان ہیں۔ تمام فرقہ یک جا

ہیں چند لوگ پریشان ہیں عشق کی بات ایک تھی لیکن اس بات کو نادانوں کے گروہ میں لے کر آ گئے ہیں۔ جو اس کا حرم تلاش کرتا ہے اس سے کہو کہ دل کے کوچے میں آ۔ اس کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی کہ تجھے کچھ بیابان طے کرنا پڑیں۔

ملا ھادی سبزواری مزید کہتے ہیں

شورش عشق تو در ھیچ سری نیست کہ نیست
منظر روی تو زیب نظری نیست کہ نیست
نیست یک مرغ کہ ویر انفکندی بہ قفس
تیر بیداد تو تا پر بہ پری نیست کہ نیست
بہ فغانم ز فراق رخ و زلفت .مفغاں
گرد کویت ہمہ شب تا سحری نیست کہ نیست
نہ ہمین از غم او سینہ ما صد چاک است
داغ او لالہ صفت بر جگری نیست کہ نیست
موسی ئی نیست کہ دعوی انا الحق شنود
ورنہ ایں زمزمہ در ہر شجری نیست کہ نیست
چشم ما دیدہ خفاش بود ورنہ ترا
پر تو حسن بدیوار و دری نیست کی نیست
گوش اسرار شنو نیست و گرنہ اسرار
برش از عالم معنی خبری نیست کی نیست

کوئی ایسا سر نہیں جس میں تو نے اپنے عشق کا طوفان برپا نہ کیا ہو اور کوئی ایسا شخص نہیں جس کی آنکھوں کی زیب و زینت تجھ سے نہ ہو۔

کوئی پرندہ ایسا نہیں جس کو تو نے قفس میں نہ ڈال دیا ہو اور تیرے ظلم کا کوئی تیر ایسا نہیں جس سے کوئی بچا ہو۔

تیرے زلف کے فراق میں رونے کی وجہ سے کوئی ایسا شخص تیرے کوچہ کا نہیں جو رات بھر رویا نہ ہو۔ اس کے غم سے ہمارا ہی سینہ صد چاک نہیں ہے۔ گل لالہ کی طرح کوئی جگر ایسا نہیں ہے جس پر اس کا داغ نہ ہو۔

کوئی موسیٰؑ نہیں ہے جو انا الحق کی آواز سنے۔ ورنہ یہ نغمہ تو کوئی درخت ایسا نہیں جس میں نہ ہو۔

ہماری آنکھ ہی چمگادڑ کی ہے ورنہ تیرے جمال کا عکس تو ہر در و دیوار پر موجود ہے۔

اسرار کے سننے کی صلاحیت رکھنے والا کوئی کان نہیں ہے ورنہ اسرار کے خزانہ میں تو کوئی ایسی خبر نہیں ہے جو نہ ہو۔

فہرست منابع و ماخذ

تفاسیر

تفسیر المیزان	علامہ طبا طبائی
تفسیر اطیب البیان	عبدالحسین طیب
تفسیر برہان	بحرانی
تفسیر جامع	ابراہیم برو جردی
تفسیر روح الجنان	ابو الفتوح رازی
تفسیر شریف لاہیجی	لاہیجی
تفسیر قمی	علی بن ابراہیم قمی
تفسیر مجمع البیان	شیخ طبرسی
تفسیر منہج الصادقین	ملا فتح اللہ کاشانی
تفسیر نمونہ	جمعی از فضلاء حوزہ علمیہ
تفسیر نور الثقلین	

الف

اثبات الوصیۃ المسعودی	(و ترجمہ) : مسعودی
احتجاج طبرسی (۲ جلد) (و ترجمہ)	(ترجمہ) مصطفوی
اختصاص	شیخ مفید
ادیان و مہدویت	محمد بہشتی
اربعین خاتون آبادی	خاتون آبادی
ارشاد (و ترجمہ)	شیخ مفید

ارشاد القلوب	دیلمی
اسرار الحکم	حاج ملا هادی سبزواری
اصول کافی (و ترجمه)	(ترجمه) محمد باقر کمره ای
اعیان الشیعه	حاج سید محسن جبل عاملی
اکمال الدین (و ترجمه)	(ترجمه) میرزا محمد باقر کمره ای
الامامته و السیاسته	ابن قتیبه دینوری
الانوار النعمانیه	سید نعمت الله جزائری
البرهان علی وجود امام زمانؑ	محمد حسن الحسینی العاملی
البرهان فی علامات مهدی آخر الزمان	گنجی شافعی
البیان فی اخبار صاحب الزمان	گنجی شافعی
الجنته الماوی	کاشف الغطاء
الزام الناصب (و ترجمه)	حاجی علی شیخ یزدی حائری
الغیبته	شیخ طوسی
الفین	علامه حلی
الکنی و الالقاب	حاج شیخ عباس قمی
المحجته فی اثبات الحجته	بحرانی
المراقبات	حاج مرزا جواد آقا ملکی تبریزی
الملاحم و الفتن	سید رضی
المناقب	خوارزمی
النوادر	ملا محسن فیض کاشانی
المهدی الموعود المنتظر عند علماء	نجم الدین جعفر بن محمد العسکری
اهل السنته و الامامیه	المهدی
امالی	شیخ صدوق

امامت از دیدگاہ تشیع — محمد حسین مظفر

امام شناسی — علامہ سید محمد حسین ظہرانی

انوار البہیہ — محدث قمی

او خواہد آمد — علی اکبر مہدی پور

ب

بحار الانوار جلد ۱۳ (و ترجمہ) — (ترجمہ) دوانی

بشارۃ المصطفیٰ شیعۃ المرتضیٰ — دیلمی

ت

تاریخ الغیبۃ الصغریٰ — محمد صدر

تاریخ سامرا — ذبیح اللہ محلاتی

تحفۃ المہدی — ارومیہ

تحفہ قدسی — ترجمہ غیبت شیخ طوسی

تنقیح المقال — آیۃ اللہ مامقانی

ج

جمال الاسبوع — سید ابن طاوس

جنۃ الماوی — مرزا حسین نوری

چ

چہار دہ معصوم	عماد زادہ
چہ باید کرد	ترجمہ المراقبات

ح

حق الیقین	علامہ مجلسی
حق الیقین	محمد علی شبر

خ

خرائج	قطب راوندی

د

داد گستر جہاں	ابراہیم امینی
دلائل الامامہ	محمد بن جریر طبری
دو ازدہ امام	حاجی میرزا خلیل کمرہ ای

ر

رجال الکشی

رجال النجاشی

رسالہ اسلامی در عصر غیبت	
روضۃ الجنات (جلد۱)	آقائے خوانساری
روضہ کافی	شیخ یعقوب کلینی

س

ستارگان درخشاں	آقائے جواد نجفی
سر تفوق شیعہ	آقائے عماد زادہ

ش

شرح صحیفہ سجادیہ	الہی قمشہ ای
شرح صحیفہ سجادیہ	فیض الاسلام
شرح نہج البلاغہ	ابن ابی الحدید
شرح نہج البلاغہ	فیض الاسلام
شرح نہج البلاغہ	ملا فتح الہ کاشانی
شرح نہج البلاغہ	محمد عبدہ

ص

صحیفۃ الہادیہ و تحفۃ المہدیہ	مرحوم فیض

ع

عبقری الحسان (جلد ۲)	حاج شیخ علی اکبر نھاوندی
عقائد اثنا عشریہ	ابراھیم زنجانی
علل الشرائع	شیخ صدوق
عیون الاخبار الرضا	شیخ صدوق

غ

غایۃ المرام	بحرانی

ف

فصول المھمہ	ابن صباغ مالکی
فضائل	شیخ صدوق
فوائد الرضویہ	حاجی شیخ عباس قمی
فہرست رجال	شیخ طوسی

ک

کشف الاستار	کاشف الغطاء
کشف المحجہ	بحرانی

کلمات مکنونہ	ملا محسن فیض
کلمۃ الطیب	سید عبدالحسین طیب

م

مجالس	شیخ مفید
مختارات	شیخ مفید
مصلح جہان	آقائی محمد جواد صحفی
مصلح جہان ازد دیدگاہ قران	نو یسندہ کتاب ھذا
معادن الحکمۃ فی کلمات الائمہ	علم الہدی محمد بن الحسن ابن مرتضیٰ کاشانی
مکتب تشیع	(جلد ۳ سال ۱۳۳۹)
مکیال المکارم (عربی و فارسی)	محمد تقی اصفہانی
ملل النحل	شہرستانی
مناقب	ابن شہر آشوب
منتخب الاثر	صافی گلپائیگانی
منتقم حقیقی	عماد زادہ
منتہی الامال	حاجی شیخ عباس قمی
منہج الدعوات	سید ابن طاوس
من ھو المہدی	ابو طالب الجلیل التبریزی
منیتہ المرید	سید رضی
مہدی از صدر اسلام تا قرن سیزدہ	دار منتفر
مہدی منتظر	میرزا محمد جواد آقا خراسانی

3225

ن

نجم الثاقب	میرزا حسین نوری
نوائب الدھور	سید محمد حسن میرجہانی
نور الابصار	شبلنجی
نور الانوار	علامہ نمازی
نوید امن و امان	صافی گلپائیگانی

و

ولایت تکوینی و ولایت تشریعی	صافی گلپائیگانی
ولایت و علم امام	السید الحسن المجتبہ الکوہ کمری

ی

ینابیع المودة	شیخ سلیمان قندوزی حنفی

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11,
Mirza Kalecj
Baig Road,
Soldier Bazar
Karachi.
MASOOMEEN WELFARE TRUST (R)

حواشی

۱۔ اس زمانے میں "آبہ" ساوہ شہر کی ایک آباد اور اہم جگہ تھی۔

۲۔ محدث قمی مرحوم (قدس اللہ روحہ) کی مفاتیح الجنان میں اس توسل کے بارے میں دعا کے چند جملے ہیں جنہیں طاہر خوش نویس کے خط سے تحریر شدہ مفاتیح الجنان جو آفسٹ چھاپ کے ساتھ ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی تھی، کے صفحہ نمبر ۶۱ سے نقل کر رہے ہیں: یامولاہ کے کلمے کے بعد ۱۰ مرتبہ یاسیداہ۔۔ ۱۰ مرتبہ یامولایاہ۔۔ ۱۰ مرتبہ یارجایاہ۔۔ ۱۰ مرتبہ یاغیاثاہ۔۔ ۱۰ مرتبہ یاغایتہ رغبتاہ۔۔ ۱۰ مرتبہ یارحمٰن۔۔ ۱۰ مرتبہ یارحیم۔۔ ۱۰ مرتبہ یامعطی الخیرات۔۔ ۱۰ مرتبہ صلی علی محمد وآل محمد کثیر اطیبہ کافضل ماصلیت علی احد من خلقک کہے پھر اپنی حاجت طلب کرے۔ محدث قمی نے اس توسل کو جمعہ کے دن کے اعمال میں شامل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ مفاتیح کے متولف کا بیان کے کہ بہت سی روایات وارد ہوتی ہیں کہ ان تین دنوں (بدھ، جمعرات اور جمعہ) کو روزہ رکھا جائے اور جمعہ کے دن زوال کے قریب دو رکعت نماز ادا کی جائے۔

۳۔ کرامتوں کا تذکرہ اس خیال کے پیش نظر ہے کہ علامہ عالی قدر سید محمد صدر نے اپنی کتاب "ارجمند" کی پہلی جلد جس کا انہوں نے "تاریخ غیبت صغریٰ" نام رکھا ہے، کے صفحہ ۴۶۱ پر آٹھویں سطر میں لفظ معجزہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔ متن عربی یہ ہے۔ النقطتہ الاولی، اقامتہ الحجتہ علی اثبات صدقہم باظہار المعجزات۔ پھر اس کے بعد کے ص ۴۶۲ پر سطر سوم میں بائبین کے صفت معجزہ نمائی سے متصف ہونے کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ان المعجزات علی ای حال ذات اثر حسی مباشرا قوی فی ازالتہ الشک للشاک وانفع فی التاثیر علی اولئک الوافدین اس معجزہ کا اثر جو بہ اجازت امامؑ صادر ہوتا تھا وہ یہ تھا کہ لوگ جلد تر ایمان

3

لے آتے تھے اور معتقد ہو جاتے تھے کہ یہ شخص سچا نائب امامؑ ہے۔ جھوٹے مدعیوں میں سے نہیں ہے۔ (جیسا کہ اس مبحث کو مصنف کتاب ھذا "نواب اربعہ" نے مقدمہ کے عنوان کے ماتحت کتاب کے بنیادی رکن کی حیثیت سے پیش کر دیا ہے)۔

۴۔ کتاب عبقری حسان (مرحوم نھاوندی) میں سفیر کے معنی میں سفارت کا معنی یوں بیان ہوا ہے: سفیر کے معنی کا مذکر ہے۔ یاد رہے کہ سفیر کا لفظ سفر بمعنی کشف غطا یعنی پردہ اٹھانے سے ہے۔ اسی وجہ سے دو گروہوں یا دو آدمیوں کے درمیان صلاح کرانے والے کو سفیر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دونوں کے قلبی امر کو کشف کرنے والا ہوتا ہے تاکہ ان کے درمیان صلاح کرائے۔

۵۔ علی دوانی کی ترجمہ شدہ کتاب مھدی موعود کے صفحہ ۷۶۶ سے۔

۶۔ عربی کی بحار الانوار کے محمد بن حسن بن محمد ولی ارومیہ کی جانب سے کیے گئے ترجمہ کے صفحہ نمبر ۳۸۹ پر قبر کی جگہ کو اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ جناب شیخ صدوق سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

۸۔ بحار الانوار کے مطابق الضال یعنی جعفر کذاب

۹۔ یہ تحریر شیخ طوسی کی کتاب "غیبت" کے صفحہ ۱۷۲، کتاب "احتجاج" کے صفحہ ۲۷۸، عربی بحار کی جلد ۱۳ کے ترجمہ (مترجم محمد حسن بن محمد ولی ارومیہ) کے صفحہ ۲۶۰ اور بہت سی دوسری معتبر کتابوں میں وارد ہوتی ہے۔

۱۰۔ فقہی کتابوں میں جو کچھ کہا گیا ہے اور واضح اور مشہور ترین روایتوں اور اقوال سے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے یہ ہے کہ غیبت کے زمانے میں شیعوں کے لئے خمس میں سے جو چیز حلال کی گئی ہے اور اس روایت یا اسی طرح کی دوسری روایات سے جو مراد ہے وہ زمانہ غیبت میں شیعوں کی شادیوں پر خمس خرچ کرنے کی اجازت ہے تاکہ ان کی اولاد پاک ہو نہ یہ کہ اس کے علاوہ بھی خمس

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust (R)
Shop No 11, ... Heights,
Mirza Kalij Baig Road,
Soldier Bazar, Karachi-74400, Pakistan.

خرچ کرنا جائز ہے۔ کیونکہ غیبت کے زمانے میں بھی خمس کی ادائیگی واجب ہے۔

۱۱۔ سورہ مائدہ آیت ۱۰۱۔

۱۲۔ اس روایت کو جناب ابن بابویہ صدوق نے مکتبۂ صدوق کی جانب سے چھاپ شدہ کتاب "کمال الدین" میں معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۳۔ زراری کا نام احمد ہے اور شجرہ نسب اس طرح ہے احمد بن محمد بن سلیمان بن حسین بن جہم بن بکیر بن اعین کہ ان کے آباء واجداد آئمہ طاہرینؑ کے جلیل القدر صحابیوں اور عالی قدر فقیہوں میں سے تھے۔ زراری اس سلسلے کی ایک بڑی ہستی جناب زراہ بن اعین جو ان کے جد کے چچا تھے کے نام سے مشہور ہوتے۔

۱۴۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ اسماعیل اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہوگیا تھا۔ لیکن اپنی وفات سے قبل اس نے اپنے بیٹے محمد کے بارے میں صراحت کی تھی اور وہی اس کے بعد امام ہے۔

۱۵۔ عبیداللہ بن محمد جس کا لقب موحدی باللہ تھا، اسماعیل کی اولاد میں سے پہلا شخص ہے، جو مصر کی سرزمین پر خلیفہ بنا۔ آل اسماعیل نے عباسی حکومت کے دوران ۲۷۰ سال بادشاہت کی ہے اور ان کی تعداد ۱۴ ہے انہیں اسماعلیہ اور عبیدیہ کہا جاتا ہے۔ قاضی نوراللہ فرماتے ہیں کہ قرامطہ اسماعیلیوں کے علاوہ ایک دوسرا گروہ ہے۔ عباسیوں اور ان کے نمک خواروں نے بے پناہ بغض و عداوت کے باعث انہیں اسماعیلیوں میں شمار کیا ہے۔ فقیہ (کتاب تتمتہ المنتھی کے متولف) کہتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے اپنی حدیث غیبت میں اسماعیلی بادشاہوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور جہاں آپ نے فرمایا ہے --- تطهر صاحب القيروان الى قوله من سلالة ذى البداء المنجى بالردا -- قیروان وہی جگہ ہے جہاں عبیداللہ مہدی نے قلعہ بنایا تھا اور اسے مھدیہ کا نام دیا گیا تھا۔ ذی البداء اور منجی بالردا سے مراد اسماعیل بن

3225

جعفر صادقؑ ہیں۔ عبید اللہ کے نسب کو خواجہ نصیر الدین نے اس طرح لکھا ہے
: ابن محمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسماعیل بن جعفر صادقؑ۔

۱۶۔ علی بن محمد سیمری (عبقری حسان ص ۷۰ جلد ۲ کی نقل کے مطابق تلفظ اور لغت کے قانون کے مطابق سمر) جیسا کہ یاقوت حموی کی معجم البلدان میں سمر (میم پر تشدید اور پہلے دو حرفوں پر زبر کے ساتھ) یمامہ میں ایک جگہ ہے جہاں کھجور کے درخت بہت زیادہ ہوتے ہیں۔
سمر کو سین پر زیر اور مشدد میم پر زبر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔

۱۷۔ کمپنی کی چھاپ شدہ بحار الانوار میں صاغورہ کو غین کے ساتھ لکھا گیا ہے اور قاف کے ساتھ "آسمان سوم" کے دوسرے نسخے میں درج ہے مگر بندہ (کتاب معاد شناسی کا مصنف) لغت کی کتابوں میں صاغورہ کے لفظ کو نہ پا سکا۔

۱۸۔ بحار الانوار طبع کمپنی ج ۷ ص ۳۳۸، طبع حیدری ج ۲۶ ص ۲۶۴ و ص ۲۶۵ اور اس حدیث کا تتمہ یہ ہے: وشیعتنا الفئتہ الناجیتہ الفرقتہ الزاکیہ صار والنار دء

ACO No. 25033 Date 1/1/11
Section C3/13 Status ....
D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

645